مکتبۃ الفہیم
مئوناتھ بھنجن یوپی
MAKTABA AL-FAHEEM-MAU

مسئلہ

امام مہدی آخر الزماں

اور

اس کی شرعی حیثیت

مولانا محفوظ الرحمٰن فیضی
شیخ الجامعہ جامعہ اسلامیہ فیض عام

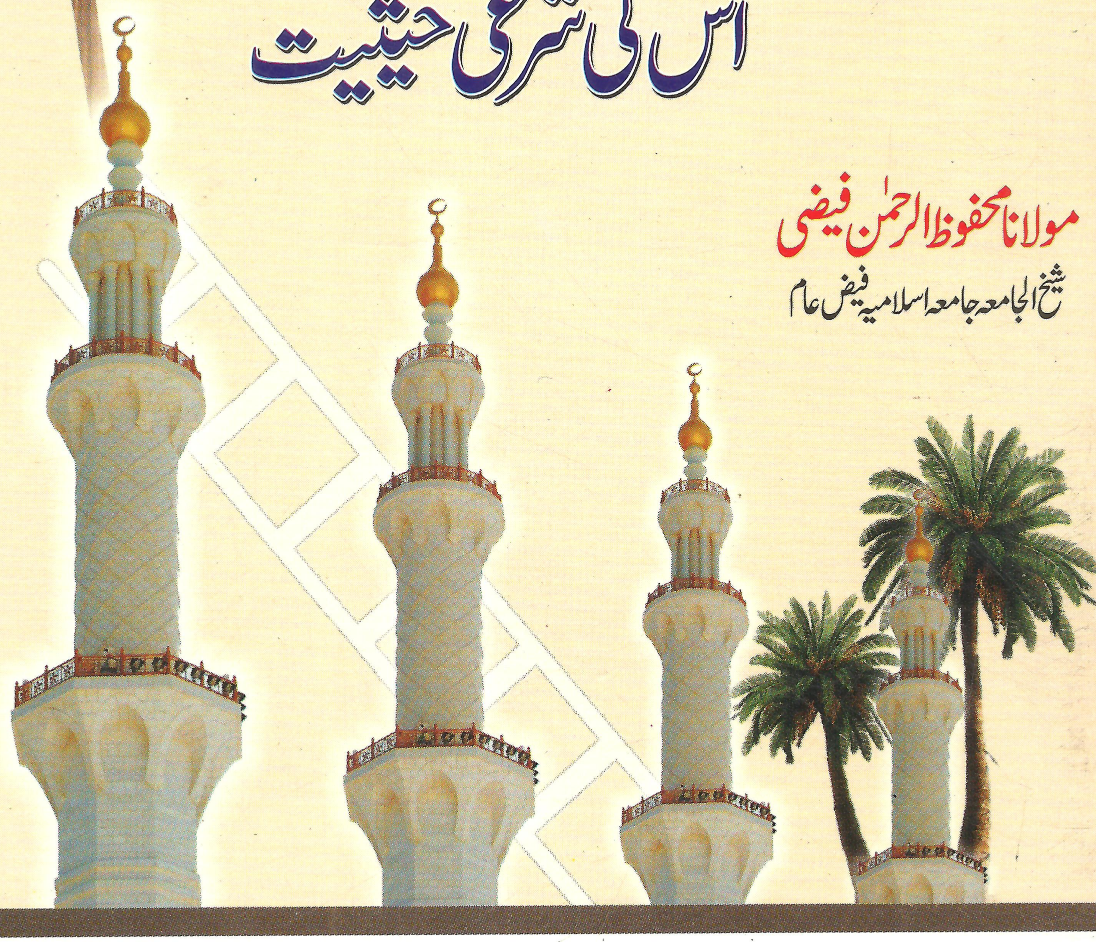

مکتبۃ الفہیم
مئوناتھ بھنجن یوپی

مکتبۃ الفہیم

مسئلہ

امام مہدی آخر الزماں

اور

اس کی شرعی حیثیت

مولانا محفوظ الرحمٰن فیضی
شیخ الجامعہ جامعہ اسلامیہ فیض عام

مکتبۃ الفہیم
مئوناتھ بھنجن یوپی

MAKTABA AL-FAHEEM
Raihan Market, 1st Floor, Dhobia Imli Road
Sadar Chowk, Maunath Bhanjan - (U.P.) 275101
Ph.: (O) 0547-2222013, Mob. 9236761926, 9889123129, 9336010224
Email : maktabaalfaheemmau@gmail.com
WWW.faheembooks.com

جملہ حقوق محفوظ ھیں

نام کتاب	:	مسئلہ امام مہدی آخرالزماں اور اس کی شرعی حیثیت
تالیف	:	مولانا محفوظ الرحمٰن فیضی
طابع وناشر	:	مکتبۃ الفہیم مئوناتھ بھنجن یوپی
سال اشاعت	:	اکتوبر ۲۰۱۲ء
تعداد اشاعت	:	ایک ہزار ایک سو
صفحات	:	128

باہتمام

شفیق الرحمٰن، عزیز الرحمٰن

مکتبۃ الفہیم
مئوناتھ بھنجن یوپی

MAKTABA AL-FAHEEM
Raihan Market, 1st Floor, Dhobia Imli Road
Sadar Chowk, Maunath Bhanjan - (U.P.) 275101
Ph.: (O) 0547-2222013, Mob. 9236761926, 9889123129, 9336010224
Email : maktabaalfaheemmau@gmail.com
WWW.faheembooks.com

عرض ناشر

مسئلہ امام مہدی آخر الزماں کے بارے میں اردو زبان میں کوئی مستند اور جامع کتاب نہیں تھی، استاذ محترم مولانا محفوظ الرحمٰن فیضی حفظہ اللہ نے اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے آج سے تقریباً اکیس سال قبل ۱۹۸۳ء میں یہ کتاب تحریر فرمائی۔ لیکن حالات کی ناسازگاری کی وجہ سے یہ کتاب مولانا کے مسودات میں دب کر رہ گئی تھی۔ سراغ لگنے پر ہم نے اس کو ظہور میں لانے کی کوشش کی اور بحمد للہ کامیاب رہے۔

کتاب کو من وعن شائع کرنے کا فیصلہ ہوا اس لئے کہ مطالبۂ نظر ثانی کا مطلب یہ تھا کہ کتاب مزید بیس سال تک زیور طباعت سے محروم ہو جاتی۔

ہم استاذ محترم مولانا محفوظ الرحمٰن صاحب فیضی حفظہ اللہ کے بے حد شکر گزار ہیں کہ آپ نے یہ کتاب مکتبہ الفہیم مئو سے شائع کرنے کے لئے عنایت فرمائی۔

کتاب کی نفیس طباعت واشاعت عزیزم عزیز الرحمٰن فیضی کے فطری ذوق اور حسن سلیقہ کی آئینہ دار ہے۔

الحمد للہ یہ عظیم کتاب مکتبہ الفہیم مئو کے شاندار طباعتی معیار پر نہایت اہتمام سے طبع ہو کر ''ظہور'' میں آرہی ہے۔

مدیر مکتبہ الفہیم مئو

۱۷ر جنوری ۲۰۰۴ء

بسم الله الرحمن الرحيم

دیباچہ

ان الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ، ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا ،من يهده الله فلامضل له ، ومن يضلله فلاهادى له واشهدان لااله الا الله وحده لاشريک له ، واشهد ان محمداعبده ورسوله.

(ياايهاالذين آمنوا اتقوالله حق تقاته ولاتموتن الا وانتم مسلمون ". " ياايهاالناس اتقواربكم الذى خلقكم من نفس واحدة وخلق منها زوجها وبث منهما رجالاً كثيرا ونساء ، واتقوالله الذى تساء لون به والارحام ان الله كان عليكم رقيبا"، "ياايها الذين آمنوا اتقواالله وقولوا قولا سديدا يصلح لكم اعمالكم ويغفرلكم ذنوبكم ، ومن يطع الله ورسوله فقد فاز فوزاً عظيماً.)

امابعد! فان اصدق الحديث كتاب الله واحسن الهدى هدى محمدصلى الله عليه وسلم وشرالامور محدثاتها ،وكل محدثة بدعة ، وكل بدعة ضلالة وكل ضلالة فى النار .

امت اسلامیہ کی طویل تاریخ اوراس کے پرآشوب دور میں بھی کوئی قلیل سے قلیل مدت کبھی ایسی نہیں گذری ہے جب اسلام کی دعوت بند ہوگئی ہو اورامر بالمعروف ونہی عن المنکر کا کام کرنے والا کوئی نہ رہا ہو، بلکہ دعوت وتبلیغ کا سلسلہ بلاانقطاع برابر جاری ہے ،اوراللہ تعالیٰ کی تقدیر وتوفیق سے تاقیام قیامت جاری وساری رہے گا ، ہر دور میں دعوت وتجدیداوراقامت دین کے لئے جدوجہد کرنے والے اصحاب عزیمت مخلصین ،علماء ومصلحین ، اور ہر عہد میں کوئی نہ کوئی مجدد بلکہ مجدد دین ضرور رہے ہیں ، اورآئندہ بھی ہوتے رہیں گے، جیسا کہ ایک

مشہور حدیث میں اس کی رسول اکرم ﷺ نے خبر دی ہے، انہی اصحاب دعوت وعزیمت مصلحین ومجددین میں ایک بلکہ آخری مجدد ومصلح امام مہدی ہوں گے، جن کی خبر خود رسول اللہ ﷺ نے نام وصفات کی تصریح اور یک گونہ وقت ومقام کی تعیین کے ساتھ دی ہے، اوراس بارے میں بکثرت احادیث وارد ہیں۔

امام مہدی کے بارے میں وارد احادیث وآثار متواتر ہوں یا نہ ہوں، یہ عقیدہ بہرحال نصوص کتاب وسنت سے ثابت اور امت کے اندر متواتر رہا ہے کہ امور ماضیہ اور امور مستقبلہ سے متعلق جو کچھ صادق ومصدوق ﷺ سے ثابت اور بسند صحیح منقول ہے، اس کی دل سے تصدیق کرنا اور اس کا اعتقاد رکھنا ایمان بالرسول کا لازمی تقاضا ہے، اور یہ بات باسانید صحیحہ ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسی سیکڑوں نشانیوں اور آثار کی نشاندہی فرمادی ہے جو قیامت سے پہلے رونما ہوں گے، انھیں آثار قیامت میں سے ایک نمود مہدی بھی ہے، بلکہ وہ آیات عظام، بڑی بڑی نشانیاں ......خروج دجال، نزول عیسیٰ بن مریم، خروج یاجوج ماجوج وغیرہ...... جو قیامت کے قریب ترین زمانہ میں ظاہر ہوں گی ان میں پہلی نشانی ظہور مہدی ہے۔

مسئلہ مہدی آخرالزماں اوراس کی متعدد جزئی تفصیلات سے متعلق احادیث کو بکثرت صحابہ نے خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے اور بکثرت محدثین نے قوی ومعتبر سندوں سے اس کی روایت وتخریج کی ہے، ان احادیث کے مطالعہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے بار بار مختلف طریقوں سے اور مختلف انداز میں اس امر کی تصریح فرمائی ہے کہ آخری زمانہ میں ایک خلیفۃ المسلمین وامیر المومنین ''امیر مہدی'' ہوں گے، وہ سلالۂ نبوی، آل فاطمہ بتول بنت رسول سے ہوں گے، نام محمد بن عبداللہ ہوگا، اللہ کی توفیق سے ان کو اپنے وقت میں اصلاح امت اسلامیہ، تجدید واحیاء دین، باطل قوتوں کو شکست دینے اور دین کو قائم وسربلند کرنے میں کامیابی ملے گی، آپ ظلم وناانصافی سے سسکتی دنیا کو عدل وانصاف سے معمور کریں گے اور ظلم وزیادتی کا خاتمہ واستیصال فرمائیں گے

،آپ ہی کے عہد میں دجال اکبر کا خروج اور حضرت عیسیٰ بن مریم کا آسمان سے نزول ہوگا، وغیرہ.............

مہدی کے بارے میں اہل سنت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ زمانہ آخر میں پیدا ہوں گے، یہ نہیں ہے کہ وہ پیدا ہو چکے ہیں موجود ہیں اور کہیں غائب ومستور ہیں، اور آخر زمانہ میں ظہور فرمائیں گے، غیوبت ورجعت کی خرافات شیعوں کی اختراع ہے جو تمام تر بے بنیاد و نامعقول اور یکدم باطل ہے۔

علمائے محققین کی ایک بڑی جماعت نے احادیث مہدی کو متواتر قرار دیا ہے، نیز ''امیر مہدی'' کا عقیدہ امت کے اندر خلفاً عن سلف مشہور ومعروف اور متواتر رہا ہے، صحابہ، تابعین، اتباع تابعین، سلف صالحین، اور جمہور اہل سنت و جماعت کے درمیان اس مسئلہ میں کسی اختلاف کا سراغ نہیں ملتا، بعد کے کسی دور میں اگر کسی نے اس مسئلہ میں شک وتردد کا اظہار کیا تو اس کا کوئی اعتبار نہیں، بلکہ وہ شذوذ اور خطا ہے۔

''امام مہدی آخرالزماں'' کا اعتقاد رکھنے والے کبھی نہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہوئے نہ ہونا چاہئے، اور نہ ''عقیدہ مہدی'' کا یہ مطلب ہے کہ دعوت وتبلیغ اقامت دین اور اعلاء کلمۃ اللہ کی جدوجہد امام مہدی کے انتظار اور ان کی آمد پر موقوف ہے، ہرگز نہیں، بلکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا سلسلہ قوت وحکمت کے ساتھ بلا انقطاع لازماً ووجوباً جاری رکھنا ہے، اور یہ اہم دینی فریضہ ہے، تا آنکہ آخر زمانہ میں نبی ﷺ کی پیشن گوئی کے مطابق اس فریضہ کے علمبردار اور سلسلہ دعوت وعزیمت کے ایک گوہر تابدار اور دین کی سربلندی اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے جدوجہد کرنے والی امت کے امیر وقافلہ سالار'' امام مہدی'' ہوں گے، وہ خود مہدی ہونے کا دعویٰ نہیں کریں گے، بلکہ احکم الحاکمین کی توفیق سے اور اپنی خداداد صلاحیت واہلیت سے دعوت وجہاد کا فریضہ ایسی حکمت اور قوت وعزیمت کے ساتھ انجام دیں گے، اور زندگی کے مسائل مہمہ کو حالات وزمانہ کے تقاضوں کو پیش نظر

رکھتے ہوئے ایسی مجتہدانہ بصیرت، فہم فراست اور تدبر و مہارت کے ساتھ حل کریں گے کہ ان کو نمایاں کامیابی نصیب ہوگی، دشمنان اسلام شکست خوردہ و مغلوب، اور مسلمانان عالم فاتح و سربلند ہوں گے، مسلمانوں کو امیر موصوف کی علامتوں۔ (جو احادیث صحیحہ میں وارد ہیں) اوران کے کارناموں کے ذریعہ ان کی زندگی ہی میں علم ویقین حاصل ہو جائے گا کہ یہی ''مہدی موعود'' ہیں۔

زیر نظر رسالہ میں انہی مذکورہ بالا امور کو اختصار کے ساتھ احادیث شریفہ کی روشنی میں بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور یہ واضح وثابت کیا گیا ہے کہ اہل سنت و جماعت کے نزدیک ''مسئلہ مہدی آخرالزماں'' بلاشک وشبہ برحق دینی مسئلہ ہے جو مقبول ومحکم حدیثوں سے ثابت ہے، علاوہ ازیں اس مسئلہ میں شیعوں کے باطل عقائد وخیالات، نیز علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ اور موجودہ زمانہ کے بعض متشککین ومتجددین کے شکوک وشبہات کا بھی قدرے جائزہ لیا گیا ہے۔

عربی زبان میں عقیدہ مہدی کے موضوع پر متقدمین ومتاخرین کی بہت سی تصنیفات ہیں اوران میں سے متعدد مطبوع اور دستیاب بھی ہیں اردو میں بھی عقائد اور آثار قیامت کے موضوع پر لکھی گئی کتابوں میں مسئلہ مہدی پر بھی بعض میں اجمالاً اور بعض میں تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے، لیکن اردو زبان میں اس موضوع پر کوئی علحدہ مستقل کتاب گو لکھی گئی ہو لیکن جہاں تک مجھے علم ہے دستیاب نہیں ہے، یا کم ازکم تادم تحریر (نومبر۱۹۸۳) میری نظر سے نہیں گذری ہے، بنابریں خیال پیدا ہوا کہ اردو میں بھی کوئی مستقل رسالہ ہو جس میں مسئلہ مہدی کی شرعی حیثیت اور اس سلسلہ میں اہل سنت و جماعت کے مذہب ومسلک کی وضاحت کی گئی ہو، اور اس مسئلہ سے متعلق جو شکوک وشبہات ہوں ان کا ازالہ کیا گیا ہو، یہ کتاب اسی احساس کے تحت ترتیب دی گئی ہے، ان اريد الا الاصلاح مااستطعت وماتوفيقى الابالله .

یہ رسالہ ایک مقدمہ اور چھ فصلوں پر مشتمل ہے:

مقدمہ:	عقیدہ مہدی پر مستقل تصانیف
فصل اول:	تذکرہ امام مہدی اور مختصر حالات
فصل دوم:	احادیث مہدی
فصل سوم:	احادیث مہدی مشہور و متواتر ہیں
فصل چہارم:	جمہور علمائے امت کا اجماع
فصل پنجم:	شکوک و شبہات اور ان کے جوابات
فصل ششم:	مدعیان مہدیت

مولائے کریم سے دعا ہے کہ اس رسالہ کو مقبول اور مفید بنائے، آمین۔

محفوظ الرحمٰن فیضی
جامعہ فیض عام مئو ناتھ بھنجن (یو۔پی انڈیا)

نومبر ۱۹۸۳ء

مُقَدِّمَۃ

عقیدہ مہدی پر مستقل تصانیف

احادیث و آثار کی جمع و تدوین اور شرح و بیان میں علمائے امت کا جوانہماک و اہتمام رہا ہے، احادیث مہدی کو اس سے وافر حصہ ملا ہے، چنانچہ بکثرت محدثین نے اپنی عام تصانیف، سنن و مسانید وغیرہ میں ان کی روایت و تخریج کی ہے، اور متعدد علماء نے احادیث مہدی اور ان سے متعلقہ مباحث کو علحدہ جمع و مدون کیا ہے، اور اس موضوع پر مستقل کتابیں تصنیف فرمائی ہیں، مستقل تصانیف جن کا علم ہو سکا ہے گرچہ ان سب کے مطالعہ کی سعادت نصیب نہیں ہوئی ہے آئندہ سطور میں ان کا بطور تبرک تذکرہ کیا جا رہا ہے تا کہ یہ کتاب، گوان سے استفادہ سے خالی ہے، مگر ان کے ذکر خیر سے تو خالی نہ رہے۔

۱- تالیف امام ابوبکر بن ابی خیثمہ زہیر بن حرب متوفی ۲۷۹ھ، علامہ ابن خلدون نے مقدمہ تاریخ (ص:۳۱۲) میں علامہ سہیلی کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ امام ابوبکر بن خیثمہ کو احادیث مہدی کی علحدہ جمع و تدوین میں بڑا انہماک تھا۔

۲- تالیف امام ابوالحسین احمد بن جعفر المنادی، البغدادی متوفی ۳۳۶ھ، حافظ ابن حجر نے فتح الباری (۳۱۲/۱۳) میں اس کا ذکر کیا ہے۔

۳- الاربعین، تالیف حافظ ابونعیم اصفہانی، متوفی ۴۳۰ھ، اقسام کتب حدیث میں ایک قسم "اربعین" (چہل حدیث) ہے جس میں ایک موضوع سے متعلق یا متعدد موضوعات سے متعلق چالیس احادیث مذکور ہوتی ہیں، امام اصفہانی نے اپنی "اربعین" میں امیر مہدی سے متعلق چالیس احادیث کی روایت و تخریج

کی ہے، امام سیوطی نے عقیدۂ مہدی پر اپنی کتاب "العرف الوردی فی اخبار المہدی" میں اس کی تلخیص کی ہے، اور پھر بکثرت احادیث کا اضافہ کیا ہے۔

۴- البیان باخبار صاحب الزمان : تالیف فخر الدین محمد بن یوسف الکنجی الشافعی متوفی ۶۵۸ھ، یہ کتاب ۱۳۸۲ھ میں نجف عراق میں چھپ چکی ہے۔ (۱)

۵- عقد الدرر فی اخبار المہدی المنتظر، تالیف یوسف بن یحیی السلمی الشافعی، متوفی ۶۸۵ھ شیخ علی متقی ہندی نے اپنی کتاب "برھان" میں اس کتاب کا ذکر کیا ہے اور اس سے بعض روایات نقل کی ہیں۔ (۲)

۶- تالیف حافظ ابن کثیر، متوفی ۷۷۴ھ، اس تالیف کا ذکر خود حافظ موصوف نے اپنی تصنیفات " کتاب الفتن والملاحم " (۱/ ۳۲) اور "البدایہ والنہایہ" (۶/۲۴۸) میں کیا ہے۔

۷- ارتقاء الغرف : تالیف حافظ شمس الدین سخاوی، متوفی ۹۰۲ء امام عجلونی نے اپنی کتاب "کشف الخفاء والالباس عمااشتہر من الاحادیث علی السنة الناس " (ص: ۲۸۸) میں اس کا ذکر کیا ہے۔

۸- العرف الوردی فی اخبار المہدی. تصنیف حافظ جلال الدین سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ، جیسا کہ بیان کیا گیا یہ کتاب دراصل حافظ ابونعیم اصفہانی کی کتاب "الاربعین " کی تلخیص ہے، پھر حافظ سیوطی نے اس پر بکثرت اضافہ کیا ہے، چنانچہ ان کی کتاب میں احادیث وآثار متعلقہ مہدی کی تعداد دوسو سے زیادہ ہے، ان میں صحیح، حسن اور ضعیف کے ساتھ بعض موضوع حدیثیں بھی ہیں، امام سیوطی کی یہ کتاب ان کی ایک دوسری جامع کتاب " الحاوی للفتاوی" کے اندر شائع ہو چکی ہے، یہ حصہ اس کتاب کی دوسری جلد میں ۵۷ سے ۸۵ تک ہے۔

۹- تلخیص البیان فی علامات مہدی آخر الزمان . تالیف ابن کمال باشا الحنفی متوفی ۹۴۰ھ، استنبول کے کتب خانہ میں اس کتاب کے متعدد نسخے

(۱) و(۲) مقالہ مولانا عبدالعلیم بستوی: مجلة الجامعة السلفية/شمارہ مئی ۱۹۸۱ء/ بنارس

موجود ہیں۔(۱)

۱۰- **المهدی الی ماورد فی المهدی:** تالیف محمد بن طولون دمشقی، متوفی ۹۵۳ھ) اس کتاب کا ذکر خود مولف نے اپنی ایک دوسری کتاب " الائمة الاثناعشرية" (ص: ۱۱۸) میں کیا ہے، موخر الذکر کتاب مطبوع ہے۔(۲)

۱۱- **القول المختصر فی علامات المهدی المنتظر :** تالیف علامہ احمد بن حجر ہیتمی مکی شافعی متوفی ۹۷۴ھ، علامہ برزنجی نے "الاشاعة لاشراط الساعة" اور علامہ نواب صدیق حسن نے اپنی مشہور کتاب "حجج الکرامة فی آثار القیامة" میں کتاب مذکور سے بکثرت اخذ واستفادہ کیا ہے، علامہ سفارینی حنبلی، متوفی ۱۱۸۸ھ نے بھی اپنی کتاب "لوامع الانوار البهية" میں اس کتاب کا ذکر کیا ہے۔

یہ کتاب: مقدمہ تین ابواب اور خاتمہ پر مشتمل ہے، اس کے تالیف کی غرض جیسا کہ خود مولف نے بیان کیا ہے خود ساختہ اور جھوٹے مہدیوں کی تردید ہے۔

۱۲- **البرهان فی علامات مهدی آخر الزمان :** تالیف علامہ علی بن حسام الدین المتقی الهندی، متوفی ۹۷۵ھ اس کتاب کا ذکر ملا علی قاری نے "مرقاة شرح مشکوٰة" (۱۸۳/۵) میں اور نواب صاحب نے حجج الکرامه میں کیا ہے اور اس سے اخذ واستفادہ بھی کیا ہے۔

نواب زادہ نور الحسن خان نے بھی "اقتراب الساعة" میں اس کا ذکر کیا ہے۔ اور اس سے استفادہ بھی کیا ہے، مولف موصوف نے یہ کتاب فرقہ مہدیہ (مدعی مہدیت سید محمد جونپوری اور ان کے متبعین) کے رد میں لکھی تھی۔

۱۳- **"الرد علی من حکم وقضی ان المهدی جاء ومضی"** یہ کتاب بھی علامہ علی متقی ہندی کی تالیف ہے اور فرقہ مہدویہ کے رد میں ہے۔

۱۴- **الکلام المجدی فی اثبات خروج المهدی :** یہ شیخ محمد بن ابوبکر

---

(۱) و (۲) ایضاً۔

الاشخر جمال الدین متوفی ۹۹۱ھ کی تالیف ہے، اس کا ذکر نواب صاحب نے حجج الکرامة (ص: ۳۸۵) میں کیا ہے۔

۱۵- **المشرب الوردی فی مذهب المهدی**، تالیف ملا علی بن سلطان القاری الحنفی متوفی ۱۰۱۴ھ، نواب صاحب نے "الاشاعة" اور حجج الکرامة میں اس کتاب سے اخذ واستفادہ کیا ہے۔

اقتراب الساعة (ص ۱۵٦) میں الاشاعة کے حوالہ سے لکھا ہے کہ بعض متعصب مشائخ حنفیہ یہ دعویٰ کرتے تھے اور اس خیال کی ترویج کرتے تھے کہ امام مہدی اور عیسیٰ بن مریم (علیہم السلام) دونوں امام ابوحنیفہ کے مقلد ہوں گے اور فقہ حنفی کے مطابق عمل کریں گے ملا علی قاری نے انہی مقلدین جامدین کے رد میں مذکورہ کتاب تالیف فرمائی تھی، انھوں نے لکھا ہے کہ زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ امام مہدی مجتہد مطلق ہوں گے۔

۱٦- **فوائد الفكر فی ظهور المهدی المنتظر**: تالیف مرعی بن یوسف المقدسی الحنبلی، متوفی ۱۰۳۳ھ، اس کتاب کا ذکر سفارینی نے "لوامع" میں اور نواب صدیق حسن خان نے "الاذاعة لما كان ومایکون بین یدی الساعة" میں اور زرکلی نے "اعلام" (۹/ ۳٦۳) میں کیا ہے۔

تالیفات ۱۱ تا ۱٦ کے مخطوطات حرم مکی کے مکتبہ میں موجود ہیں۔

۱۷- تالیف علامہ محمد بن اسماعیل الامیر الیمانی (صاحب سبل السلام) متوفی ۱۱۸۲ھ "الاذاعة" اور "اقتراب الساعة" میں اس کتاب کا ذکر ہے۔

۱۸- تالیف علامہ محمد سفارینی، متوفی ۱۱۸۸ھ نواب صاحب نے "الاذاعة" (۱٦۳) میں موصوف کا یہ کلام نقل کیا ہے کہ "میں نے مہدی، دجال اور عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) کے موضوعات پر مستقل مبسوط اور مختصر کتابیں لکھی ہیں، اور اپنی کتاب "البحور الذاخرة" میں بھی ان موضوعات پر خاصا مواد جمع کر دیا ہے جو ان موضوعات پر لکھی گئی اکثر کتابوں سے بے نیاز کر دے گا۔

۱۹- التوضیح فی تواتر ماجاء فی المهدی المنتظر والدجال والمسیح : تالیف علامہ قاضی محمد بن علی شوکانی، متوفی ۱۲۵۰ھ، الاذاعة، حجج الکرامة اور اقتراب الساعة میں اس کتاب سے بکثرت اخذ واستفادہ کیا گیا ہے۔

۲۰- الاربعین فی المهدیین : مجاہد کبیر مولانا ولایت علی صادق پوری متوفی ۱۲۶۹ھ کی تصنیف ہے۔

۲۱- هدیه مهدویه : تالیف مولانا ابورجاء محمد متوفی ۱۲۹۹ھ، یہ رسالہ فرقہ مہدویہ کے رد میں ہے، اقتراب الساعة (۱۱۵) میں لکھا ہے کہ ''یہ شخص یعنی سید محمد جونپوری (۸۴۷-۹۱۰ھ) جس نے بہ سلسلہ حج مکہ مکرمہ جا کر مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تھا، جون پور سے نکلا تھا اس کا نام سید محمد تھا، قوم مہدویہ اب تک نواحی دکن ریاست حیدر آباد میں موجود ہے، ان کے رد میں ایک رسالہ اردو ''هدیه مهدویه'' ابورجاء محمد نے بہت اچھا لکھا ہے، ایک مہدوی نے ۱۲۹۹ھ میں اسی جرم پر ان کو مسجد میں جا کر قتل کر ڈالا، اناللہ، رسالہ مذکور میں اس متمہدی کذاب کی پوری کہانی لکھی ہے۔

۲۲- اصح ماورد فی المهدی وعیسیٰ : یہ علامہ محمد بن حبیب اللہ بن عبداللہ الشنقیطی متوفی ۱۳۶۳ھ کی تصنیف ہے (اعلام زرکلی ج ۱)

۲۳- عقیدة اهل السنة والاثر فی المهدی المنتظر : تالیف شیخ عبدالمحسن بن حمد العباد (جامعہ اسلامیہ، مدینہ منورہ) یہ ایک جامع مقالہ ہے جسے شیخ محترم نے جامعہ اسلامیہ کے ایک سیمینار میں پیش کیا تھا، موصوف نے اس مقالہ میں مقبول ومعتبر احادیث مہدی کو منتخب کر کے بیان کیا ہے، احادیث مہدی اور عقیدۂ مہدی کے بارے میں جمہور اہل علم کے مذہب اور علماء محققین کی تحقیقات وتصریحات کو واضح اسلوب میں انتہائی عمدہ ترتیب کے ساتھ پیش کیا ہے، اور بعض معاصر متجددین کی تشکیک کا بھی مختصر جواب دیا ہے،

یہ مقالہ ''مجله الجامعة الاسلامیه'' (۳/۱، ذیقعدہ ۱۳۱۱ھ) میں

شائع ہوا ہے، زیرنظر رسالہ میں مقالہ مذکور سے بہت کچھ اخذ واستفادہ کیا گیا ہے، تادم تحریر مجھے معلوم نہ ہوسکا کہ یہ مقالہ کتابی صورت میں طبع ہوگیا ہے یا نہیں (۱)

۲۴- مقالہ ڈاکٹر مولانا عبدالعلیم بستوی، یہ ایک جامع اور تحقیقی مقالہ ہے جسے موصوف نے مدینہ یونیورسٹی سے ایم، اے، کی ڈگری کے لئے پیش کیا تھا، اس کے بعض حصے ''مجلّہ جامعہ سلفیہ بنارس کے متعدد شماروں میں شائع ہوئے ہیں۔ مکمل مقالہ۔ جو ہنوز کتابی شکل میں غالباً مطبوع نہیں ہے، بوقت ترتیب رسالہ ہذا ناچیز کو مطالعہ کے لئے دستیاب نہ ہوسکا۔

---

(۱) یہ مقالہ کتابی صورت میں طبع ہو چکا ہے، شیخ نے شروع میں شیخ عبداللہ بن زید آل محمود (قطر) کی کتاب ''لامهدی ینتظر بعد الرسول خیر البشر'' اوران کے نظریہ انکار مہدی اوران کی ہفوات کا مدلل رد بھی لکھا ہے،

شیخ عبداللہ آل محمود کی مذکورہ کتاب کے رد میں شیخ حمود بن عبداللہ حمود التویجری نے بھی ایک مفصل ومدلل کتاب لکھی ہے'' الاحتجاج بالاثر علی من انکر المهدی المنتظر'' یہ کتاب دارالافتاء (ریاض) سے طبع ہوئی ہے، (ناشر)

فصل اول

تذکرۂ امام مہدی

امام مہدی آخرالزماں کا تذکرہ جستہ جستہ بکثرت احادیث میں وارد ہے ،آئندہ فصل دوم میں اس سلسلہ کی پچیس احادیث نبویہ کو ذکر کیا گیا ہے جو قوی اور معتبر سندوں سے مروی ہیں ، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان احادیث کو بیان کرنے سے پہلے ایک فصل میں (مذکورہ احادیث و دیگر احادیث کی روشنی میں) امام موصوف کا ایک مختصر تذکرہ مرتب کر کے پیش کر دیا جائے۔

نام ونسب :- احادیث صحیحہ کے مطابق مہدی آخرالزماں کا نام نامی سیدنا ونبینا محمد رسول اللہ ﷺ کے اسم گرامی کے ،اوران کے والد کا نام آں حضرت ﷺ کے والد کے نام کے موافق ہوگا ،یعنی امام مہدی کا نام محمد اور آپ کے والد کا نام عبداللہ ہوگا۔(۱)

مہدی جس سے آپ معروف ہیں درحقیقت آپ کی صفت اور آپ کا لقب ہے، چونکہ اس لقب کے ساتھ خود رسول اللہ ﷺ نے آپ کے بارے میں امت کو خبر دی ہے اس لئے آپ اسی لقب کے ساتھ امت میں معروف ہیں ،اور گویا یہ آپ کا علم ہو گیا ہے اس لقب میں بجائے خود آپ کے راشد و مہدی ہونے کا بیان اور بشارت موجود ہے۔

احادیث صحیحہ کے مطابق امام مہدی خانوادۂ نبوی اور اہل بیت سے ہوں گے آپ کا سلسلہ نسب حضرت فاطمہ بتول بنت رسول ﷺ سے ملے گا ،آپ حضرت حسن بن علی (رضی اللہ عنہما) کے سلسلہ سے ہوں گے ،یعنی فاطمی حسنی ہوں گے ۔(۲) آپ کا مولد ومنشا مدینہ منورہ ہوگا ،آپ کی تربیت لدنی (خداداد ہوگی) بہت کم وقت میں اللہ تعالیٰ آپ کو صالح اور اہل بنادے گا۔(۳)

(۱، ۲، ۳) مسند احمد ،ابوداؤد، ترمذی ، ابن ماجہ ، مستدرک حاکم وغیرہ

بعض اہل علم نے لکھا ہے کہ آپ والد کی طرف سے حسنی اور والدہ کی طرف سے حسینی ہوں گے، (الاشاعة والاذاعة وغیرہ)

امام مہدی کے حسنی ہونے کا سر لطیف:۔

حافظ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''المنار المنیف ص:۱۵۱ میں تحریر فرماتے ہیں:

''امام مہدی کے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی نسل سے ہونے کی حکمت اوراس میں سر لطیف یہ ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ خلافت سے ازخود دست کش ہو گئے تھے، اس لئے اللہ تعالیٰ ان کی اولاد میں کسی کو یہ نعمت عطا فرمائے گا اوروہ زمین کو عدل وانصاف سے معمور کرے گا، کیونکہ یہ قانون الٰہی اوراللہ پاک کی سنت جاریہ ہے کہ جب کوئی اللہ کے واسطے اپنے حق سے دستبردار ہوتا ہے تو وہ اس کو اس کا عوض اورنعم البدل ضرور عنایت فرماتا ہے''

حلیہ مبارک:۔

مصادر سابقہ میں مروی احادیث کے اندر امام مہدی موعود کے حلیہ اورسیرت واخلاق کا متفرق طور پر ذکر ملتا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ روشن رو، کشادہ پیشانی، بلند بینی (اونچی ناک) اورگھنی داڑھی والے ہوں گے، بعض روایات میں ہے کہ آپ میانہ قد، گندم رنگ، چست بدن ہوں گے، آپ کے داہنے، رخسار پر تل ہوگا، زبان میں قدرے لکنت ہوگی جس سے کبھی کبھی دل تنگ ہوکر ہاتھ ران پر ماریں گے، (ملاحظہ ہو الاشاعة، اوراقترب الساعة وحجج الكرامة وغیرہ)

سیرت واخلاق:۔

جن کے صاحب رشد وہدایت (راشد ومہدی) ہونے کی شہادت خود رسول اکرم ﷺ نے دی ہو اورمہدی کے لقب سے ملقب فرمایا ہو اس کے اخلاق ومحاسن اورحسن سیرت وکردار کا کیا کہنا، اس بارے میں احادیث میں جو کچھ وارد

ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ امام مہدی اخلاق وعادات میں جناب محمد رسول اللہ ﷺ سے مشابہ ہوں گے، البتہ شکل وصورت میں مشابہ نہیں ہوں گے (یشبهه فی الخلق ولايشبهه في الخلق) خالص کتاب وسنت پر عمل کریں گے، ایک ایک سنت قائم کرنے کی کوشش اورسعی بلیغ فرمائیں گے، منکرات وبدعات کی بیخ کنی فرمائیں گے اورزندگی کے مسائل مہمہ کو کمال حکمت وعزیمت اورتدبر وبالغ نظری سے حل کریں گے۔

آپ کے اعمال واخلاق اورعدل وانصاف سے زمین والے بھی خوش ہوں گے اورآسمان والے بھی، آپ خداترسی، اتباع کتاب وسنت، تواضع وخاکساری عدالت وشجاعت، فیاضی وسخاوت وغیرہ مکارم اخلاق ومحاسن اعمال میں یگانہ روزگار ہوں گے، (اقتراب الساعة حجج الكرامة وغيره)

بیعت خلافت:۔

مستدرک حاکم وغیرہ میں مروی احادیث کے اندر وارد ہے کہ جبکہ امت مسلمہ کو (اس کی اپنی کوتاہیوں کے سبب) زبردست مشکلات اورمصائب کا سامنا ہوگا، اعداء اسلام ودشمنان دین کی دوادوش، ہمہ جہتی ریشہ دوانیاں اورستم رانیاں عروج پر ہوں گی، مسلمانوں کو کوئی جائے پناہ نہیں نظر آرہی ہوگی حالات سخت پرآشوب وپرامتحان اورانتہائی نازک ہوں گے، مسلمان سخت پریشان ہوکر گویا کسی مردمومن کے منتظر ہوں گے، دریں اثناء مدینہ منورہ میں خلیفہ وسربراہ کے انتقال پر اختلاف ہوگا کہ اب کس کو سربراہ وخلیفہ منتخب کیا جائے، ایک مردمومن محمد بن عبداللہ حسنی جو اس وقت لوگوں کی نظر میں سب سے بزرگ اورہر اعتبار سے برتر ہوں گے، اوراس وقت مدینہ منورہ ہی میں ہوں گے لیکن امارت وامامت کے لئے دعویٰ کرنا ودعوت دینا تو کجا، اس خوف سے کہ لوگوں کی نگاہ انتخاب کہیں انھیں پر نہ پڑے، امارت وخلافت کا بارگراں اٹھانے سے بچنے کے لئے مدینہ سے مکہ مکرمہ چلے

جائیں گے، مگر اہل نظر انھیں کوتلاش کریں گے، کیونکہ وہی اس وقت مسلمانوں میں سب سے افضل اور سربراہی کے اہل ہوں گے ان کے انکار کے باوجود لوگ انھیں راضی کریں گے اور انہی کے دست حق پرست پر بیعت کریں گے، یہ بیعت حرم میں حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان ہوگی (۱)

خلافت و بیعت کی خبر مشہور ہونے پر مدینہ منورہ کی فوجیں آپ کے پاس مکہ معظمہ چلی آئیں گی، شام، عراق یمن وغیرہ کے اولیاء وابدال اور مصلحین آپ کی صحبت میں اور ملک عرب کے بے پناہ لوگ آپ کی فوج میں شامل ہوں گے، آپ کی خلافت خلافت راشدہ اور خلافت علی منہاج النبوۃ ہوگی، زمام خلافت سنبھالنے کے بعد آپ عین کتاب وسنت کے مطابق اصلاح احوال اور دین کی سربلندی کے لئے زبردست جدوجہد شروع کریں گے۔(۲)

حلیۃ الاولیاء ابونعیم اصفہانی کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ بیعت کے وقت امام موصوف کی عمر چالیس برس ہوگی۔

آپ کی مصلحانہ ومجاہدانہ سرگرمیوں کے سلسلہ میں جو اہم واقعات پیش آئیں گے انہیں جستہ جستہ متفرق طور پر بیان کیا جاتا ہے، واقعی اور قطعی ترتیب کا حال اللہ بہتر جانتا ہے۔

ایک شامی لشکر اور بنوکلب کی مخالفت:-

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر مہدی کو اولاً اپنوں کی مخالفت ومزاحمت کا سامنا ہوگا، چنانچہ ابوداؤد وغیرہ میں مروی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے کہ بیعت کے بعد امام مہدی سے جنگ کرنے کے لئے شام سے ایک لشکر چلے گا، مگر وہ مکہ مدینہ کے درمیان مقام بیداء میں دھنسا دیا جائے گا، پھر ایک قریشی شخص جس کا ننہال بنوکلب میں ہوگا، بنوکلب کو ساتھ لے کر امام مہدی کی مخالفت ومزاحمت اوران سے لڑنے کے لئے اٹھے گا، امام موصوف اس کے مقابلہ کے لئے فوج بھیجیں گے، جو بنوکلب پر غالب آئے گی اور بکثرت مال غنیمت ہاتھ

(۱) و (۲) مسند احمد، صحیح ابن حبان، ابوداؤد

آئے گا، آں حضرت ﷺ نے فرمایا ''نامرادی ہے اس شخص کے لئے جو بنوکلب سے حاصل شدہ مال غنیمت میں شریک نہ ہو''

اس روایت کی فی الجملہ تائید صحیح بخاری (کتاب البیوع /باب ماذکر فی الاسواق) اور صحیح مسلم (کتاب الفتن /۳۸۸) میں مروی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے بھی ہوتی ہے۔

نیز مستدرک حاکم میں مروی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی اس کی موید ہے جسے امام حاکم نے شیخین کی شرط کے مطابق صحیح قرار دیا ہے اور اسے امام ذہبی نے بھی برقرار رکھا ہے، مسند احمد میں بھی اس موضوع سے متعلق متعدد روایتیں ہیں،

ملحمہ کبریٰ یعنی نصاریٰ سے جنگ عظیم

صحیح مسلم (کتاب الفتن) میں مروی حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم کی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل روم (نصاری) امیر مہدی اور ان کی جمعیت کا حال سن کر چاروں طرف سے فوج جمع کر کے مسلمانوں کے خلاف جنگ کے لئے ملک شام کی جانب سے بڑھیں گے تو جناب امیر مہدی ان سے مقابلہ کے لئے مدینہ طیبہ سے فوج لے کر شام کی طرف روانہ ہوں گے، دمشق کے قریب رومی فوج سے آمنا سامنا ہوگا، اس وقت مسلمانوں کے لشکر میں تین گروہ ہو جائیں گے ایک گروہ نصاریٰ کے خوف سے راہ فرار اختیار کرے گا، خداوند کریم ان کی توبہ ہرگز قبول نہ فرمائے گا، حضرت امیر باقیماندہ فوج کے ساتھ مقابلہ فرمائیں گے، پہلے روز ایک ثلث فوج جام شہادت نوش کرے گی، اور اس وقت کے افضل ترین شہیدوں میں ہوگی، بقیہ فوجیں پورے جوش جہاد وشوق قتال اور فتح یا شہادت کے عہد کے ساتھ معرکہ کارزار میں سرگرم ہوگی، تین چار روز گھمسان کی جنگ ہوگی، چوتھے روز امام مہدی تھوڑی سے فوج کے ساتھ اس دلیری وبہادری اور حکمت کے ساتھ مقابلہ کریں گے کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے نمایاں فتح

حاصل ہوگی، صلیبی دشمن شکست خوردہ اور بے سروسامان ہوکر نہایت ذلت ورسوائی کے ساتھ راہ فرار اختیار کرے گا مسلمان ان کا تعاقب کر کے بہتوں کو جہنم رسید کر دیں گے، الغرض یہ صلیبی نصاریٰ بالکل مغلوب ہوجائیں گے اوراس مہم کا دائرہ اورفتوحات کا سلسلہ قسطنطنیہ اور یورپ تک وسیع ہوگا، درحقیقت یہ آخری صلیبی جنگ ہوگی، جس میں صلیبیوں کو ایسی شکست ہوگی کہ جس کے بعد وہ اپنا وجود برقرار نہیں رکھ سکتے، اس جنگ کا یہود ونصاریٰ کے لٹریچر میں آرمیگادان کے نام سے ذکر ملتا ہے۔

اس کے بعد جناب امیر مجاہدین اسلام کو بے انتہا انعام واکرام سے نوازیں گے، لیکن اس مال سے کسی کو خوشی نہ ہوگی کیونکہ اس جنگ کی بدولت بہت سے خاندان وقبائل ایسے ہوں گے جن میں فیصد ایک ہی آدمی زندہ بچا ہوگا، لوگ اسی رنج ومسرت کے ملے جلے ماحول میں ہوں گے کہ دجال اکبر کے خروج کا ہنگامہ برپا ہوگا، اور پھر حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا آسمان سے نزول ہوگا، اور حضرت امیر مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام دجال کی سرکوبی فرمائیں گے اور وہ آخرش حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں قتل کیا جائے گا۔

خروج دجال:-

حضرت مہدی بلاد مفتوحہ کے نظم ونسق کی درستگی اور حقوق وفرائض کی انجام دہی میں مشغول ہوں گے، اسی دوران خروج دجال کی افواہ گشت کرنے لگے گی، تحقیق کے بعد معلوم ہوگا کہ یہ خبر غلط اور بے بنیاد ہے، چنانچہ آپ اپنے کام میں مصروف رہیں گے، کچھ عرصہ گذرے گا کہ دجال کا واقعی ظہور وخروج ہوگا، صحیح حدیثوں سے یہ بات ثابت ہے کہ امیر مہدی موعود کے عہد میں دجال کا خروج ہوگا، دجال اسی طرح نزول عیسیٰ ابن مریم کے متعلق بکثرت احادیث صحیحہ وارد ہین جوحد تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں جو صحاح ستہ اور مسند احمد وغیرہ اکثر کتب حدیث میں مروی ہیں۔

ان احادیث میں دجال کے تفصیلی حالات اوراس کی فتنہ سامانیوں

اور فساد انگیزیوں اور دجل وفریب کی تفصیلات بیان ہوئی ہیں، جن کا بہت مختصر خلاصہ یہ ہے کہ یہ دجال اکبر نسلاً یہودی ہوگا، اعور یعنی یک چشم ہوگا، ویسے خرابی اس کی دونوں آنکھوں میں ہوگی ایک دھنسی ہوئی ہوگی تو دوسری انگور کی طرح ابھری ہوئی ہوگی، اللہ تعالیٰ نے اس کی پیشانی پر ک، ف، ر۔ یعنی کافر لکھ دیا ہوگا، جس کو تمام اہل ایمان فراست ایمانی سے پڑھ لیں گے، اور اس کے دجل وفریب کاری سے محفوظ و مامون رہیں گے، اس کا لقب ''مسیح'' بمعنی مسیح ضلالت ہے، نیز اس لئے کہ وہ ممسوح العین ہوگا۔

ابتداءً اس کا ظہور وخروج عراق وشام کے درمیان کسی علاقہ سے ہوگا، پھر وہاں سے اصفہان چلا جائے گا، وہ خدائی کا دعویٰ کرے گا اور اس کی دلیل میں لوگوں کو طرح طرح کے شعبدے اور خوارق دکھا کر گویا اپنے ترقی یافتہ علم وفن کے ذریعہ فریب میں مبتلا کر دے گا، مگر اللہ کے نیک بندے اور سچے مسلمان، عباداللہ المخلصین، اس کے دجل وفریب میں ہرگز نہیں آئیں گے، البتہ یہود بکثرت بلکہ قومی حیثیت سے اس کو گویا اپنا ہیرو قرار دیتے ہوئے اس کے حلقہ بگوش اور پیروکار ہو جائیں گے، وہ تیز رفتاری کے ساتھ دنیا کے اکثر بلاد اور علاقوں کا گویا دورہ کرے گا، زبردست شر وفساد مچائے گا، مگر وہ مکہ مکرمہ مدینہ منورہ میں داخل نہیں ہوسکتا، ملائکہ ہر طرف سے حرمین شریفین کی حفاظت ونگرانی کر رہے ہوں گے الغرض وہ برق رفتاری کے ساتھ ضلالت وگمراہی اور فتنہ وفساد برپا کرتا ہوا دمشق کی طرف روانہ ہوگا، جہاں مسلمان امیر وقت (مہدی) کی قیادت وامارت میں جنگ کی تیاری میں مصروف ہوں گے۔

نزول حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام:

انہی حالات میں جیسا کہ احادیث صحیحہ متواترہ سے ثابت ہے۔ ایک روز دمشق کی جامع مسجد میں جبکہ مسلمان نماز فجر کے لئے جمع ہوں گے، نماز کے لئے اقامت ہورہی ہوگی اور امیر المومنین مہدی امامت کے لئے مصلی پر پہونچ چکے

ہوں گے کہ اچانک ایک آواز اور ایک منظر سب کو اپنی طرف متوجہ کرے گا مسلمان نظر اٹھا کر دیکھیں گے تو سپید بادل چھایا ہوا نظر آئے گا اور پھر یہ مشاہدہ ہوگا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) دو زرد حسین چادر میں لپٹے ہوئے اور فرشتوں کے بازوؤں پر سہارا دیئے آسمان سے اتر رہے ہیں، فرشتے ان کو مسجد کے منارۂ شرقی پر اتار کر واپس چلے جائیں گے۔(۱)

اب چونکہ حضرت عیسی علیہ السلام کا تعلق کائنات ارضی کے ساتھ دوبارہ وابستہ ہوجائے گا، اس لئے وہ عام عادت کے مطابق صحن مسجد میں اترنے کے لئے

(۱) ضروری تنبیہ:-نصوص کتاب وسنت سے یہ امر ثابت ہے اور اس پر امت کا اجماع اور پختہ عقیدہ ہے کہ جب یہودیوں نے اللہ کے نبی حضرت عیسی علیہ السلام کو گرفتار کر کے انھیں سولی پر لٹکا کر قتل کر دینا چاہا تو اللہ تعالی نے اپنی قدرت کاملہ سے حضرت عیسی علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا، اور یہودی ان کو قتل کرنے میں کامیاب نہ ہوئے، قرآن حکیم میں اللہ تعالی فرماتے ہیں: اور یہودیوں کا یہ کہنا کہ ہم نے مسیح عیسی ابن مریم اللہ کے رسول کو قتل کر دیا ہے۔ (یہ بالکل غلط ہے)۔فی الواقع انھوں نے نہ اس کو قتل کیا نہ صلیب پر چڑھایا بلکہ ان کیلئے ان کا (یعنی حضرت عیسی کا) شبیہ بنا دیا گیا،...... یقیناً انھوں نے مسیح کو قتل نہیں کیا، بلکہ اللہ نے ان کو اپنی طرف اٹھا لیا ہے، اور اللہ زبردست طاقت اور حکمتوں والا ہے (نساء/ ۱۸۵)

یہودیوں نے اسی شبیہ یعنی حضرت عیسیؑ کے ہم شکل کسی کو جسے وہ غلط فہمی سے عیسی بن مریم سمجھ بیٹھے، صلیب پر لٹکا دیا، اور یہ سمجھے اور آج تک سمجھ رہے ہیں کہ ہم نے عیسی علیہ السلام کو سولی دی ہے، حالانکہ حضرت عیسیؑ اس وقت وہاں موجود ہی نہ تھے وہ تو جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر اٹھائے جا چکے تھے اس لئے یہودیوں اور عیسائیوں دونوں کا خیال کہ عیسی مسیح نے صلیب پر جان دی محض غلط فہمی پر مبنی اور بے بنیاد ہے،

بہر حال حضرت عیسی علیہ السلام جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر زندہ موجود ہیں یہ حقیقت بکثرت احادیث صحیحہ متواترہ سے بھی ثابت ہے، ان احادیث میں آپ کے آسمان پر اٹھائے جانے کے علاوہ قیامت کے قریب آپ کے نزول اور دیگر بہت سی باتوں کا صراحت کے ساتھ تذکرہ ہے، آپ کا لقب جو ''مسیح'' ہے وہ بمعنی مسیح الخیر والبرکۃ ہے۔

سیڑھی کے طالب ہوں گے جس کی فوراً تعمیل ہوگی ، اور آپ اتر کر مسلمانوں کے ساتھ نماز کی صف میں کھڑے ہوں گے، موجودہ امیر و امام (امام مہدی) ازراہ تعظیم پیچھے ہٹ کر حضرت عیسی علیہ السلام سے امامت کی درخواست کریں گے، مگر وہ اس امت کی عظمت و شرف کا لحاظ کرتے ہوئے فرمائیں گے "نہیں امامت آپ ہی کیجئے ، اس امت کے لوگ خود ہی ایک دوسرے کے امیر اور امام ہیں ، چنانچہ امام مہدی ہی نماز پڑھائیں گے ، اور حضرت عیسیٰ ان کی اقتداء میں نماز پڑھیں گے ، اس کے بعد حضرت عیسی اور حضرت امیر مہدی فوج ظفر موج لے کر دجال اکبر کے مقابلہ اور اس مسیح ضلالت کے قتل کے لئے روانہ ہوں گے کہ اس ملعون کے شر و فساد سے دنیا کو پاک صاف کردیں دجال اپنی فوج لے کر راہ فرار اختیار کرے گا۔ حضرت عیسیٰ اس کا تعاقب فرمائیں گے ۔ اور مقام لد میں (جو فلسطین مغصوبہ ومقبوضہ اسرائیل میں ہے، جہاں اس وقت اسرائیل کا ایک بڑا ہوائی اڈہ موجود ہے،) دجال کو مقابل پائیں گے ، وہ سمجھ جائے گا کہ اس کے دجل اور زندگی کے خاتمہ کا وقت آپہونچا ہے، اس لئے وہ خوف سے رانگ کی طرح پگھلنے لگے گا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام آگے بڑھ کر اس کو قتل کردیں گے اور اسلامی فوج ، دجالی لشکر کو قتل وغارت کرنے میں مشغول ہوگی ۔ یہودیوں کو جو دجال کے لشکر میں ہوں گے، کوئی چیز پناہ نہ دے گی ، یہاں تک کہ اگر بوقت شب کسی پتھر یا درخت کی آڑ میں کوئی یہودی پناہ گزیں ہوگا، تو وہ چیز بول اٹھے گی کہ اے بندۂ خدا! یہ یہودی ہے یہاں، آؤ اسے قتل کرو، مختصر یہ کہ اس معرکہ میں یہودی مغلوب ہوجائیں گے جیسا کہ اس سے پہلے غزوہ میں اہل روم نصاریٰ مغلوب ہوچکے ہوں گے۔

اور پھر جو یہود دجال کی رفاقت میں قتل سے بچ جائیں گے وہ اور نصاریٰ سب اسلام کے دائرہ میں آجائیں گے ، اور عیسیٰ بن مریم مسیح ہدایت کی سچی پیروی کے لئے مسلمانوں کے شانہ بشانہ کھڑے نظر آئیں گے، اس کا اثر مشرک جماعتوں پر بھی ہوگا ، اور اس طرح اس زمانہ میں دین اسلام اور اہل اسلام کو دیگر تمام ادیان

ومذاہب پر غلبہ حاصل ہوجائے گا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب کی شکست وریخت اور خنزیر کو نیست ونابود کردیں گے (صحاح ستہ وغیرہ)

غزوۂ ہند:۔

محدث نعیم بن حماد شیخ الامام البخاری کی ''کتاب الفتن'' میں مروی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر مہدی کے عہد خلافت وحکومت میں ہند بھی مغلوب ومفتوح ہوگا اور اسلامی قلمرو میں شامل ہوجائے گا، اس روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ یہ فتح نزول عیسیٰ بن مریم (علیہما السلام) سے کچھ پہلے ہوگی، واللہ اعلم بالصواب۔(اقتراب الساعة، حجج الكرامة)

گویا اس وقت پوری دنیا اسلام کے زیرنگیں اور اس کے سایہ رحمت وعاطفت میں آجائے گی، اصنام وصلیب کی شکست وریخت اور صہیونی وصلیبی قوتوں اور سرگرمیوں کا قلع قمع ہوجائے گا، اور صرف اسلامی نظام عدل کا غلبہ اور دار دورہ ہوگا، انشاء اللہ العزیز۔

تقسیم خزانہ کعبہ:۔

مذکورہ کتاب ''كتاب الفتن''ہی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ جناب امیر مہدی خانہ کعبہ میں مدفون ومحفوظ خزانہ کو نکال کر مسلمانوں میں تقسیم کریں گے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ خزانہ اپنی خلافت کے زمانہ میں نکالنا اور تقسیم کرنا چاہا تھا، مگر حضرت علی نے ان کو اس سے روک دیا تھا کہ یہ آپ کا کام نہیں ہے، بلکہ آخر زمانہ میں ہم میں سے ایک نوجوان یہ کام انجام دے گا، غالب گمان ہے کہ یہ اشارہ امام مہدی آخر الزماں کی طرف ہے۔

رایات سود، سیاہ جھنڈے:۔

مسند احمد، ابن ماجہ مستدرک حاکم وغیرہ میں متعدد صحابہ سے مروی ہے کہ

رسول اللہ نے فرمایا ’’جب تم مشرق (خراسان وغیرہ) کی طرف سے رایات سود یعنی سیاہ جھنڈے آتے ہوئے دیکھو تو اس میں شامل ہوجانا اس لئے کہ اس میں (اللہ کے خلیفہ) مہدی ہوں گے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب امیر مہدی خراسان کی جانب سے فوج کے ساتھ گذر فرمائیں گے، اس حدیث میں لفظ ’’خلیفہ اللہ المہدی‘‘ کو امام ذہبی اور علامہ البانی نے منکر قرار دیا ہے بقیہ حدیث صحیح ہے۔

(ضعیف سنن ابن ماجه ٨٥/١٢)

عہد سعادت مہد:-

امام مہدی کا زمانہ خدا کے فضل وکرم سے خیر وبرکت سے بھرپور اور یمن وسعادت سے معمور ہوگا، اللہ کی توفیق سے آپ کی خلافت وامارت میں امت مسلمہ متحد ہوگی اس کے باہمی اختلاف وانتشار ختم ہوجائیں گے، آپ باطل قوتوں کو شکست دینے میں کامیاب ہوں گے، دین پورے طور پر قائم ہوگا، اسلام اور اہل اسلام کو غلبہ وتفوق حاصل ہوگا، دنیا کو ظلم وستم اور زیادتیوں وناانصافیوں سے محفوظ اور عدل وانصاف سے معمور ہوگی، ہر طرف ایسا امن وسکون ہوگا کہ گویا بکری اور بھیڑیا ایک گھاٹ پر پانی پینے والی مثل صادق آئے گی۔

جہاں چناں شود از عدل او کہ ناخن باز
علاج ناخنہ دیدۂ حمام کند

آسمان سے حسب ضرورت خوب بارش ہوگی، زمین کی پیداوار بکثرت وافراط ہوگی، لوگ مامون ومطمئن اور فارغ البال وخوش حال ہوں گے، مال ودولت کی اس قدر فراوانی ہوگی کہ امام مہدی سے اگر کوئی تھوڑا طلب کرے گا تو وہ لپ بھر بھر کر اس کے کپڑے میں اتنا ڈال دیں گے جتنا وہ اٹھا کر لے جاسکے۔(۱)

آسود جہاں بدولت او افروخت جہاں بہ طلعت او

(۱) مسند احمد، ابوداؤد، ابویعلی، طبرانی، مستدرک حاکم وغیرہ

ایک روایت میں ہے کہ امام مہدی منادی کو حکم دیں گے کہ وہ اعلان کردے جس کو جتنا مال چاہئے آئے لیجائے ،مگر کوئی نہ آئے گا ،سوائے ایک شخص کے ،امام موصوف اس کو خزانچی کے پاس بھیج دیں گے ،خزانچی اس سے کہے گا جتنا چاہو جی بھر کر لےلو وہ اپنی جھولی بھر کر لے لے گا لیکن پھر پشیماں ہوگا اور کہے گا اس امت میں سب سے حریص گویا میں ہی ہوں کہ میرے علاوہ کوئی مانگنے نہ آیا وہ شخص مال کو واپس کرنے لگے گا ،مگر امام موصوف واپس نہ لیں گے اور فرمائیں گے ہم کوئی چیز دے کر واپس نہیں لیتے ۔(۱)

گفت ما اہل بیت احسانیم
وانچہ دادیم بازنستانیم

حاصل یہ کہ حضرت امام مہدی کی مصلحانہ و مجددانہ مساعی جمیلہ کے نتیجہ میں اللہ کے فضل سے لوگ یکسو ہوکر عبادت واطاعت الٰہی میں مشغول وسرگرم ہوں گے اختلافات سے دور ،نزاعات سے نفور ، کتاب وسنت کے ساتھ وابستہ اور جادۂ حق پہ رواں دواں اور اس بناپر اللہ تعالٰی کے فضل وکرم اور اس کی رحمت ونصرت کے سزاوار ٹھہریں گے ،فالحمدللہ ،وبنعمۃ تتم الصالحات وتدوم الطیبات

مدت خلافت اور وفات:

صحیح حدیثوں میں مذکور ہے کہ جناب امیر مہدی کی امارت وخلافت کی مدت سات برس ہوگی ۔(۲) بعض روایتوں میں اس سے زیادہ چالیس تک مروی ہے ،مگر وہ روایتیں ضعیف میں بعض روایتوں میں ہے کہ آپ کی مدت خلافت سات ، یا آٹھ یا نو برس ہوگی ملاحظہ ہو حدیث نمبر ۵،۶

بعدازاں آپ کا وصال ہوجائے گا ،بیعت کے وقت آپ کی عمر چالیس سال بیان کی گئی ہے ،اس حساب سے وفات کے وقت آپ کی عمر سینتالیس یا انچاس برس کی ہوگی ،

---

(۱) (۲) مسند احمد ، ابوداؤد، ابویعلی، طبرانی، مستدرک حاکم وغیرہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کی نماز جنازہ پڑھائیں گے اور دفن فرمائیں گے اس کے بعد تمام چھوٹے بڑے انتظامات حضرت عیسی علیہ السلام کے ہاتھ میں آجائیں گے، تمام مخلوق نہایت امن وامان کے ساتھ زندگی بسر کرے گی صلیب اور خنزیر کو نیست و نابود کردیں گے۔ آپ کا دور خلافت وحکومت چالیس سال رہے گا، جیسا کہ بعض حدیثوں میں وارد ہے، مسلم کی ایک روایت میں سات سال وارد ہے، حافظ ابن کثیر فرماتے ہین کہ ''تطبیق کی صورت یہ ہے کہ جب حضرت مسیح عیسیٰ علیہ السلام کا رفع سماوی ہوا تھا اس وقت ان کی عمر تینتیس برس کی تھی، اور نزول کے بعد مزید سات سال حیات رہیں گے، اس طرح کائنات ارضی پر کل مدت حیات چالیس برس ہو جائے گی۔

واقعات مسطورہ اور دیگر واقعات واحوال مہدی کی پوری تفصیلات کے لئے، نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عہد اور مابعد کے واقعات وآثار قیامت کی تفصیل جاننے کے لئے دیکھئے علامہ نواب صدیق حسن خان رحمۃ اللہ علیہ کی کتابیں " حجج الكرامة فی آثار القیامة " الاذاعة لما كان ومايكون بين يدی الساعة " شیخ محمد برزنجی کی کتاب "الاشاعة لاشراط الساعة " نیز علامہ نواب زادہ نور الحسن خاں رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "اقتراب الساعة " اور شیخ الحدیث مولانا عبدالسلام بستوی کی کتاب ''اسلامی عقائد وغیرہ

نفس مسئلہ ''الامام المھدی'' تو بہر حال صحیح حدیثوں سے ثابت ہے لیکن اس کی بہت سی جزئیات اور امام موصوف کے جزئی حالات سے متعلق حدیثیں صحیح نہیں ہیں، تاہم بہت کچھ مقبول ومعتبر احادیث سے بھی ثابت ہے، جیسا کہ بیان ہوا، نیز آئندہ فصل میں بیان شدہ احادیث سے معلوم ہوگا۔

تنبیہ:-

نزول عیسی مسیح علیہ السلام سے متعلق جو بکثرت احادیث وارد ہیں ان سے پوری وضاحت وصراحت کے ساتھ یہ بات ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ السلام کا

دنیا میں دوبارہ نزول وورود نبی مقرر ہوکر آنے والے شخص کی حیثیت سے نہیں ہوگا، نہ ان پر وحی نازل ہوگی، نہ وہ خدا کی طرف سے کوئی نیا پیغام یا نئے احکام لائیں گے نہ وہ شریعت محمدی میں کوئی اضافہ یا کوئی کمی فرمائیں گے نہ وہ آکر اس بار لوگوں کو اپنے اوپر ایمان لانے کی دعوت دیں گے، اور نہ اپنے ماننے والوں کی ایک الگ نئی امت بنائیں گے وہ صرف ایک کار خاص کے لئے بھیجے جائیں گے اور وہ یہ ہوگا کہ دجال کے فتنے کا استیصال کریں، اس غرض کے لئے وہ ایسے طریقے سے نازل کئے جائیں گے کہ جن مسلمانوں کے درمیان ان کا نزول ہوگا انھیں اس امر میں کوئی شک نہیں رہے گا کہ یہ عیسیٰ بن مریم ہیں جو محمد رسول اللہ ﷺ کی پیشن گوئی کے مطابق ٹھیک وقت پر تشریف لائے ہیں، وہ آکر مسلمانوں کی جماعت میں شامل ہو جائیں گے اور جو مسلمانوں کا امام اس وقت ہوگا، یعنی امام مہدی اسی کے پیچھے نماز پڑھیں گے، اور انہی کو آگے رکھیں گے تاکہ اس شبہ کی کوئی ادنی سی گنجائش بھی نہ رہے کہ وہ اپنی سابقہ پیغمبرانہ حیثیت کی طرح اب پھر پیغمبری کے فرائض انجام دینے کے لئے واپس آئے ہیں اور اس امت کی امامت کا وقت ختم ہوگیا ہے، بلکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے تابع اور آپ کی امت میں امت محمدیہ کے حاکموں میں سے ایک حاکم کی حیثیت سے کام کریں گے، اور اصول وفروع سب میں آپ خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کی ہی کی شریعت کی پیروی کے مکلّف ہوں گے۔

اس لئے حضرت عیسیٰ بن مریم (علیہ وعلیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام) کی دنیا میں دوبارہ آمد سے جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے آخری نبی اور خاتم النبین ہونے پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا شریعت محمدی کے مطابق عمل کرنا محمد رسول اللہ ﷺ کی ختم نبوت کو اور محقق کردے گا۔

علمائے اسلام نے اس مسئلہ کو پوری وضاحت وصراحت کے ساتھ بیان کردیا ہے، ملاحظہ ہو کتب عقائد وکتب تفسیر شرح عقائد نسفی وتفسیر امام رازی (۳/۳۴۳) وتفسیر روح المعانی (۳۲/۲۴) وغیرہ

فائدہ:- جیسا کہ بیان کیا گیا ہے بکثرت احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ دجال جس کے فتنہ عظیم کا استیصال کرنے کے لئے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو بھیجا جائے گا یہودیوں میں سے ہوگا، وہ اپنے آپ کو ''مسیح'' کی حیثیت سے پیش کرے گا یہودی اس ''مسیح ضلالت'' کو اپنا قومی ہیرو اور ''مسیح موعود'' قرار دے کر جس کے وہ منتظر ہین سب سے بڑی تعداد میں اس کے جھنڈے تلے آجائیں گے اس معاملہ کی حقیقت کوئی شخص نہیں سمجھ سکتا، جب تک وہ یہودیوں کی تاریخ اور ان کے مذہبی تصورات سے واقف نہ ہو۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد جب بنی اسرائیل پے درپے تنزل کی حالت میں مبتلا ہوتے چلے گئے یہاں تک کہ آخر کار بابل اور اسیریا کی سلطنتوں نے ان کو غلام بنا کر زمین میں تتر بتر کر دیا تو انبیاء بنی اسرائیل نے خدا کے حکم سے ان کو خوشخبری دینی شروع کی کہ خدا کا ایک مسیح آنے والا ہے جو ان کو ذلت سے نجات دلائے گا ان پیشن گوئیوں کی بنا پر یہودی ایک مسیح کی آمد کے متوقع اور منتظر تھے جو بادشاہ ہو، لڑ کر ملک فتح کرے بنی اسرائیل کو ملک ملک سے لاکر فلسطین میں جمع کر دے اور ان کی ایک زبردست سلطنت قائم کر دے، لیکن ان کی توقعات کے خلاف جب حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام خدا کی طرف سے ''مسیح'' ہو کر آئے اور کوئی لشکر ساتھ نہ لائے تو یہودیوں نے ان کی مسیحیت تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور انھیں ہلاک کرنے کے درپے ہو گئے، اس وقت سے آج تک دنیا بھر کے یہودی بزعم خویش اس مسیح موعود (Promised Messiah) کے منتظر ہیں جن کے آنے کی خوشخبریاں ان کو دی گئی تھیں، یہودیوں کا لٹریچر اس آنے والے دور کے سہانے خوابوں سے بھرا پڑا ہے۔ تلمود اور ربیوں کے ادبیات میں اس کا جو نقشہ کھینچا گیا ہے، اس کی خیالی لذت کے سہارے صدیوں سے یہودی جی رہے ہیں، اور یہ موہوم امیدیں لئے بیٹھے ہیں کہ یہ مسیح منتظر ایک زبردست جنگی وسیاسی لیڈر ہوگا جو دریائے نیل سے دریائے فرات تک کا علاقہ (جسے یہودی اپنی

میراث کا ملک سمجھتے ہیں) انھیں واپس دلا دے گا،

اور دنیا کے گوشے گوشے سے یہودیوں کو لا کر اسی ملک میں پھر جمع کر دے گا۔

اب اگر کوئی شخص مشرق وسطیٰ کے حالات پر ایک نگاہ ڈالے اور نبی اکرم ﷺ کی پیشن گوئیوں کے پس منظر میں ان کو دیکھے تو وہ فوراً یہ محسوس کرے گا کہ اس "دجال اکبر" کے ظہور کے لئے اسٹیج تیار ہو رہا ہے، جو حضور کی دی ہوئی خبروں کے مطابق یہودیوں کا "مسیح موعود" بن کر اٹھے گا، یہود چونکہ اصل "مسیح موعود" مسیح ہدایت حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو بزعم خویش قتل کر چکے ہیں اس لئے وہ اس دجال کو "مسیح موعود" سمجھ کر قومی حیثیت سے اس کو اپنا ہیرو بنالیں گے اور اس فتنہ وفساد میں برابر کے شریک ہوں گے حدیث میں ہے کہ مسیح دجال ستر ہزار یہودیوں کا لشکر لے کر شام میں گھسے گا اور دمشق کے سامنے جا پہونچے گا، ٹھیک اسی نازک موقع پر دمشق کے مشرقی حصے میں جامع مسجد کے سفید مینارے پر حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا نزول ہوگا، وہ مسلمانوں کو لے کر دجال کے مقابلہ کے لئے نکلیں گے، ان کے حملے سے دجال پسپا ہو کر افیق کی گھاٹی سے اسرائیل کی طرف پلٹے گا اور وہ اس کا تعاقب کریں گے، آخر کار لدّ کے ہوائی اڈہ پر پہونچ کر وہ ان کے ہاتھ سے مارا جائے گا، اس کے بعد یہودی چن چن کر قتل کئے جائیں گے اور ملت یہودیہ کا خاتمہ ہو جائے گا۔ (ماخوذ از تفہیم القرآن ج ۴ ص: ۱۶۵، ۱۶۶)

فصل دوم

احادیث مہدی

احادیث مہدی کو بیان کرنے سے پہلے ان احادیث کو روایت کرنے والے صحابہ اور ان کی روایت وتخریج کرنے والے محدثین کی ایک فہرست دے دینی مناسب اور مفید ہوگی، یہ فہرست بہت کچھ شیخ عباد/ حفظ اللہ کے اس مقالہ سے ماخوذ ہے جس کا ذکر مقدمہ میں گذر چکا ہے۔

احادیث مہدی روایت کرنے والے صحابہ کرامؓ:-

جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی اکرم ﷺ سے احادیث مہدی کو روایت کیا ہے ان کی تعداد ہماری معلومات کے مطابق چھبیس ہے، ان کے اسماء گرامی یہ ہیں:

(۱) حضرت عثمان بن عفان ذوالنورین. (۲) حضرت علی بن ابی طالب. (۳) حضرت طلحہ بن عبید اللہ. (۴) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف. (۵) حضرت ام حبیبہ ام المومنین. (۶) حضرت ام سلمہ ام المومنین. (۷) حضرت حسین ابن علی. (۸) حضرت عبداللہ بن عباس. (۹) حضرت عبداللہ بن مسعود. (۱۰) حضرت عبداللہ بن عمر. (۱۱) حضرت عبداللہ عمرو بن العاص. (۱۲) حضرت ابوسعید الخدری. (۱۳) حضرت جابر بن عبداللہ. (۱۴) حضرت ابو ہریرۃ. (۱۵) حضرت انس بن مالک. (۱۶) حضرت عمار بن یاسر. (۱۷) حضرت عثمان بن ابی العاص (۱۸) حضرت ثوبان مولی رسول اللہ ﷺ (۱۹) حضرت قرہ بن ایاس (۲۰) حضرت عبداللہ بن الحارث بن حمزہ (۲۱) حضرت علی الہلالی (۲۲) حضرت حذیفۃ بن الیمان (۲۳) حضرت عوف بن مالک (۲۴) حضرت عمران بن حصین (۲۵) حضرت جابر الصدفی (۲۶) حضرت ابوالطفیل عامر رضی اللہ عنہم۔

احادیث مہدی کی تخریج وروایت کرنے والے محدثین :-

بہ کثرت محدثین نے صحاح، مسانید، معاجم وغیرہ کتب حدیث میں احادیث مہدی کی تخریج وروایت کی ہے ان میں سے جن ائمہ حدیث تک ہمارے علم ومطالعہ کی رسائی ہوسکی ہے، ان کی تعداد چالیس ہے، ان کے اسماء گرامی یہ ہیں ؛

شمار	نام محدث	نام کتاب
۱	امام بخاری	جامع صحیح بخاری
۲	امام مسلم	صحیح مسلم
۳	امام ابوداؤد	سنن ابی داؤد
۴	امام ترمذی	جامع ترمذی
۵	امام نسائی	سنن نسائی (؟)
۶	امام ابن ماجہ	سنن ابن ماجہ
۷	امام احمد بن حنبل	مسند احمد
۸	امام ابن حبان	صحیح ابن حبان
۹	امام حاکم	مستدرک
۱۰	امام ابن ابی شیبہ	مصنف
۱۱	امام نعیم بن حماد	کتاب الفتن
۱۲	امام طبرانی	معاجم ثلاثہ
۱۳	امام دارقطنی	کتاب الافراد
۱۴	امام حافظ ابونعیم اصفہانی	کتاب حلیۃ الاولیاء
۱۵	امام باوردی	معرفۃ الصحابہ
۱۶	امام ابویعلی	مسند
۱۷	امام بزار	مسند
۱۸	امام حارث بن ابی اسامہ	مسند حارث

۱۹ امام خطیب بغدادی	تلخیص المتشابہ والمتفق والمفترق
۲۰ امام ابن عساکر	تاریخ ابن عساکر
۲۱ امام ابن مندہ	تاریخ اصبہان
۲۲ امام ابوالحسن الحربی	الحربیات
۲۳ امام تمام رازی	الفوائد
۲۴ امام ابن جریر الطبری	تہذیب الآثار
۲۵ امام ابوعمر الدانی	سنن الدانی
۲۶ امام ابوبکر المقری	معجم ابوبکر
۲۷ امام ابوغنم الکوفی	کتاب الفتن
۲۸ امام دیلمی	مسند الفردوس
۲۹ امام ابوبکر الاسکاف	فوائد الاخبار
۳۰ امام ابوالحسین المنادی	کتاب الملاحم
۳۱ امام بیہقی	دلائل النبوہ
۳۲ امام ابوبکر المقری	سنن المقری
۳۳ امام ابن الجوزی	تاریخ ابن الجوزی
۳۴ امام یحیی الحمانی	مسند الحمانی
۳۵ امام رویانی	مسند الرویانی
۳۶ امام ابن سعد	الطبقات
۳۷ امام ابن خزیمہ	
۳۸ امام حسن بن ابی سفیان	
۳۹ امام عمرو بن شبہ	
۴۰ امام ابوعوانہ	

تنبیہ:-

(۱) شیخ عباد/حفظہ اللہ نے فہرست مذکور میں امام بخاری وامام مسلم کا شمار نہیں کیا ہے۔ کیونکہ ان کی روایت میں لفظ ''مہدی'' کی تصریح نہیں ہے۔ مگر جیسا کہ آئندہ صفحات میں آپ پڑھیں گے صحیحین کے اندر بھی بعض ایسی احادیث مروی ہیں جن کا مصداق امام مہدی کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں ہے، اس لے گویا بخاری ومسلم نے بھی حدیث مہدی کو روایت کیا ہے، اسی لئے مذکورہ فہرست میں شیخین کا ذکر بھی میں نے ضروری سمجھا۔

(۲) امام نسائی کا حوالہ علامہ سفارینی نے ''لوامع الانوار'' میں اور علامہ مناوی نے ''فیض القدیر'' میں دیا ہے، لیکن سنن نسائی صغری (متداول) کے اندر حدیث مہدی مروی نہیں ہے، ممکن ہے سنن کبری میں ہو،

(۳) آخر الذکر چار ائمہ کا ذکر امام سیوطی نے ''العرف الوردی'' میں کیا ہے مگر ان کی کسی کتاب کا حوالہ نہیں دیا ہے۔

احادیث مہدی:

جیسا کی مکرر بیان ہوا کہ امام مہدی آخر الزماں سے متعلق احادیث وآثار بہت ہیں اس فصل میں کوئی پچیس احادیث نبویہ کو ذکر کیا گیا ہے جو قوی اور معتبر سندوں سے مروی ہیں،

۱- **عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: كيف انتم اذانزل ابن مريم فيكم و امامكم منكم**

(صحيح بخاری ج ۱ ص ٤٩٠ كتاب الانبياء /باب نزول عيسى بن مريم، (ج ۱ ص ۸۷ كتاب الايمان) مسند احمد (ج ۲٤ ص ٤٩)

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا؛ تمہارا کیا حال ہوگا جبکہ تمہارے اندر ابن مریم اتریں گے اور تمہارا امام اس وقت تم میں سے ہوگا۔

۲- عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: كيف انتم اذانزل ابن مريم فيكم فأمّكم منكم.

(صحیح مسلم / کتاب الایمان / ج ۱ ص ۸۷)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیسے ہوگے تم جبکہ ابن مریم تمہارے درمیان اتریں گے، اور خود تم میں سے ایک شخص تمہاری امامت کرے گا،

۳- عن جابر رضی الله عنه انه سمع النبی ﷺ يقول : لاتزال طائفة من امتی يقاتلقون علی الحق ظاهرين الی يوم القيامة ،قال : فينزل عيسی بن مريم ،فيقول اميرهم تعال صلّ لنا فيقول لا، ان بعضكم علی بعض امراء، تكرمة الله هذه الامة .

(صحیح مسلم ج ۱ صـ۸۷)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: میری امت میں ایک جماعت تا قیام قیامت ایسی رہیگی جو پورے غلبہ وقوت کے ساتھ حق کیلئے جہاد کرتی رہیگی تا آنکہ عیسی بن مریم نازل ہوں گے، تو اس وقت جو مسلمانوں کا امیر ہوگا وہ عیسی علیہ السلام سے کہے گا آیئے نماز پڑھایئے، عیسی السلام جواب دیں گے، نہیں! تم خود ایک دوسرے کے امیر ہو، (یعنی تمہارا امام خود تم میں سے ہونا چاہیئے) یہ وہ اس عزت کا لحاظ کر کے کہیں گے جو اللہ نے اس امت کو عطا فرمائی ہے۔

تنبیہ:- بخاری ومسلم کی ان روایات سے معلوم ہوا کی نزول عیسی بن مریم کے وقت مسلمانوں کا امیر خود انھیں میں سے ہوگا، ان روایات میں گو یہ تصریح نہیں ہے کہ یہ امام "مہدی" ہوں گے، مگر سنن ومسانید کی صحیح روایات میں یہ تصریح ہے کہ نزول عیسی بن مریم کے وقت مسلمانوں کے امیر وامام "مہدی" ہوں گے، اس لئے صحیحین کی ان حدیثوں میں مذکور امیر وامام کا مصداق اور اس سے مراد بلاشبہ امام مہدی ہیں۔

کیونکہ مشہور اصول ہے "الا حادیث یفسر بعضها بعضا" احادیث میں بعض کی بعض سے توضیح وتفسیر ہوتی ہے،

۳- عن جابر رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ : ینزل عیسی بن مریم ،فیقول امیرهم المهدی : تعال صلِ بنا، فیقول : لا ان بعضکم علی بعض امراء تکرمة الله لهذه الامة. (مسند حارث بن ابی اسامه) بواسطه" المنار المنیف فی الحدیث الصحیح والضعیف " (لابن القیم،صـ١٤٨)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عیسی بن مریم اتریں گے تو مسلمانوں کے امیر ''مہدی'' ان سے نماز پڑھانے کیلئے کہیں گے، وہ اس امت کی عزت وشرف کا لحاظ کر کے کہیں گے: نہیں! ان کا امام انہیں میں سے ہو۔

علامہ ابن القیم اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند جید یعنی قوی ہے۔

تنبیہ:

صحیح مسلم کی حدیث مذکور کی طرح اس حدیث کے راوی بھی حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی ہیں، اور الفاظ بھی قریب قریب وہی ہیں، اس روایت میں تصریح ہے کی نزول عیسی کے وقت مسلمانوں کے امیر وامام مہدی ہوں گے، اور وہی حضرت عیسی علیہ السلام سے نماز پڑھانے کیلئے کہیں گے، یہ حدیث احادیث صحیحین کی تفسیر وتوضیح کررہی ہے، اور اس سے یہ حقیقت واضح اور صاف ہوجاتی ہے کہ صحیحین کی احادیث میں جس امیر وامام کا ذکر ہے اس سے مراد امام مہدی ہیں، اس طرح یہ بات ثابت ہوجاتی ہے کہ صحیح مسلم میں بھی مہدی سے متعلق حدیث مروی ہے، اور یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ صحیحین کی کسی حدیث میں مہدی کا کوئی ذکر مذکور نہیں ہے۔ صحیح مسلم میں ایسی متعدد حدیثیں ہیں جن کا مصداق امام مہدی ہیں۔

۵— عن عبدالله بن مسعود عن رسول الله ﷺ قال: لولم يبق من الدنيا الايوم لطول الله ذلك اليوم حتى يبعث فيه رجلا منى اومن اهل بيتي يواطئ اسمه اسمي واسم ابيه اسم ابي يملأ الارض قسطا وعدلا كما ملئت ظلما وجورا.

(مسند احمد (۲۴/۴۹)۔ابو داؤ ج۲ /کتاب المهدی ،ترمذی مختصرا)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر دنیا کا ایک دن بھی باقی رہ جائیگا تو اللہ تعالی اسے دراز فرمادے گا. اور میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو اٹھائیگا جس کا نام میرے نام کے، اور اس کے والد کا نام میرے والد کے نام کے موافق ہوگا، وہ دنیا کو جور کی جگہ عدل وانصاف سے بھر دے گا۔

اس حدیث کے متعلق اما ابوداؤداور امام منذری نے سکوت اختیار کیا ہے اس پر کوئی حکم نہیں لگایا ہے، امام ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے (منہاج السنۃ ج ۱۳۳/۲ میں) اور علامہ ابن القیم نے (المنار المنیف میں)اس کو صحیح قرار دیا ہے، علامہ البانی نے تخریج مشکوۃ میں اس کی اسناد کو حسن کہا ہے(۵۴۵۲)۔

۵— عن ابي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: لولم يبق من الدنيا الايوم لطول الله ذلك اليوم حتى يلي رجل من بيتي يواطئ اسمه اسمي.

(جامع ترمذی ج۲ باب ماجاء في المهدي ،ابن ماجه صـ۳۰۹ ، باب خروج المهدي)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر نہ باقی رہ جائیگا دنیا سے مگر ایک دن، تو اللہ اسے دراز کردے گا، یہاں تک

میرے اہل بیت سے ایک ایسا شخص والی (خلیفہ وامیر) ہوگا جس کا نام میرے نام کے موافق یعنی میرا ہم نام ہوگا

امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح قرار دیا ہے۔

۶— **عن علی رضی الله عنه عن البنی ﷺ انه قال : لولم یبق من الدنیا الایوم لبعث الله رجلا من اهل بیتی یملاها عدلا کما ملئت جورا.** (مسند احمد (٤٩/٢٤)ابوداؤد ج ٢ کتاب المهدی)

حضرت علی کرم اللہ وجھہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اگر نہ باقی رہ جائیگا دنیا سے مگر ایک دن، تو بھی اللہ میرے اہل بیت سے ایک شخص کو اٹھائیگا، جو زمین کو عدل وانصاف سے معمور کردے گا۔

محدث کبیر مولانا شمس الحق عظیم آبادی فرماتے ہیں: سندہ حسن قوی، اس حدیث کی سند حسن قوی ہے (عون المعبود ج ۴ ص ۱۷۴)

۷— **عن علی قال قال رسول الله ﷺ : المهدی منا اهل البیت یصلحه الله فی لیلة .**

(مسند احمد (٥١/٢٤) ابن ماجه صـ ٣١٠/باب خروج المهدی)

حضرت علی سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مہدی ہم میں سے، اہل بیت میں سے ہوں گے، اللہ انھیں شب میں تیار کردے گا،

علامہ البانی نے اس حدیث کو صحیح ابن ماجہ میں رکھا ہے اور حسن کہا ہے، اور "الصحیحه" (۲۳۱۷) میں بھی اس کا انتخاب فرمایا ہے۔

۸— **عن سعید بن المسیب قال کنا عندام سلمه رضی الله عنها فتذا کرنا المهدی فقالت سمعت رسول الله ﷺ یقول : المهدی من عترتی من ولد فاطمة ۔**

(ابوداؤد ج ٢/کتاب المهدی ، ابن ماجه ص ٣١٠ ،مستدرك حاکم ج ٤ صـ ٥٥٧)

حضرت سعید بن المسیب بیان فرماتے ہیں کہ ہم ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھے، اور امام مہدی کا تذکرہ کررہے تھے، تو حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: مہدی میرے خانوادہ اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نسل سے ہوں گے،

علامہ البانی نے اس حدیث (۵۴۵۲) کو جید و حسن اور امام سیوطی نے صحیح قرار دیا ہے۔ سعید بن مسیّب تابعی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ''ہم مہدی کا تذکرہ کررہے تھے''، معلوم ہوا کہ عہد صحابہ کی طرح تابعین کے زمانے میں بھی امر مہدی ایک معلوم و معروف حقیقت تھی، اس کا تذکرہ رہتا تھا، یہ کوئی بعد کے لوگوں کی اختراع نہیں ہے،

۹- عن محمد بن الحنفیه قال کنا عند علی فسأله رجل عن المهدی فقال: هیهات ثم عقد بیده سبعافقال ذلک یخرج فی آخر الزمان اذاقال الرجل الله الله قتل .

(مستدرك حاكم ج ٤ ص)

حضرت محمد بن الحنفیہ (جو حضرت علی کے صاحبزادے ہیں) بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی کے پاس تھے، ایک شخص نے آپ سے امام مہدی کے بارے میں پوچھا تو آپ نے جواب دیا کہ وہ آخر زمانہ میں پیدا ہوں گے۔ جبکہ آدمی کو اللہ اللہ کہنے (یعنی اللہ اور اس کے دین کا نام لینے) پر قتل کردیا جائیگا۔

امام حاکم فرماتے ہیں یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرط کے مطابق ہے۔ علامہ ابن خلدون نے (مقدمہ ص ۳۱۹ میں) اسے صرف مسلم کی شرط کے مطابق قرار دیا ہے، بہر دو صورت حدیث صحیح ہے۔ نواب صاحب نے بھی مسلم کی شرط کے مطابق صحیح قرار دیا ہے۔ (الاذاعة ص۱۲۹)

یہ حدیث اگر چہ موقوف ہے، لیکن مرفوع کے حکم میں ہے کیونکہ ایسے امور میں اجتہاد کو کوئی دخل نہیں ہے، اس سلسلہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے متعدد

حدیثیں مروی ہیں جنہیں آپ نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔

۱۰ — عن علی رضی الله عنه انه نظر الی ابنه الحسن فقال ان ابنی هذا سید کما سماه النبی ﷺ وسیخرج من صلبه رجل یسمی باسم نبیکم لیشبهه فی الخلق ولا یشبهه فی الخلق یملأ الارض عدلاً. (ابو داؤد ج ۲ کتاب المهدی)

علی رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے حسن پر نگاہ ڈالی اور فرمایا: یہ میرا بیٹا ''سیّد'' ہے، جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے، اسکی پشت سے ایک شخص اٹھے گا جو تمہارے نبی کا ہمنام ہوگا، سیرت واخلاق میں نبی ﷺ کے مشابہ ہوگا، البتہ صورت میں مشابہت نہیں ہوگی، وہ زمین کو عدل وانصاف سے معمور کردے گا۔

یہ روایت منقطع ہے، ابو اسحاق سبیعی نے حضرت علی کو دیکھا ضرور ہے، لیکن محدثین کے نزدیک ان کی حضرت علی سے لقاء وسماع ثابت نہیں ہے۔

۱۱ — عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه قال قال رسول ﷺ : المهدی منی، اجلی الجبهة، اقنی الانف، یملأ الارض قسطاوعدلا، کما ملئت جورا ویملک سبع سنین .

(ابو داؤد ج ۲ / کتاب المهدی، مسند احمد (۲٤/ ٤۹) ومستدرك حاكم، ج ٤ صـ ٥٥٧)

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا: مہدی مجھ سے ہیں، ان کی پیشانی کشادہ اور ناک بلند ہوگی، وہ زمین کو ظلم وجور کی جگہ عدل گستری وانصاف سے معمور کردیں گے، وہ سات برس حکومت کریں گے۔

علامہ ابن القیم نے (المنار المنیف ص ١٤٤) میں اس حدیث کی اسناد کو جید، اور شیخ البانی نے (تخریج احادیث المشکوۃ (۵۴۵۴) حسن قرار دیا ہے، امام سیوطی نے جامع صغیر میں اس کے صحیح ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ امام حاکم نے امام مسلم کی شرط کے مطابق صحیح کہا ہے۔

۱۲ – عن ام سلمه عن النبی ﷺ قال: یکون اختلاف عند موت خلیفة فیخرج رجل من اهل المدینة هاربا الی مكة فیاتیه ناس من اهل مكة فیخرجونه وهو کاره، فیبا یعونه بین الرکن والمقام، ویبعث الیه بعث من الشام فیخسف بهم بالبیداء بین مکه والمدینة ، فاذا رأی الناس ذلک اتاه ابدال الشام وعصائب اهل العراق فیبا یعونه، ثم ینشأرجل من قریش، اخواله کلب، فیبعث الیهم بعثاً فیظهرون علیهم وذلک بعث کلب، والخیبة لمن لم یشهد غنیمۂ کلب فیقسم المال ویعمل فی الناس بسنة نبیهم ویلقی الاسلام بجرانه فی الارض، فیلبث سبع سنین، ثم یتوفی ویصلی علیه المسلمون.

(مسند احمد ج ٢٤ ص ٥١، ابوداؤد ج ٢/کتاب المهدی، مسند ابویعلی، مجمع الزوائد ج٧ ص ٣١٥)

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: خلیفہ کی وفات پر اختلاف ہوگا کہ کس کو خلیفہ بنایا جائے اس دوران ایک شخص مدینہ سے نکل کر مکہ مکرمہ چلا جائیگا، (کہ کہیں اسی کو خلیفہ نہ بنادیا جائے) اہل مکہ اس کو کھوج نکالیں گے، وہ آمادہ نہ ہوگا، لیکن اسی کے ہاتھ پر رکن حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان لوگ بیعت کریں گے، پھر ایسا ہوگا کہ اس خلیفہ سے لڑنے کیلئے شام سے ایک لشکر بڑھے گا، جو بقضاء والٰہی مدینہ ومکہ کے درمیان مقام بیداء پہونچ کر زمین میں دھنسادیا جائیگا، یہ صورت واقعہ دیکھ کر شام اور عراق کے بھی ابدال وصلحاء کی جماعت آکر اس خلیفہ سے بیعت ہوگی، پھر ایک قریشی جس کا ننہال بنو کلب میں ہوگا، بنوکلب کولیکر اس خلیفہ کی مخالفت اور ان سے جنگ کرنے کیلئے بڑھے گا، خلیفہ اس کے مقابلہ کیلئے اپنی فوج بھیجیں گے، جو بنوکلب پر غالب آئیگی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: نامرادی ہے اس شخص کیلئے جو بنوکلب سے حاصل شدہ

مال غنیمت کیلئے حاضر نہ ہو، بہرکیف خلیفہ صاحب خوب مال تقسیم کریں گے، وہ لوگوں میں نبی ﷺ کی سنت کے مطابق عمل کریں گے، دین اسلام پورے طور پر قائم ہوگا، یہ خلیفہ سات سال خلافت کریں گے، اس کے بعد ان کی وفات ہو جائیگی، اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔

امام ابوداؤد نے اس حدیث پر روایت کرنے کے بعد کوئی کلام نہیں کیا ہے اسی طرح امام منذری نے بھی سکوت فرمایا ہے، امام ابن القیم نے اس حدیث کو اپنی کتاب ''المنار المنیف'' (۱۴۵) میں فصل مہدی کے اندر ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ ''یہ حدیث حسن ہے بلکہ اسے صحیح کہا جاسکتا ہے، امام ہیثمی نے ''مجمع الزوائد'' (۷ص۳۱۵) باب المہدی میں اسے نقل کرنے کے بعد واضح کیا ہے کہ اس حدیث کے رجال یعنی رواۃ صحیح کے رجال ہیں۔

اس حدیث میں اگر چہ لفظ مہدی کی صراحت نہیں ہے لیکن امام مہدی سے اس کا تعلق ظاہر ہے اسی بناء پر محدثین نے اس حدیث کو نیز اس نوع کی دیگر احادیث کو باب المہدی میں ذکر کیا ہے۔

۱۳- عن ابی هریرة رضی الله عنه عن النبی ﷺ قال : یکون فی امتی المهدی ان قصر فسبع و الا فثمان و الا فتسع، تنعم امتی فیها نعمة لم تنعموا مثلها، یرسل السماء علیم مدرارا، و لاتدخر الارض شیئا من النبات .(معجم اوسط طبرانی، مجمع الزوائد ج ۷ ص۳۱۷)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: میری امت کے اندر المہدی ہوں گے، ان کی خلافت کم از کم سات یا پھر آٹھ یا نو برس رہے گی، اس کے عہد خلافت میں امت خوش حال نعمتوں سے مالا مال ہوگی، آسمان سے خوب بارش ہوگی، اور زمین نباتات کے خزانے اگل دے گی، ہر قسم کی خوب پیداوار ہوگی۔

صاحب مجمع الزوائد علامہ ابن حجر ہیثمیؒ نے کہا: اس حدیث کے تمام رواۃ ثقہ ہیں (کتاب مذکور ج ۷ ص ۳۱۷)

۱۴ - عن ابی هريرة رضی الله عنه قال ذكر الی رسول ﷺ المهدی فقال :ان قصر فسبع و الافثمان والافتسع، وليملأن الارض عدلاوقسطا كماملئت جورا وظلماً.

(مسند بزار۔مجمع الزوائد ج ۷ ص۔ ۳۱٦)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے مہدی کا ذکر کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا: ان کی خلافت اگر کم ہوئی تو سات، یا پھر آٹھ یا نو برس رہے گی، وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے جیسا کہ وہ اس سے پہلے ظلم وجور سے بھری ہوگی۔

امام ہیثمیؒ فرماتے ہیں: اس حدیث کے سب راوی ثقہ ہیں، بعض کے اندر کچھ ضعف ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ کے اندر مہدی اور ان کی آمد کا تذکرہ رہتا تھا یہ ان کے درمیان ایک معلوم حقیقت تھی، یہ کوئی بعد کے لوگوں کی ابتداع واختراع نہیں ہے۔

۱۵ - عن ابی سعيد الخدری رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ :ان فی امتی المهدی يخرج، يعيش خمساً اوسبعاً اوتسعاً. فيجئی الرجل اليه فيقول يا مهدی اعطنی، اعطنی، قال فيحثی له فی ثوبه مااستطاع ان يحمله، (مسنداحمد (۲٤/ص۔ ۵۰) جامع ترمذی ج ۲ باب ماجاء فی المهدی) پوری حدیث کامفہوم وہی ہے جو حدیث نمبر۱۲ کا ہے،

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ میری امت میں مہدی ہیں وہ آئیں گے اور پانچ یا سات یا نو برس حکومت کریں گے، ان کے پاس آدمی آئے گا اور کہے گا دیجئے، دیجئے! وہ اس کے کپڑوں میں اتنا ڈال دیں گے جتنا وہ اٹھا کر لے جاسکے۔

امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے، اس حدیث میں ''پانچ یا سات یا نو'' جو شک کے ساتھ مذکور ہے تو یہ سند کے ایک راوی زید ابوالحواری کو شک ہے، انھوں نے اپنے شک کو بیان کیا ہے کہ فرمودہ مدت متعین طور پر یاد نہیں رہی، ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی اور روایتوں میں یہ شک نہیں ہے جزم کے ساتھ مدت سات برس بیان ہوئی ہے، اس لئے یہی صحیح ہے، ملاحظہ ہو حدیث نمبر ۱۱

۱۶ – عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه ان النبی ﷺ قال : یکون فی امتی المهدی .... الخ (ابن ماجه ص: ۳۰۹ باب خروج المهدی) پوری حدیث کا مفہوم وہی ہے جو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کا ہے، ملاحظہ ہو حدیث نمبر۱۲ امام ترمذی نے اس حدیث کی اسناد کو حسن قرار دیا ہے۔

۱۷ – عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ ابشرکم بالمهدی یبعث علی اختلاف من الناس وزلازل فیملأ الارض قسطا کما ملئت ظلماً وجوراً، یرضی عنه ساکن السماء وساکن الارض یقسم المال صحاحاً، قال له وما صحاحاً قال بالسویة، یملاء القلوب غناء ویسعهم عدله (مسند احمد ۲۴ / ص: ۵۰ مسند ابویعلی، مجمع الزوائد ج ۷/ ۳۱۳ والترمذی مختصراً)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تم لوگ مہدی کی بشارت دیتا ہوں لوگوں کو سخت باہمی کشمکش اور مشکلات کا سامنا ہوگا اس وقت مہدی اٹھیں گے زمین سے جور و ستم کا استیصال کر کے عدل و انصاف سے معمور کریں گے ان سے آسمان والے بھی خوش ہوں گے اور زمین والے بھی مال انصاف کے ساتھ برابر تقسیم کریں گے، لوگوں کے قلوب بے نیازی سے پر ہوں گے ہر طرف عدل کا دار دورہ ہوگا۔

۱۸ – وعنه ان رسول الله ﷺ قال: یخرج فی آخر امتی المهدی، یسقیه الله الغیث وتخرج له الارض نباتها، ویعطی المال صحاحاً وتکثر الماشیة وتعظم الامة ویعیش سبعاً او ثمانیا جمیعا.

(مستدرك حاكم ج٤ ٥٥٨)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے آخر میں مہدی ہوں گے ان کے زمانہ میں بارش اور پیداوار خوب ہوگی وہ مال فراوانی کے ساتھ عنایت کریں گے مویشی بھی کثرت سے ہوں گے امت کو عظمت حاصل ہوگی، وہ سات یا آٹھ سال پورے رہیں گے۔

اس حدیث کو امام حاکم نے صحیح الاسناد قرار دیا ہے، مورخ ابن خلدون نے امام حاکم کی رائے نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ: اس حدیث کی سند کے ایک راوی سلیمان بن عبید سے ائمہ ستہ میں سے کسی نے روایت نہیں لی ہے، لیکن ابن حبان نے انھیں ثقات میں ذکر کیا ہے، اور یہ ثابت نہیں کہ کسی محدث نے اس راوی پر کلام کیا ہو۔ (مقدمہ ابن خلدون ص: ۳۱۶)

۱۹ – عن علی بن ابی طالب قال حین ولج هوو عمر رضی الله عنهما البیت ، فقال والله ماادری ادع خزائن البیت ومافیه من السلاح والاموال اواقسمه فی سبیل الله فقال علی امض یاامیر المومنین فلست بصاحبه ،انما صاحبه مناشاب من قریش یقسمه فی سبیل الله فی آخرالزمان . (کتاب الفتن لنعیم بن حماد ، الاشاعة لاشراط الساعة ، اقتراب الساعة)

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ وہ اور حضرت عمر جب خانہ کعبہ میں داخل ہوئے تو حضرت عمر نے کہا ، واللہ میں فیصلہ نہیں کر پارہا ہوں کہ خانہ کعبہ میں مدفون خزانے کو یوں ہی رہنے دوں یا نکال کر راہ خدا میں تقسیم کردوں تو حضرت علی نے کہا: امیر المومنین! آپ اسے یوں ہی رہنے دیجئے چھوڑ یئے، اس کی تقسیم تو ہم اہل بیت میں سے ایک قریشی نوجوان آخر زمانہ میں کرے گا۔

یہ روایت اگر چہ موقوف ہے، مگر مرفوع کے حکم میں ہے کیونکہ ایسے امور میں اجتہاد کو کوئی دخل نہیں ہے صحابی نے رسول اللہ ﷺ سے اسے سن کر ہی بیان کیا ہوگا۔

۲۰- عن ثوبان قال قال رسول اللهﷺ : يقتتل عند كنزكم ثلاثة كلهم ابن خليفه ، ثم لايصير الى واحدمنهم ثم تطلع الروايات السود من قبل المشرق ، فيقتلونكم قتلا لم يقتله قوم ثم ذكر شيئا لا احفظه ، فقال فاذا رأيتموه فبايعوه ولوحبوا على الثلج فانه خليفة الله المهدى . (مسنداحمد (٢٤ ص: ٥١ جزء اخيرمختصرا، ابن ماجه ، باب خروج المهدى ،مستدرك حاكم ج ٤ ص: ٤٦٤)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا تمہارے خزانے کے لئے (غالباً خزانہ کعبہ کی طرف اشارہ ہے) تین اشخاص (یعنی مختلف دور میں) جنگ وقتال کریں گے مگر کسی کو کامیابی نہ ہوگی پھر ایسا ہوگا کہ آخر زمانہ میں بلادمشرق (خراسان وغیرہ) کی طرف سے سیاہ جھنڈے (یعنی سیاہ جھنڈے لئے لشکر) نمودار ہوں گے تم جب اسے دیکھوتو اس سے جس طرح ممکن ہو بیعت کرلو، کیونکہ وہ خلیفہ اللہ مہدی کی مدد کے لئے آیا ہے۔

امام حاکم نے اس حدیث کوامام مسلم کی شرط پر صحیح قرار دیا ہے۔امام ذہبی نے بھی امام حاکم کے فیصلہ کی موافقت کی ہے، مفسر ومحدث ابن کثیر نے کتاب الفتن والملاحم میں فرمایا ہے کہ ''اس حدیث کی سند قوی اور صحیح ہے'' امام ہیثمی نے بھی ''مجمع الزوائد'' میں اس کی اسناد کو صحیح اوراس کے رواۃ کوثقہ قرار دیا ہے۔

۲۱- عن ابى امامه الباهلى رضى الله عنه قال خطبنا رسول اللهﷺ وذكر الدجال وقال : فتنفى المدينة الخبث كما ينفى الكير خبث الحديد ويدعى ذلك اليوم يوم الخلاص ، فقالت ام شريك : فاين العرب يارسول اللهﷺ يومئذ ؟ فقال هم يومئذ قليل جلهم ببيت المقدس وامامهم (المهدى) رجل صالح ، فبينما امامهم قد تقدم يصلى بهم الصبح اذ نزل عيسى بن مريم الصبح فرجع ذلك الامام ينكص يمشى القهقرى ليقدم عيسى فيصلى

فیضع عیسی علیہ السلام یدہ بین کتفیہ ثم یقول لہ تقدم فصل فانہا لک اقیمت ، فیصلی بہم امامہم (مستدرک ج٤ ص: ٥٣٦ وابو نعیم فی کتاب المہدی کمافی المنار المنیف والحاوی)

حضرت ابوامامہ الباہلی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ میں دجال کا ذکر کیا اور فرمایا، مدینہ کھوٹے لوگوں کو چھانٹ دے گا جیسے لوہار کی بھٹی لوہے کے زنگ اور کھوٹ کو نکال دیتی ہے، وہ دن یوم الخلاص / یوم نجات کہلائے گا ام شریک نے دریافت کیا یارسول اللہ ﷺ ان دنوں عرب کہاں ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ کم ہوں گے اور زیادہ تر بیت المقدس / شام میں ہوں گے۔ اور ان کے امام (مہدی) رجل صالح ہوں گے وہ نماز فجر کی امامت کے لئے مصلی پر جاچکے ہوں گے، اسی اثناء میں حضرت عیسیٰ بن مریم کا نزول ہوگا، امام موصوف پیچھے ہٹنے لگیں گے، کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو امامت کے لئے آگے بڑھائیں، مگر حضرت عیسیٰ ان کے کندھوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر انہیں روک دیں گے اور فرمائیں گے آپ ہی نماز پڑھائیں گے امامت آپ ہی کے لئے ہوئی ہے چنانچہ امام المسلمین نماز پڑھائیں گے۔

امام حاکم اس حدیث کی سند کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس کی سند مسلم کی شرط پر صحیح ہے، امام ذہبی نے بھی امام حاکم کے فیصلہ کو برقرار رکھا ہے، گویا اتفاق کیا ہے۔

۲۲ — **عن عثمان بن ابی العاص قال قال رسول اللہ ﷺ : وینزل عیسی بن مریم عند صلوۃ الفجر فیقول لہم امیرہم یاروح اللہ تقدم فصل، فیقول ہذہ الامۃ امراء بعضہم علی بعض، فیتقدم امیرہم فیصلی.** (مسند احمد، مصنف ابن ابی شیبہ ، معجم طبرانی مستدرک حاکم ج٤ ص ٤٧٨ ، مجمع الزوائد ج٧/ص ٣٤٢)

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے مروی (خروج دجال کی

ایک حدیث میں) ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عیسی بن مریم نماز فجر کے وقت نازل ہوں گے، امیر المسلمین ان سے کہیں گے، چلئے نماز پڑھایئے، مگر وہ یہ کہہ کر معذرت کر دیں گے کہ اس امت کا امام اسی میں سے کوئی ہوگا، چنانچہ امیر وقت ہی نماز پڑھائیں گے، اس کے بعد حضرت عیسیٰ قتل دجال کیلئے لوگوں کو ساتھ لیکر نکلیں گے۔

امام حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے، اور امام ہیثمی فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند میں ایک راوی علی بن زید.................. ہیں جنکے اندر کچھ ضعف ہے، ان کو ثقہ بھی کہا گیا ہے، بقیہ رواۃ صحیح کے رواۃ ہیں۔

۲۳ — عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ : لن تهلك امة انا اولها، وعيسى في آخرها، والمهدى في وسطها، (رواه النسائي في سننه كما قال المناوى في التفسير (۲/۳۰۲) وفيض القدير (۵/۳۰۱) وابولنعيم في اخبار المهدى والخاكم وابن عساكر في تاريخيهما كما في كنز العمال (۷/۱۸۷) رالحاوى (۲/۱۳۴)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ امت ہرگز ہلاک و برباد نہیں ہوگی میں جس کے شروع میں اور عیسیٰ جس کے آخر میں اور مہدی جس کے وسط میں ہیں۔

السراج المنير شرح جامع صغير (۳/۱۸۸) میں ہے کہ اس حدیث کی سند حسن ہے۔

۲۴ — عن زين العابدين على بن الحسين بن على رضى الله عنهم مرسلا، قال قال رسول الله ﷺ : كيف تهلك امة انا اولها والمهدى وسطها والمسيح آخرها ، (رواه رزين۔ مشكوة المصابيح ج ۲/ باب ثواب هذه الامة۔ فصل ثالث)

حضرت زین العابدین علی بن حسین بن علی سے مرسلا مروی ہے کہ رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ امت کیسے نیست ونابود ہوسکتی ہے جس کے ابتداء میں میں ہوں، اور وسط میں مہدی ہیں اور آخر میں عیسی مسیح ہیں، (علیھم الصلوۃ و السلام)

یہ حدیث مرسل ہے، اس کے علاوہ اسمیں اور کوئی علت نہیں ہے، باقی پوری سند جیسا کہ ملاعلی قاری نے لکھا ہے، سلسلۃ الذھب ہے نیز مندرجہ بالا حدیث اس کی موید اور شاھد ہے،

ان دونوں حدیثوں میں وسط سے مراد ہے آخر سے پہلے، بالکل بیچ مراد نہیں ہے، واللہ اعلم بالصواب

۲۵ - عن ابی سعید الخدری قال ذکر رسول الله صلی الله علیه وسلم بلاء یصیب هذه الامة حتی لایجد الرجل ملجأ یلجأ الیه من الظلم فیبعث الله رجلا من عترتی واهل بیتی فیملأ به الارض قسطاً وعدلا کما ملئت ظلما وجوراً یرضی عنه ساکن السماء وساکن الارض ، لاتدع السماء من قطرها شیئاً الاصبّته ولاتدع الارض من نباتها شیًا الااخرجته حتی یتمنی الاحیاء الاموات

(مستدرک حاکم ج٤ ص: ٤٦٥)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ذکر فرمایا کہ یہ امت مصائب ومظالم میں مبتلا ہوگی ظلم اعداء سے بچنے کے لئے کوئی پناہ گاہ نہ پارہی ہوگی، دنیا جور وستم سے پر ہوگی، تو اللہ میرے اہل بیت سے ایک شخص کو اٹھائے گا جو دنیا کو عدل وانصاف سے معمور کرے گا، اس سے آسمان والے بھی خوش ہوں گے اور زمین والے بھی، بارش اور پیداوار خوب ہوگی، حتی کہ زندہ لوگ مردوں کی آرزو کریں گے کہ کاش وہ بھی آج زندہ ہوتے۔

اس حدیث کو امام حاکم نے صحیح قرار دیا ہے، امام قرطبی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حضرت ابوسعید خدری سے متعدد طرق سے مروی ہے۔

(الاذاعة ص:١٤٣)

ان احادیث کے علاوہ اس موضوع سے متعلق اور بھی بہت سی حدیثیں ہیں، یہاں اس سلسلہ کی تمام احادیث کا استقصاء واستیعاب مقصود نہیں ہے، قاضی شوکانی رحمہ اللہ کا یہ بیان گذر چکا ہے کہ مہدی کا ذکر پچاس مرفوع احادیث میں وارد ہے، جن میں بعض صحیح اور بعض حسن ہیں اور بعض ضعیف منجبر الضعف ہیں، جن سے صحیح وحسن احادیث کی تائید ہوتی ہے، اور آثار صحابہ جن میں مہدی کی تصریح ہے، وہ بھی بہت ہیں وہ سب بھی مرفوع کے حکم میں ہیں، نواب صاحب نے الاذاعہ ص:۱۴۴) میں لکھا ہے کہ اس موضوع سے متعلق کبار صحابہ سے اٹھائیس آثار مروی ہیں۔

یہ تمام احادیث وآثار اس بات کا کافی ثبوت اور وافی دلیل ہیں کہ عقیدہ مہدی آخر الزماں برحق اسلامی عقیدہ ہے، اس لئے ایک مسلمان کو اس کا فی الجملہ اعتقاد اور اس پر ایمان ویقین رکھنا چاہئے۔

لیکن جس طرح خروج دجال، نزول عیسی بن مریم، خروج یاجوج ماجوج وغیرہ امور وعقائد کا معاملہ ہے کہ ثابت وبرحق ہونے کے باوجود ضروری نہیں کہ ہر مسلمان کو ان کی بالتفصیل معرفت ہو، نہ ہی یہ شرط صحت ایمان وعمل ہے، یہی معاملہ امر مہدی کا بھی ہے لیکن ان امور میں شک وتردد کا اظہار یا ان کا انکار حدیث نبوی اور اس کی حجیت سے انکار ہے، اور یہ بات کوئی معمولی اور کم خطرناک نہیں ہے، بالخصوص جبکہ احادیث متعلقہ مہدی مشہور ومتواتر ہیں۔

فصل سوم

احادیث مہدی مشہور و متواتر ہیں

احادیث مہدی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کی ایک بڑی جماعت نے روایت کیا ہے اور پھر تابعین اتباع تابعین رواۃ حدیث اور ائمہ دین نے اس کثرت سے ان کو نقل کیا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ان کی نسبت کی صحت قطعی اور درجۂ یقین میں ہے، اور اسی کا نام تواتر ہے، حدیث کے متواتر ہونے کا یہی مطلب ہے، چنانچہ علمائے محققین کی ایک جماعت نے احادیث مہدی کے مشہور و متواتر ہونے کی صراحت کی ہے ذیل میں ان کے اسماء گرامی اور ان کی تصریحات نقل کی جاتی ہیں۔

۱- محدث حافظ ابوالحسن محمد بن حسین آبری اسنوی متوفی ۳۶۳ھ کتاب "مناقب الشافعی" میں تحریر فرماتے ہیں:

قد تواترت الاخبار واستفاضت بذکر المهدی، عن رسول الله ﷺ وانه من اهل بيته وانه يملك سبع سنين وانه يملاء الارض عدلاً وان عيسى يخرج فيساعده على قتل الدجال، وانه يؤم هذه الامة ويصلي عيسى خلفه.

وہ احادیث مشہور و متواتر ہیں جن میں مہدی کا ذکر وارد ہے اور یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ اہل بیت سے ہوں گے سات سال حکومت کریں گے زمین کو عدل سے معمور کردیں گے، قتل دجال میں حضرت عیسیٰ کی مساعدت فرمائیں گے اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ان کے پیچھے ان کی اقتداء میں نماز پڑھیں گے۔

حافظ اسنوی کا یہ کلام حافظ ابن القیمؒ نے "المنار المنیف" ص: ۱۴۲) میں ذکر کیا ہے اور اس پر سکوت فرمایا ہے اسی طرح حافظ ابن حجر نے

"تہذیب" میں ترجمہ محمد بن خالد جندی کے تحت اور "فتح الباری" (٤٩٣/٦) میں باب نزول عیسی بن مریم کے تحت، نیز امام سیوطی نے "العرف الوردی" (ص: ٨٥/٢) اور شیخ مرعی بن یوسف نے "فوائد الفکر" میں حافظ اسنوی رحمۃ اللہ علیہ کی مذکورہ تصریح نقل کی ہے اور اس پر کوئی کلام نہیں کیا ہے۔ (الاذاعه ص: ١٤٧)

۲- شیخ الاسلام ابن تیمیہ، متوفی ۷۲۸ھ شیعیت کے رد میں مشہور کتاب "منہاج السنہ" (ج۲ ص: ۱۳۳) میں تحریر فرماتے ہیں:

احادیث المهدی معروفة رواها الامام احمد وابوداؤد والترمذی وغیرہ احادیث مہدی معروف ومشہور ہیں،

شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ فرماتے ہیں یہ اس بارے میں کہ مہدی اہل بیت سے اور حضرت فاطمہ کی اولاد سے ہوں گے بکثرت احادیث وارد ہیں، جو معناً حد تواتر کو پہونچی ہوئی ہیں (لمعات)

۳- شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی، متوفی ۱۰۳۴ھ موصوف اپنے ایک مکتوب میں جو عقائد اہل سنت وجماعت کے بیان میں ہے لکھتے ہیں:

"احادیث مہدی صحیح اور مشہور بلکہ متواتر ہیں" (مکتوبات جلد دوم ص۱۳۲ مکتوب ٦٧)

۴- شیخ محمد حسینی برزنجی مدنی شافعی ۱۱۰۳ھ موصوف اپنی کتاب "الاشاعة لاشراط الساعة ص: ١١٢) میں تحریر فرماتے ہیں:

"اعلم ان احادیث المهدی علی اختلاف روایاتها لاتکاد تنحصر ......وقد علمت ان وجود المهدی وخروجه آخر الزمان، وانه من عترة رسول الله من ولد فاطمه ، بلغت حدالتواتر المعنوی، فلامعنی لانکارها .

یعنی احادیث مہدی بہت زیادہ ہیں اور تواتر معنوی کو پہونچی ہوئی ہیں اس لئے ان کے انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

خاتمہ کتاب میں فرماتے ہیں:

وغاية ماثبت بالاخبار الصحيحه الكثيره الشهيره التی

بلغت حدالتواتر المعنوی وجود الآیات العظام منها بل اولها خروج المھدی وانه یاتی آخرالزمان (ص ۱۸۹)

آیات عظام (قرب قیامت کی بڑی بڑی نشانیاں) جن میں پہلی نشانی ظہور مہدی ہے بکثرت صحیح اور مشہور احادیث سے ثابت ہے جو معنی متواتر ہیں۔

۵- شیخ محمد سفارینی متوفی ۱۱۸۸ھ نے بھی احادیث مہدی کو متواتر قرار دیا ہے، چنانچہ وہ اپنی کتاب "لوامع الانوار البھیه" میں لکھتے ہیں:

قد کثرت بخروجه (ای بخروج المھدی) الروایات حتی بلغت حدالتواتر المعنوی وشاع ذلک بین علماء السنة حتی عدمن معتقد انھم .... وقدروی مایفید مجموعه العلم القطعی، فالایمان بخروج المھدی واجب کماھو مقرر عنداھل العلم ومدون فی عقائد اھل السنة والجماعة"

(الاذاعة ص: ۱۳۶، ۱۴۶، ۱۴۷)

ظہور مہدی سے متعلق احادیث حد تواتر معنوی کو پہونچی ہوئی ہیں اور علم قطعی ویقینی کا فائدہ دیتی ہیں یہ علماء اہل سنت وجماعت کے نزدیک مشہور ومعروف ہے اوران کے عقائد میں داخل ہے، پس ظہور مہدی پر ایمان رکھنا واجب ہے جیسا کہ وہ اہل علم کے نزدیک ثابت ومتحقق ہے اوراہل سنت وجماعت کے عقائد میں مدون ہے۔

۶- علامہ قاضی محمد بن علی شوکانی، متوفی ۱۲۵۰ھ نے بھی احادیث مہدی کو متواتر قرار دیا ہے، موصوف اپنی کتاب " التوضیح فی تواتر ماجاء فی المھدی المنتظر والدجال والمسیح " میں تحریر فرماتے ہیں:

"احادیث مہدی جو میرے علم ومطالعہ میں آئی ہیں پچاس ہیں، ان میں صحیح اورحسن بھی ہیں اورضعیف منجبر الضعف بھی"

"وھی متواترة بلاشک بل یصدق وصف المتواتر علی مادونھا فی جمیع الاصطلاحات المحررة فی الاصول"

یہ احادیث بلاشبہ متواتر ہیں بلکہ تواتر کا صدق از روئے اصول واصطلاح ان سے کم درجہ احادیث پر بھی ہوا ہے۔

مزید فرماتے ہیں:- اور آثار صحابہ جن کے اندر ظہور مہدی کی تصریح ہے وہ بھی بہت ہیں، وہ سب بھی احادیث رسول کے حکم میں ہیں کیونکہ ظہور مہدی کی خبر ان امور میں سے ہیں جن میں اجتہاد کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

(الاذاعة ص: ۱۱۳ حجج الکرامة ص: ۳۹۸ ، اقتراب الساعة ص: ٦١)

۷- علامہ نواب صدیق حسن خاں، متوفی ۱۳۰۷ھ نواب صاحب اپنی کتاب "الاذاعة لما کان و مایکون بین یدی الساعة" (ص: ۱۱۲) میں تحریر فرماتے ہیں:

(الاحادیث الواردة فی المهدی علی اختلاف روایتها کثیرة جداً تبلغ حدا لتواتر المعنوی)

آگے لکھتے ہیں:

''اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ آخر زمانہ میں مہدی پیدا ہوں گے کیونکہ اس باب سے متعلق احادیث متواتر ہیں، اور جمہور امت کا خلفاً عن سلف اس پر اتفاق واجماع ہے، اس لئے اس فاطمی کے ظہور کے باب میں شک وشبہ اور اس کا انکار مشہور ومتواتر نصوص کے مقابلہ میں ایک بڑی جسارت ہے۔ (ص:۱۴۶)

۸- شیخ محمد جعفر الکتانی، متوفی ۱۳۴۵ھ موصوف اپنی تالیف "نظم المتناثر فی الحدیث المتواتر" میں احادیث متعلقہ مہدی پر بحث وتحقیق کے بعد ارقام فرماتے ہیں:

"الحاصل ان الاحادیث الواردة فی المهدی المنتظر متواترة وکذا الواردة فی الدجال وفی نزول سیدنا عیسی بن مریم علیه الصلوٰة والسلام . (مقالہ شیخ عباد)

حاصل یہ ہے کہ احادیث مہدی متواتر ہیں، ایسے ہی نزول عیسی بن مریم، اور خروج

دجال سے متعلق احادیث بھی متواتر ہیں

۹- شیخ محمد زاہد کوثری متوفی ۱۳۷۱ھ نے اپنی کتاب "نظرۃ عابرۃ فی مزاعم من ینکر نزول عیسیٰ قبل الآخرۃ" (ص:۴۹) میں لکھا ہے:

واما تواتر احادیث المھدی والدجال والمسیح فلیس بموضع ریبۃ عنداھل العلم بالحدیث وتشکک بعض المتکلمین فی تواتر بعضھا . مع اعترافھم لوجوب اعتقاد ان اشراط الساعۃ کلھا حق ، فمن قلۃ خبرتھم بالحدیث ، (تعلیق الشیخ ابی غدۃ علی التصریح بماتواتر فی نزول المسیح للشیخ انور کشمیری،ص: ۵۸)

مہدی، دجال اور عیسیٰ مسیح کے سلسلہ میں وارد احادیث اہل علم بالحدیث کے نزدیک بلاشبہ متواتر ہیں، بعض متکلمین کا اس اعتراف کے باوجود کہ اشراط ساعہ (علامات قیامت) حق اور ثابت ہیں اوران پر اعتقاد رکھنا واجب ہے، احادیث مہدی کے ثبوت وتواتر میں شک شبہ کرنا ان کے علم حدیث میں کم مایہ ہونے کی دلیل ہے۔

۱۰- علامہ شیخ عبدالعزیز بن باز حفظہ اللہ(۱) فرماتے ہیں:

"امر المھدی امر معلوم والاحادیث فیہ مستقیمۃ متواترۃ،وھی متواترۃ تواترامعنویا ، ونص اھل العلم الموثوق بھم علی ثبوتھا وتواترھاوقد رأینااھل العلم اثبتوا شیأ کثیرۃ بأقل من ذلک . (مجلۃ الجامعۃ الاسلامیۃ/ ذوالقعدۃ ۱۳۸۸ھ)

امر مہدی ایک معلوم حقیقت ہے اس بارے میں احادیث مشہور اور معنیً متواتر ہیں، ثقہ علماء نے احادیث مہدی کے ثبوت وتواتر کی صراحت فرمائی ہے، ہم دیکھتے ہیں کہ اہل علم احادیث مہدی سے بہت کم درجہ حدیثوں کے ذریعہ بہت کچھ ثابت مانتے ہیں، یعنی پھر امر مہدی کیوں نہ ثابت اور حق قرار دیا جائے۔

---

(۱) افسوس یہ بزرگ ہستی ۲۶/محرم ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۳ مئی ۱۹۹۹ء بروز پنجشنبہ اللہ کو پیاری ہوگئی، اناللہ وانا الیہ راجعون، دوسرے روز جمعہ میں مسجد حرام کے اندر آپ کی نماز جنازہ ہوئی جس میں دس لاکھ سے زیادہ خواص علماء وامراء اور عوام شریک تھے، رحمہ اللہ واکرم مثواہ وجعل جنۃ الفردوس ماواہ (ناشر)

فصل چہارم

جمہور علمائے امت کا اجماع

کتاب وسنت اور اجماع صحابہ کے بعد عقائد ومسائل دین میں جس چیز کو حجت کی حیثیت حاصل ہے وہ علمائے امت کا اجماع ہے، اس لحاظ سے جب ہم دیکھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ہر زمانے کے اور پوری دنیائے اسلام کے علماء اس عقیدہ پر متفق رہے ہیں کہ آخر زمانہ میں ایک خلیفہ امام مہدی ہوں گے، وہ خانوادۂ فاطمہ بنت رسول ﷺ سے ہوں گے، رسول اکرم ﷺ کے ہمنام ہوں گے ان کے عہد میں مسلمانوں کا غلبہ اور عدل وانصاف کا دار دورہ ہوگا...... وغیرہ وغیرہ

علامہ نواب صدیق حسن خاں رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول گذر چکا ہے کہ

''جمہور امت کا خلفاً عن سلف اس پر اتفاق واجماع رہا ہے اس لئے اس فاطمی کے ظہور کے بارے میں شک وشبہ اور اس کا انکار مشہور ومتواتر نصوص کے مقابلہ میں ایک بڑی جسارت ہے'' (ص:۳۱۱)

علامہ ابن خلدون (۷۳۲ھ-۸۰۸ھ) مقدمہ تاریخ (ص:۳۱۱) فصل مہدی میں تحریر فرماتے ہیں کہ

''کافۃ اہل اسلام کا ہر زمانہ اور ہر عہد میں عقیدہ مہدی معلوم ومشہور رہا ہے''۔

یہ اس ابن خلدون کی شہادت ہے جو (دور حاضر کے دو چار متجد دین ومتشککین کو چھوڑ کر) تمام علمائے اسلام میں تنہا شخص ہیں جنہوں نے عقیدۂ مہدی کے بارے میں تردد کا اظہار کیا ہے اور درحقیقت اجماع امت سے خروج کیا ہے، ابن خلدون کی وفات ۸۰۸ھ میں ہوئی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ آٹھویں صدی ہجری تک خود ابن خلدون کی شہادت کے مطابق عقیدۂ مہدی کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں پایا گیا، اور پھر اس وقت سے آج تک پوری امت مسلمہ عقیدۂ مہدی

کے برحق ہونے پر متفق ہے، یہ اجماع بجائے خود عقیدہ مہدی کے برحق ہونے کی کافی دلیل ہے یہ امر مہدی کوئی اجتہادی مسئلہ نہیں ہے کہ اس میں خطا کا احتمال ہو بلکہ یہ تمام تر نقل پر موقوف ہے، بھلا یہ کیسے باور کیا جاسکتا ہے کہ نقل صحیح کے بغیر علماء نے اس پر اتفاق کرلیا ہو۔

آئندہ صفحات میں ہندوستان سے لے کر اندلس تک اور ترکی سے یمن تک دنیائے اسلام کے بہت سے اکابر علماء وفقہاء کی تصریحات درج کی جارہی ہیں ان کے ناموں کے ساتھ ان کے سنین وفات بھی دیئے گئے ہیں جن سے ہر شخص بیک نظر معلوم کرسکتا ہے کہ تاریخ اسلام کی تقریباً ہر صدی کے اکابر اس میں شامل ہیں ان تحریروں سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہوجاتی ہے کہ عقیدۂ مہدی ہر عہد میں مسلمانوں میں متفق علیہ عقیدہ رہا ہے اس بارے میں ان کے درمیان کبھی کوئی اختلاف نہیں تھا۔

جن علمائے کرام نے احادیث مہدی کو متواتر قرار دیا ہے ان کے نزدیک تو یہ عقیدہ بلاشبہ صحیح ہے، اور ثابت شدہ اسلامی عقیدہ ہے اور جن علماء نے احادیث مہدی کی علحدہ جمع وتدوین کی ہے اور اس موضوع پر مستقل رسالہ یا کتاب تصنیف فرمائی ہے، ظاہر ہے کہ ان کے نزدیک بھی یہ عقیدہ صحیح اور ثابت ہے ان علماء کرام کی مفصل فہرست گذشتہ صفحات میں دی جاچکی ہے اس لئے درج ذیل فہرست میں ان کا ذکر بہت مختصراً اور برائے شمار ہی ہوگا۔

۱- امام یعقوب کندی متوفی ۲۵۰ھ مہدی منتظر کے حالات میں موصوف بیان کرتے ہیں کہ وہ ولی کامل اور مجدد اسلام ہوں گے وہ روم واسپین اور مشرق ومغرب فتح کرلیں گے اسلام اور اہل اسلام کو قوت وغلبہ حاصل ہوگا، اور عدل وانصاف کا دار دورہ ہوگا (حجج الکرامہ ۳۶۶)

۲- امام ابوبکر بن ابی خیثمہ متوفی ۲۷۹ھ مقدمہ میں بیان کیا جاچکا ہے کہ احادیث مہدی کی علحدہ جمع وتدوین میں ان کو بڑا انہماک تھا، یہ اس بات کا ثبوت

ہے کہ عقیدۂ مہدی ان کے نزدیک ثابت اور حق ہے۔

۳- امام ابو جعفر عقیلی متوفی ۳۲۲ھ فرماتے ہیں: ''مہدی کے بارے میں قوی احادیث وارد ہیں''یعنی ظہور مہدی کی پیشن گوئی رسول اللہ ﷺ سے بہ احادیث قویہ ثابت ہے (تهذیب التهذیب ترجمه علي بن نفیل الهندی)

۴- امام ابوالحسین بن جعفر منادی متوفی ۳۳۶ھ موصوف کی اس موضوع پر مستقل تصنیف کا ذکر گذر چکا ہے (دیکھئے مقدمہ)

۵- امام ابن حبان متوفی ۳۵۴ھ ایک مشہور حدیث میں ہے کہ ہر آنے والا زمانہ گذشتہ زمانہ سے بدتر ہوگا، اس حدیث کے بارے میں امام موصوف نے اپنی صحیح میں لکھا ہے کہ ''اس کلیہ سے زمانہ مہدی بہرحال مستثنیٰ ہے کیوں نکہ حدیثوں میں وارد ہے کہ آخر زمانہ میں مہدی آئیں گے اور دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔(فتح الباری ۱۳/۲۱)

۶- محدث حافظ ابوالحسن اسنوی متوفی ۳۶۳ھ موصوف نے احادیث مہدی کو متواتر قرار دیا ہے (ملاحظہ ہو فصل سوم)

۷- امام خطابی حمد بن محمد البستی، متوفی ۳۸۸ھ، حدیث میں ہے کہ قیامت قائم نہیں ہوگی تا آنکہ زمانہ متقارب ہو جائے، اور سال مہینہ کے مانند اور مہینہ ہفتہ کی طرح گذرنے لگے، امام خطابی اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ صورت حال امام مہدی یا عیسیٰ بن مریم، یا دونوں کے زمانہ میں ہوگی'' یعنی آخر زمانہ میں ہوگی۔

۷- حافظ ابونعیم اصفہانی، متوفی ۴۳۰ھ عقیدہ مہدی کے موضوع پر آپ کی مستقل تصنیف ہے جس میں آپ نے اس موضوع سے متعلق چالیس احادیث نبویہ کو جمع کیا ہے (دیکھئے مقدمہ)

۸- امام بیہقی ابوبکر احمد بن حسین متوفی ۴۵۸ھ فرماتے ہیں وہ احادیث جن میں خروج مہدی کی تصریح ہے، بلاشبہ صحیح ہیں، (المنار المنیف ص: ۱۴۳ تہذیب، ترجمہ محمد بن خالد جندی)

۹- قاضی عیاض ابوالفضل بن موسی اندلسی متوفی ۵۴۴ھ قاضی صاحب کی سیرت نبوی پر مشہور کتاب "الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ" میں ایک باب معجزات نبوی پر ہے، جوتیس فصلوں پر مشتمل ہے آغاز باب میں لکھا ہے کہ اس باب میں ان مشہور و عظیم معجزات کو بیان کیا جائے گا جو محقق اور بسند صحیح ثابت ہیں بلکہ قطعی یا قریب قطعی ہیں، اس باب کی تیئسویں فصل میں آں حضرت ﷺ کی پیش گوئیوں اور آثار قیادت کا ذکر ہے، قاضی صاحب نے قیامت کے قریب ترین زمانہ میں ظاہر ہونے والی علامات قیامت میں ظہور مہدی کا بھی ذکر کیا ہے (ملاحظہ ہو ج ا ص: ۲۲۳ مطبوعہ پاکستان)

۱۰- محدث فخر الدین محمد بن یوسف الکنجی الشافعی، متوفی ۶۵۸ھ، زیر بحث موضوع پر ان کی مستقل تصنیف ہے (ملاحظہ ہو مقدمہ)

۱۱- امام قرطبی ابوبکر محمد بن احمد متوفی ۶۷۱ھ ایک ضعیف حدیث ہے "لا مہدی الا عیسیٰ ابن مریم" امام صاحب نے اپنی کتاب "التذکرة فی امور الآخرة" میں اس حدیث کے ضعف کو بیان کرنے کے بعد لکھا ہے

> "جن احادیث میں یہ تصریح ہے کہ آخر زمانہ میں مہدی پیدا ہوں گے اور وہ اہل بیت فاطمہؓ سے ہوں گے وہ احادیث صحیح ہیں اس لئے وہی مقبول اور موجب حکم ہیں" آگے فرماتے ہیں "ہوسکتا ہے کہ مذکورہ حدیث کا مطلب یہ ہو کہ مہدی معصوم نہیں ہیں مگر عیسیٰ بن مریم اور ظاہر ہے کہ مہدی موعود فاطمی مہدی ہیں مگر معصوم نہیں ہیں، اور حضرت عیسیٰ معصوم ہیں کیونکہ وہ نبی اور رسول ہیں اس طرح حدیث مذکور اور احادیث مہدی کے مابین کوئی اختلاف اور تعارض نہیں رہے گا"

(العرف الوردی للسیوطی ج۲ ص: ۸۵-۸۶)

۱۲- علامہ یوسف بن یحیی السلمی الشافعی، متوفی ۶۸۵ھ عقیدہ مہدی کے ثبوت میں انھوں نے مستقل کتاب تصنیف فرمائی ہے۔ (دیکھئے مقدمہ)

۱۳- شیخ الاسلام ابن تیمیہ متوفی ۷۲۸ھ اپنی مشہور کتاب ''منہاج السنہ'' میں فرماتے ہیں ''بے شک وہ احادیث جو ظہور مہدی کے ثبوت میں پیش کی جاتی ہیں صحیح اور مشہور ہیں''۔ (ج ۲ ص: ۱۳۳)

۱۴- امام طیبی حسین بن علی، متوفی ۷۴۳ھ جن حدیثوں میں یہ صراحت ہے کہ ''مہدی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نسل سے ہوں گے وہ حدیثیں ثابت اور صحیح ہیں''

(حاشیه سنن ابن ماجه ۳۱۰)

۱۵- امام ذہبی شمس الدین محمد بن عثمان، متوفی ۷۴۸ھ فرماتے ہیں وہ احادیث جو ظہور مہدی کی دلیل اور حجت ہیں صحیح ہیں امام احمد، امام ابوداؤد امام ترمذی وغیرہ نے روایت کیا ہے (المنتقى من منهاج الاعتدال مختصر منهاج السنه، ص: ۵٦٢)

۱٦- امام حافظ ابن القیم متوفی ۷۵۱ھ، آپ نے اپنی کتاب "المنار المنیف" میں مہدی موعود کے متعلق ایک مستقل فصل قائم کی ہے جس میں احادیث مہدی اور بعض دیگر امور کو بیان کیا ہے، مہدی موعود فاطمی سے متعلق لکھا ہے کہ ''مہدی سے متعلق احادیث میں بعض صحیح اور حسن ہیں اور بعض غریب اور موضوع، اکثر احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مہدی اہل بیت یعنی حسن بن علی رضی اللہ عنہا کی نسل ہوں گے، آخر زمانہ میں پیدا ہوں گے اور زمین کو عدل وانصاف سے معمور کریں گے۔ (ص: ۱۴۸)

۱۷- محدث ومفسر حافظ ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ، موصوف نے ''کتاب الفتن والملاحم'' میں اس مبحث کے لئے ایک مستقل فصل قائم کی ہے "فصل في ذكر المهدي الذي يكون في آخر الزمان" فرماتے ہیں کہ احادیث نبویہ ناطق ہیں کہ مہدی آخر زمانہ میں ہوں گے اور نزول عیسی بن مریم سے پہلے مہدی کا ظہور ہوگا، جیسا کہ احادیث میں وارد ہے،

نیز اپنی تفسیر میں سورہ مائدہ آیت نمبر ۱۲ کی تفسیر میں بھی اس مسئلہ کا ذکر کیا

ہے اور اس کو احادیث سے ثابت قرار دیا ہے، اس سلسلہ میں شیعوں کے خرافات واوہام باطلہ کی تردید بھی کی ہے۔

۱۸- شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی، متوفی ۸۵۲ھ آپ نے فتح الباری (۱۳/ ۲۱) میں مسئلہ مہدی کے ثبوت سے متعلق محدث ابن حبان کا قول، اور (۶/ ۳و۴) میں احادیث مہدی کے متواتر ہونے کے متعلق حافظ اسنوی کا قول بلا ردو انکار بلکہ بطور استشہاد نقل کیا ہے، یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ مسئلہ مہدی حافظ صاحب کے نزدیک بہرحال ثابت ہے۔

۲۰- امام ابوالحسن سمہودی متوفی ۹۱۱ھ موصوف فرماتے ہیں کہ ''مہدی موعود سے متعلق ثابت شدہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خانوادہ فاطمی اور حضرت حسن کی نسل سے ہوں گے،'' (فیض القدیر للمناوی)

۲۱- ابن کمال باشا حنفی، متوفی ۹۴۰ھ

۲۲- شیخ محمد بن طولون دمشقی، متوفی ۹۵۳ھ

۲۳- حافظ ابن حجر ہیتمی المکی، متوفی ۹۷۴ھ

۲۴- شیخ علی متقی الہندی صاحب کنزل العمال، متوفی ۹۷۵ھ

ان حضرات نے عقیدی مہدی کے اثبات میں مستقل کتابیں لکھی ہیں ،جن کا تذکرہ مقدمہ میں گذر چکا ہے۔

۲۵- ملا علی قاری، متوفی ۱۰۱۴ھ شرح فقہ اکبر (ص:۱۳۴) کے اندر ان آیات عظام کے متعلق جو قیامت کے قریب ترین زمانہ میں ظاہر ہوں گی لکھا ہے کہ ''ان میں اول ظہور مہدی ہے''۔

واضح رہے کہ ''شرح فقہ اکبر'' کتب عقائد میں ایک اعلیٰ مقام رکھتی ہے اور نہایت مستند ہے۔

۲۶- علامہ عبدالرؤف مناوی متوفی ۱۰۳۲ھ اپنی کتاب '' فیض القدیر شرح الجامع الصغیر'' میں فرماتے ہیں کہ ''احادیث مہدی بکثرت ہیں

اور مشہور ہیں، مزید لکھتے ہیں ''احادیث کثیرہ ناطق ہیں کہ مہدی فاطمہ بنت رسول کے خانوادہ سے ہوں گے، صحیح حدیث میں ہے کہ وہ نبی ﷺ کے ہمنام ہوں گے انھیں کے وقت میں حضرت عیسی بن مریم کا نزول ہوگا اور وہ امیر مہدی کی اقتدا میں نماز پڑھیں گے۔ (ج۲۷۹۶)

۲۷- شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ آپ نے احادیث مہدی کو معناً متواتر کہا ہے، جیسا کہ فصل سوم میں بیان ہوا۔

۲۸- شیخ محمد برزنجی متوفی ۱۱۰۳ھ فصل سوم میں گذر چکا ہے کہ آپ نے احادیث مہدی کو متواتر قرار دیا ہے۔

۲۹- علامہ عجلونی اسماعیل بن محمد، متوفی ۱۱۶۲ھ، آپ نے **"کشف الخفاء والالباس عما اشتہر من الاحادیث علی السنة الناس"** (۱/۲۸۸) میں لکھا ہے ''ظہور مہدی سے متعلق متعدد احادیث وارد ہیں، پھر چند احادیث ذکر کرنے کے بعد مشورہ دیا ہے کہ ''تفصیلی علم کے لئے حافظ سخاوی اور حافظ ہیثمی وغیرہ کی تالیفات کی طرف رجوع کرنا چاہیئے،

۳۰- محدث الہند شاہ ولی اللہ دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ شاہ صاحب نے قیامت کے قریب ترین زمانہ میں ظاہر ہونے والی نشانیوں اور آیات عظام کے ذکر میں لکھا ہے کہ ان میں اول ظہور مہدی ہے (قرۃ العینین)

۳۱- علامہ محمد بن اسماعیل امیر یمانی صاحب سبل السلام، متوفی ۱۱۸۲ھ مقدمہ میں موصوف کی اس موضوع پر مستقل تصنیف کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

۳۲- شیخ محمد سفارینی، متوفی ۱۱۸۸ھ، فصل سوم میں آپ کا کلام گذر چکا ہے کہ آپ نے احادیث مہدی کو متواتر قرار دیا ہے۔

۳۳- شاہ رفیع الدین محدث دہلوی، متوفی ۱۲۳۳ھ، قیامت نامہ (فارسی) میں امام مہدی کے حالات کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔

۳۴- شیخ الاسلام قاضی محمد بن علی شوکانی، متوفی ۱۲۵۰ھ آپ نے احادیث

متعلقہ مہدی کو متواتر قرار دیا ہے جیسا کہ فصل سوم میں بیان ہوا۔

۳۵- مولانا عبدالحیٔ لکھنوی فرنگی محلی، متوفی ۱۳۰۴ھ، بعض متعصب فقہاء حنفیہ نے جو یہ لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم اور حضرت امام مہدی امام ابوحنیفہ کے مقلد ہوں گے اور انہی کے مذہب کی پیروی کریں گے، مولانا لکھنوی ان فقہاء کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں: یہ بات بالکل بے بنیاد ہے علماء شریعت وحقیقت نے اس کے باطل ہونے کو صراحت کے ساتھ بیان فرمادیا ہے، بلکہ حق یہ ہے کہ امام مہدی مجتہد مطلق ہوں گے وہ براہ راست قرآن وحدیث سے مسائل کا اخذ واستنباط کریں گے اور اس کے مطابق حکومت اور فیصلے فرمائیں گے۔

(الفوائد البهيه ص: ٤، ٦)

۳۶- علامہ نواب صدیق حسن خاں، متوفی ۱۳۰۷ھ آپ کا کلام اسی فصل کے آغاز میں، نیز فصل سوم میں گذر چکا ہے۔

۳۷- علامہ محمد بشیر سہسوانی، متوفی ۱۳۲۶ھ اپنی مشہور کتاب ''صیانۃ الانسان عن وسوسۃ الشیخ دحلان'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''قرون صحابہ وتابعین واتباع تابعین کے بعد حالات میں زبردست تبدیلی پیدا ہوگئی، بدعات نے غلبہ پانا شروع کردیا، سنت غریب اور اجنبی چیز بن گئی لوگوں نے سنت کو بدعت اور بدعت کو سنت قرار دے لیا، آئندہ زمانوں میں بھی سنت یوں ہی غریب اور اجنبی رہے گی سوائے امام مہدی اور زمانہ عیسیٰ بن مریم کے جن کا استثناء ثابت ہے، یہاں تک کہ پھر وقوع قیامت کے وقت صرف شرار الناس اور بدترین لوگ رہ جائیں گے اور انھیں پر قیامت قائم ہوگی (ص ۳۲۹، ۳۳۹)

۳۸- محدث شمس الحق عظیم آبادی متوفی ۱۳۲۹ھ، فرماتے ہیں ''کہ مہدی سے متعلق وارد احادیث میں بعض صحیح ہیں اور بعض حسن ہیں اور بعض ضعیف'' ظاہر ہے کسی مسئلہ سے متعلق احادیث کو صحیح اور حسن قرار دینا بلفظ دیگر اس مسئلہ کو ثابت قرار دینا ہے۔ (عون المعبود ج ٤ ص: ١٧٠)

۳۹- شیخ محمد جعفر کتانی متوفی ۱۳۴۵ھ فصل سوم میں مذکور ہوا کہ آپ نے احادیث مہدی کو متواتر قرار دیا ہے۔

۴۰- مولانا انور شاہ کشمیریؒ متوفی ۱۳۵۲ھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ جب عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا نزول ہوگا تو امیر المومنین ان سے کہیں گے چلئے آپ ہی نماز پڑھائیے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام جواب دیں گے، نہیں آپ ہی امامت کیجئے (مسلم) مولانا کشمیریؒ اپنی کتاب ''عقیدۃ الاسلام ''(ص: ۲۹) میں اس کی توضیح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''مطلب یہ ہے کہ اس نماز میں عیسیٰ علیہ السلام امامت نہیں کریں گے تاکہ کسی کو یہ وہم نہ ہو کہ امت محمدیہ کی امامت وخلافت کا دور ختم ہوگیا، البتہ اس کے بعد دوسری نمازوں میں امامت کریں گے اس لئے کہ وہ امام مہدی سے افضل ہیں (کیونکہ دنیا میں ان کی آمد گرچہ بحیثیت نبی نہیں ہے، تاہم وہ نبی ہیں معصوم ہیں اس لئے افضل ہیں) اور امام افضل شخص کو ہونا چاہئے''۔

۴۱- مولانا عبدالرحمٰن محدث مبارکپوری، متوفی ۱۳۵۳ھ، تحفۃ الاحوذی شرح جامع ترمذی میں باب ماجاء فی المہدی، کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں:

''احادیث متعلقہ مہدی بہت زیادہ ہیں، لیکن ان میں اکثر ضعیف ہیں، عبداللہ بن مسعود کی یہ حدیث بلاشک وشبہ حسن ہے، اور پھر حسن اور ضعیف بہت سی حدیثیں ہیں جو اس کی شاہد وموید ہیں اس لئے یہ حدیث اپنے شواہد کے ساتھ مل کر بلاشبہ حجت ہے، پس ظہور مہدی کا عقیدہ رکھنا ہی حق اور صواب ہے۔ واللہ اعلم۔

۴۲- علامہ شیخ احمد شاکر متوفی ۱۳۷۷ھ، مسند احمد سنن ابوداؤد وغیرہ کے اندر عبداللہ ابن مسعود سے مروی حدیث مہدی پر مورخ ابن خلدون نے خوامخواہ نقد وجرح کی ہے اور اسے معلول وضعیف قرار دینے کی کوشش کی ہے، شیخ موصوف نے مسند احمد پر اپنی تعلیق میں اس کا جواب دیا ہے اس کے بعد لکھا ہے کہ

''امر مہدی سنت صحیحہ سے ثابت ہے، اور بکثرت صحابہ سے بہ طرق کثیرہ مروی ہے، اس کی صحت میں کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہوسکتی''۔

۴۳- علامہ شیخ عبدالعزیز بن باز حفظہ اللہ فصل سوم میں آپ کا قول گذر چکا ہے کہ امر مہدی ایک معلوم حقیقت ہے اس بارے میں احادیث مشہور اور معنیً متواتر ہیں۔

۴۴- محدث العصر علامہ ناصر الدین البانی / حفظہ اللہ(۱) مسئلہ مہدی سے متعلق مروی متعدد احادیث کو صحیح یا حسن قرار دیا ہے، اس کے بعد لکھا ہے کہ خروج مہدی علماء کے نزدیک حقیقت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ان کی بشارت دی ہے اور ان کی نمایاں صفات کو بیان فرمایا ہے درحقیقت وہ مجددین امت میں سے ایک مجدد ہوں گے۔ ملاحظہ ہو تخریج مشکوۃ والاحادیث الصحیحہ (ج ۴ ص: ۴۲)

۴۵- مولانا ابوالکلام آزاد جیسے عمیق النظر جدید الفکر عالم اور محقق بھی اس مسئلہ میں علمائے امت کے ساتھ ہیں اور عقیدۂ ظہور مہدی موعود کو درست اور حق سمجھتے ہیں (ملاحظہ ہو تذکرہ ص: ۶۹) برصغیر ہند کے تمام علماء اہل حدیث وعلماء دیوبند کی تصریحات پیش کیجائیں تو یہ فہرست خاصی طویل ہو جائے گی جس کی ضرورت نہیں ہے۔

فصول متقدمہ میں مسطورہ تفصیلات سے یہ حقیقت منقح اور محقق ہو جاتی ہے کہ مسئلہ امام مہدی آخرالزماں احادیث متواترہ سے ثابت اور علمائے امت کے درمیان متفق علیہ ہے، اس کے برحق ہونے میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے، نیز یہ حقیقت بھی عیاں ہوگئی کہ علامہ ابن خلدون کا جملہ احادیث مہدی کو مجروح معلول اور غیر مقبول قرار دینا اور بنابریں عقیدہ ظہور مہدی کے ثبوت میں شک وتردد کا اظہار کرنا ان کی سخت غلطی ہے، اسی طرح بعض علمائے معاصرین کا یہ دعویٰ کہ عقیدہ مہدی شیعوں کی اختراع ہے اور اس سے متعلق احادیث تمام تر شیعوں کی وضع کردہ ہیں، بالکل لغو اور ناقابل التفات ہے علمائے محققین کی سابقہ تصریحات کی موجودگی میں ان متشککین ومتجددین کی تضعیف اور شک وتشکیک درخور اعتناء تو کیا قابل ذکر بھی نہیں ہے، اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابہ.

---

(۱) اس نابغۂ روزگار محدث العصر سے بھی امت اسلامیہ محروم ہوگئی ۲۱/ جمادی الاخری ۱۴۲۰ھ مطابق ۲/ اکتوبر ۱۹۹۹ء کو آپ کا انتقال ہو گیا، رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ (ناشر)

فصل پنجم

شکوک وشبہات اوران کے جوابات:

اس فصل میں احادیث مہدی اور عقیدہ مہدی کے بارے میں بعض شکوک وشبہات کا بیان اوران کا مختصر جائزہ لیا گیا ہے۔

۱- احادیث مہدی اور علامہ ابن خلدون:-

جیسا کہ بیان کیا جاچکا ہے سلف صالحین میں سوائے علامہ ابن خلدون کے اور کسی سے فی الجملہ احادیث مہدی کے ثبوت کا انکار یا عقیدۂ مہدی کے بارے میں شک وتردد کا اظہار منقول نہیں ہے، ابن خلدون اس وادی میں گویا منفرد ہیں ،انھوں نے مقدمہ تاریخ کے اندر ایک مستقل فصل ''مہدی'' کے بیان میں قائم کی ہے، جس میں کوئی اٹھائیس احادیث وآثار کو ذکر فرمایا ہے اوران پر جرح وقدح کی ہے اوراس سلسلہ میں بہت کچھ بے جا مبالغہ سے کام لیا ہے، یہ بحث مقدمہ میں ص: ۳۱۱، سے ص: ۳۳۰ تک پھیلی ہوئی ہے۔

موصوف نے محدثین کے ایک قاعدہ ''الجرح مقدم علی التعدیل '' یعنی جرح تعدیل پر مقدم ہے، کا نامعقول طریقہ پر استعمال کر کے ہر اس حدیث کو ضعیف اور نا معتبر ٹھہرانے کی کوشش کی ہے جس کی سند کے کسی راوی پر کسی نے تشیع ،غفلت اور وہم جیسی کوئی جرح کی ہو ،خواہ دیگر محققین وناقدین نے اس کو قوی اور ثقہ ہی کیوں نہ قرار دیا ہو، مگر ابن خلدون کے اس تیشہ کی زد رجال صحیحین پر بھی پڑتی تھی جس کو خود موصوف نے محسوس کیا، چنانچہ فرماتے ہیں:

> رجال صحیحین کے بارے میں یہ بات نہیں کہی جاسکتی کہ ان پر بھی اس طرح کی جرح کی گئی ہے، کیونکہ صحیحین کے متلقی بالقبول والعمل ہونے پر اجماع ہے اور یہ اجماع اس قسم کی جرح وتضعیف کا کافی جواب ہے لیکن

غیر صحیحین کو یہ درجہ حاصل نہیں ہے، اس لئے ان کی سندوں پر کلام کرنے کی گنجائش ہے''

علامہ موصوف کی یہ بات یکسر غلط نہیں ہے، مگر غلطی یہ ہے کہ اس حیلہ سے انھوں نے سنن ومسانید کی حسن اور قوی حتی کہ رجال صحیحین سے مروی احادیث تک پر جرح وقدح کی ہے، چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث (فصل دوم حدیث نمبر ۹) جو مستدرک حاکم کے حوالہ سے نقل کی گئی اور بقول امام حاکم بخاری ومسلم کی شرط کے مطابق ہے، ابن خلدون نے اس کو نا قابل حجت ٹھہرانے کی کوشش کی ہے حالانکہ شروع میں خود یہ اعتراف کیا ہے کہ یہ حدیث مسلم کی شرط کے مطابق ہے۔

یہ درست ہے کہ سب احادیث مہدی صحیح نہیں ہیں، لیکن سب ضعیف اور نا معتبر بھی نہیں ہیں، چنانچہ ابن خلدون کو بھی یہ اعتراف ہے کہ ''احادیث مہدی میں قلیل بلکہ اقل حصہ جرح ونقد سے بہر حال سالم اور محفوظ ہے'' میں کہتا ہوں یہی چند احادیث عقیدہ مہدی کے ثبوت کے لئے کافی ہیں، اور باقی ان کی موید ہیں، ویسے حق یہ ہے کہ اقل نہیں بلکہ اس سلسلہ کی بہت سی احادیث صحیح اور حسن ہیں جیسا کہ فصل دوم میں ناظرین پڑھ چکے ہیں۔

علامہ ابن خلدون نے ''مہدی'' کے متعلق کوئی اٹھائیس احادیث کو بیان کیا ہے اوران پر نقد وجرح کی ہے اور اس کے بعد لکھا ہے

> ''یہ ہیں وہ کل احادیث جو مہدی کے بارے میں مروی ہیں'' حالانکہ ان کی بیان کردہ احادیث کے علاوہ بھی بہت سی حدیثیں ہیں جیسا کہ اس موضوع کی تصنیفات ''العرف الوردی'' وغیرہ کے مطالعہ سے ظاہر ہے، جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث (فصل دوم نمبر ۴) جو مسند حارث بن ابی اسامہ میں بسند صحیح منقول ہے، وہ بھی ابن خلدون کو نہیں ملی ہے، اسی طرح اور بھی بعض احادیث ہیں جو شاید ان کی نظر میں نہیں ہیں۔

الغرض علامہ ابن خلدون کی نقد وجرح اور تضعیف بتمامہ قابل قبول نہیں

ہے، انھوں نے امام مہدی کے بارے میں وارد متعدد احادیث صحیحہ کو بھی نامعتبر ٹھہرانے کی سعی نامشکور کی ہے، اس واسطے علمائے محققین نے ہمیشہ ان کی تردید کی ہے، اور اپنی تالیفات میں حسب موقع ان کے اعتراضات کا جواب دیا ہے، اس سلسلہ میں علامہ نواب صاحب کی کتاب ''الاذاعۃ لما کان وما یکون بین یدی الساعۃ'' اور شیخ احمد بن محمد صدیق کی تالیف جو خاص اسی موضوع پر لکھی گئی ہے۔ ''ابراز المکنون من کلام ابن خلدون'' کی طرف مراجعت کرنی چاہئے۔

۲- احادیث مہدی اور صحیحین:

بعض حضرات کو احادیث مہدی اور عقیدہ مہدی کی صحت وثبوت میں اس لئے شک اور تردد ہے کہ بقول ان کے حدیث مہدی صحیحین میں مروی نہیں ہے ،فرماتے ہیں 'مسئلہ ظہور مہدی سے متعلق حدیثیں دو قسم کی ہیں ایک تو وہ جن کے اندر لفظ مہدی کی تصریح ہے، اور دوسری وہ جن کے اندر یہ خبر دی گئی ہے کہ آخر زمانہ میں ایک خلیفہ ہوں گے جو اسلام کو سربلند فرمائیں گے، ان دونوں قسم کی حدیثوں میں سے کسی حدیث کی سند امام بخاری کے معیار صحت ونقد روایات پر پوری نہیں اترتی اس لئے اس سلسلہ کی ایک حدیث بھی انھوں نے اپنی صحیح میں ذکر نہیں کی ہے، اسی طرح امام مسلم نے اس سلسلہ کی بس ایک حدیث روایت کی ہے اور اسکے اندر بھی لفظ مہدی کی تصریح نہیں ہے''۔

اس شبہ کا دو جواب ہے:

پہلا جواب یہ ہے کہ بیشک صحیحین کی کسی حدیث میں مہدی کا ذکر صراحتاً نہیں ہے، لیکن اجمالا بلفظ ''امامکم منکم'' موجود ہے، جابر رضی اللہ عنہ کی متفق علیہ حدیث ''اذا نزل عیسی بن مریم وامامکم منکم '' اور صحیح مسلم کی حدیث ''فینزل عیسی بن مریم فیقول امیرهم تعال صل لنا '' کا صحیح مصداق امام مہدی آخر الزماں ہی ہیں، جیسا کہ دوسری احادیث میں اس اجمال کی تصریح

وتفصیل موجود ہے "والاحادیث یفسر بعضها بعضاً" خود جابر رضی اللہ عنہ کی اس روایت میں جو مسند حارث بن ابی اسامہ میں بسند صحیح مروی ہے یہ تصریح موجود ہے کہ نزول عیسیٰ بن مریم کے وقت مسلمانوں کے امیر جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے امامت نماز کے لئے کہیں گے امیر المہدی ہوں گے،" فیقول امیرهم المهدی تعال صلی بنا' اس لئے یہ کہنا کہ بخاری ومسلم کی کسی حدیث میں مہدی کا کوئی ذکر مذکور نہیں ہے، نہ صراحتاً نہ اشارۃً صحیح نہیں ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ احادیث مہدی (لفظ مہدی کی تصریح کے ساتھ) اگرچہ صحیحین میں مروی نہیں ہیں، مگر دیگر امہات کتب اور دواوین اسلام مسند احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، صحیح ابن حبان، مسند ابویعلی معاجم طبرانی مستدرک حاکم وغیرہ میں تصریح وتفصیل کے ساتھ باسانید قویہ مروی ہیں، بخاری ومسلم کے ساتھ یہ کتابیں بھی اسلام میں معتبر اور دین کا مستند ماخذ ہیں، خصوصاً جبکہ کسی مسئلہ میں صحیحین کے اندر حدیث موجود نہ ہوتو یہی احادیث سنن ومسانید مستقل اور متفق علیہ حجت ہیں، اس لئے احادیث مہدی کا صحیحین میں مروی نہ ہونا ان کے صحت وثبوت اور حجت ہونے میں قادح نہیں ہے، ہر طالب علم یہ جانتا ہے کہ صحیحین کے علاوہ دیگر کتب حدیث سنن ومسانید وغیرہ میں بھی حسن اور صحیح حدیثیں بکثرت موجود ہیں اور علماء کا انہیں قبول کرنے پر اتفاق ہے اور وہ نہ صرف احکام ومسائل فرعیہ میں بلکہ عقائد کے بیان وثبوت میں بھی دلیل وحجت ہیں، چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

الف:— حدیث عشرہ مبشرہ سنن ومسند احمد وغیرہ کے اندر مروی ہے بخاری مسلم میں مروی نہیں ہے، اس کے باوجود اس حدیث کے موجب ومقتضی پر پوری امت اعتقاد رکھتی ہے، ہر مسلمان اس بات کا عقیدہ رکھتا ہے اور اس کی شہادت دیتا ہے کہ مندرجہ ذیل صحابہ کرام کو صادق ومصدوق صلی اللہ علیہ نے جنتی ہونے کی بشارت دی ہے، کتب عقائد میں کوئی کتاب خواہ وہ کتنی ہی مختصر ہو اس مسئلہ وعقیدہ کے بیان سے خالی نہیں ملے گی، الا ماشاء اللہ۔

ان صحابہ کرام کے علاوہ اور صحابہ کرام کو بھی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی ہے، مگر ان دس صحابہ کو چونکہ آپ ﷺ نے صراحتاً بیک وقت ایک ساتھ بشارت دی تھی اس لئے یہ عشرہ مبشرہ سے مشہور ہوئے، ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

۱- حضرت ابوبکر صدیق۔
۲- حضرت عمر فاروق
۳- حضرت عثمان غنی
۴- حضرت علی مرتضی
۵- حضرت طلحہ بن عبیداللہ
۶- حضرت زبیر بن العوام
۷- حضرت عبدالرحمٰن بن عوف
۸- حضرت سعد بن ابی وقاص
۹- حضرت ابوعبیدہ بن الجراح
۱۰- حضرت سعید بن زید، رضی اللہ عنہم وارضاھم۔

ب:— اسی طرح نعیم قبر والی حدیث جس میں مومنین کو قبر میں پہونچنے والی راحتوں اور نعمتوں کا مفصل بیان ہے، بخاری و مسلم میں مروی نہیں ہے، بلکہ مسند احمد وغیرہ میں مروی ہے، مگر پوری امت اس حدیث کے مطابق اعتقاد رکھتی ہے، اور کتب عقائد میں یہ مسئلہ مسلمہ اسلامی عقیدہ کے بطور ذکر کیا جاتا ہے۔

ج:— ہر مسلمان یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ قبر میں سوال وجواب ہوگا، سوال کرنے کے لئے جو دو فرشتے آئیں گے ان کا نام منکر، اور نکیر ہے، یہ مسئلہ عقائد کی کتابوں میں بھی بے تکلف ذکر کیا جاتا ہے اور کبھی کسی کو اس کے برحق ہونے میں تردد نہیں ہوا، حالانکہ یہ حدیث (بہ تصریح منکر ونکیر) بخاری و مسلم میں نہیں ہے، بلکہ دوسری کتب حدیث میں مروی ہے۔

د- اللہ تعالیٰ کے ننانوے اسماء حسنی والی حدیث، اصل حدیث صحیح بخاری وصحیح مسلم میں بھی ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے لئے ننانوے نام ہیں جس نے ان کا احصاء وحفظ کیا وہ جنت میں داخل ہوا، لیکن صحیحین میں ننانوے اسماء حسنی کی تفصیل نہیں ہے کہ وہ کون کون ہیں یہ تفصیل ترمذی وغیرہ کے اندر ہے۔

اصل یہ ہے کہ حدیث اگر صحیح سند سے ثابت ہو اور محکم ہو تو اس کے موجب پر اعتقاد رکھنا اور اس پر عمل کرنا واجب ہے، خواہ وہ صحیحین میں مروی ہو یا غیر صحیحین میں ہو۔

۳- احادیث مہدی از قبیل اخبار آحاد:

اگر کوئی کہے کہ مہدی سے متعلق جو احادیث ثابت ہین وہ معدودے چند ہیں، اس طرح وہ از قبیل اخبار آحاد ہیں اور ’خبر واحد سے عقیدہ ثابت نہیں ہوتا‘‘ تو اس کا دو جواب ہے:

پہلا جواب یہ ہے کہ ثابت شدہ احادیث مہدی بھی معدودے چند نہیں بلکہ بہت ہیں، انھیں خبر واحد قرار دینا صحیح نہیں، بلکہ وہ باہمی اعتضاد سے قوی مشہور اور متواتر ہیں، جیسا کہ علماء محققین کی تصریحات فصل سوم میں گذر چکی ہیں۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ خیال اور دعوی کہ ’’خبر واحد سے عقیدہ ثابت نہیں ہوتا‘‘، قطعی غلط اور بدعت ہے، اس دعوی کی مفصل تردید کے لئے دیکھئے علامہ البانی کی کتاب ’’**الحديث حجة بنفسه فى العقائد و الاحكام**‘‘ موصوف نے کتاب وسنت کے دلائل، صحابہ کے عمل اور علماء کے اقوال سے یہ ثابت کیا ہے کہ حدیث آحاد سے شریعت کے ہر باب میں استدلال واجب ہے خواہ وہ اعتقادیات سے متعلق ہوں یا عملیات سے، اور ان دونوں کے درمیان تفریق، ایسی بدعت ہے جو سلف کے یہاں نہیں ملتی یہی وجہ ہے کہ علامہ ابن القیم (الصواعق المرسلہ ۲/۱٤۱۲) میں فرماتے ہیں:

''یہ تفریق اجماع امت سے باطل ہے، کیونکہ امت ہمیشہ ان حدیثوں سے عقائد اور احکام دونوں باب میں استدلال کرتی رہی صحابہ تابعین اتباع تابعین اور محدثین اسماء وصفات، قضاوقدر اور اعمال واحکام تمام مسائل میں برابر اخبار آحاد سے استدلال کرتے رہے ان میں سے کسی ایک سے بھی قطعاً یہ ثابت نہیں ہے کہ انھوں نے ان حدیثوں سے احکام عملیہ فرعیہ کے مسائل میں استدلال کو جائز قرار دیا ہو اور اسماء وصفات یعنی اعتقادیات کے بارے میں جائز نہ سمجھا ہو''

۴- امام مہدی کے مہدی موعود ہونے کا علم کب ہوگا:

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی اپنی کتاب ''تجدید واحیاء دین'' (ص:۵۳) میں مہدی موعود کے بارے میں لکھتے ہیں:

''شاید اسے خود بھی اپنے مہدی موعود ہونے کی خبر نہ ہوگی اور اس کی موت کے بعد اس کے کارناموں سے دنیا کو معلوم ہوگا کہ یہی تھا وہ خلافت کو منہاج النبوۃ پر قائم کرنے والا جس کی آمد کا مژدہ سنایا گیا تھا''

مولانا موصوف کی یہ بات واقع کے خلاف اور غلط ہے یہ توصحیح ہے کہ امام مہدی موعود خود مہدی ہونے کا دعوی لے کر نہیں اٹھیں گے نہ ان کی پیشانی پر ''المہدی'' لکھا ہوگا جسے دیکھ کر لوگ جان لیں کہ یہی مہدی موعود ہیں'' لیکن حدیثوں میں ان کی بعض ایسی منفرد خصوصیات اور علامات بیان کی گئی ہیں جن کے ذریعہ ان کی زندگی ہی میں مسلمانوں کو ان کے مہدی موعود ہونے کا علم ویقین حاصل ہو جائے گا، ازاں جملہ علامات وخصوصیات ایک یہ ہے کہ ''امام مہدی موعود'' ہی کے عہد میں عیسی بن مریم کا نزول ہوگا اور وہ امام موصوف کی اقتداء میں نماز پڑھیں گے (جیسا کہ صحیح حدیثوں میں مذکور ہے، دیکھئے فصل دوم) یہ ایک ایسی منفرد خصوصیت اور واضح علامت ہے کہ جس امام وامیر المسلمین کو یہ سعادت حاصل ہو، اس کے بارے میں اس کی زندگی ہی میں فیصلہ ہو جائے گا کہ یہی ہے وہ ''الامام

المهدی " خلافت کو منهاج النبوة "پر قائم کرنے والا جس کی آمد کا مژدہ سنایا گیا تھا۔

۵- امام مہدی اور عیسی بن مریم علیہم السلام:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا:

لايزيد الامر الاشدة ولاالدنيا الاادباراً ولاالناس الاشحا، ولاتقوم الساعة الا على شرار الناس ولاالمهدى الاابن مريم .

حالات کی شدت، دنیا کی پستی اور لوگوں کی خود غرضی میں اضافہ ہوتا جائیگا ،اور قیامت نہیں قائم ہوگی مگر بدترین لوگوں پر، اور نہیں ہیں مہدی مگر عیسی بن مریم۔

(ابن ماجه ، مستدرك حاكم)

اس حدیث سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسی بن مریم مسیح موعود ہی مہدی موعود ہیں ،یعنی آخر زمانہ میں جس مہدی کے ظہور ونمود کی خبر احادیث میں وارد ہے،اس سے مراد عیسی مسیح علیہ السلام ہیں گویا مسیح موعود اور مہدی موعود ایک ہی شخصیت کے دو نام ہیں، مگر یہ شبہ متعدد وجوہ سے باطل ہے:

الف: یہ حدیث محدثین کے نزدیک ثابت نہیں ہے، امام بیہقی ،امام حاکم ،امام ذہبی ،امام قرطبی ،امام ابن عبدالبر وغیرہ اجلہ محدثین نے اس کو ضعیف ونامعتبر قرار دیا ہے، (المنار المنيف مع تعليق ابى غده ص: ۱۴۲، ۱۴۳ و حجج الكرامه ۳۸۵، ۳۸۶)

ابن ماجہ میں حدیث مذکور کی سند یہ ہے: **عن يونس بن عبدالاعلى عن الشافعى عن محمد بن خالد الجندى عن ابان بن صالح عن الحسن (البصرى) عن أنس بن مالك عن النبى صلى الله عليه وسلم .**

اس سند میں راوی محمد بن خالد جندی ضعیف اور روایت کرنے میں منفرد ہیں، اکثر محدثین نے ان کو مجہول قرار دیا ہے، امام ابوالحسن آبری ''مناقب الشافعی'' میں فرماتے ہیں:

محمد بن خالد غیر معروف عند اہل الصناعۃ من اہل النقل، محمد بن خالد (جندی) محدثین کے نزدیک غیر معروف ہے، امام حاکم، حافظ ابن الصلاح اور حافظ ابن حجر نے کہا: محمد بن خالد مجہول ہے، امام ازدی نے فرمایا: وہ منکر الحدیث ہے، امام ابن عبدالبر نے فرمایا: وہ متروک ہے،

(میزان الاعتدال ، تہذیب ، تقریب التہذیب)

امام ذہبی فرماتے ہیں: امام یحیٰ بن معین نے محمد بن خالد کی توثیق کی ہے، اور امام شافعی کے علاوہ تین دوسرے راویوں نے بھی اس سے روایت کی ہے'' اس کے باوجود امام ذہبی حدیث زیر بحث کے متعلق فرماتے ہیں کہ ''وہ منکر ہے'' (میزان) نواب صاحب ''حجج الکرامۃ'' میں لکھتے ہیں۔ ایک جماعت کی تضعیت کے بالمقابل تنہا یحی بن معین کی توثیق مقبول و معتبر نہیں ہوگی،

ب :— حدیث مذکور کی سند میں دوسری علت یہ ہے کہ اسمیں اضطراب ہے، حافظ ذھبی بیاں فرماتے ہیں: قال حُدِثت عن الشافعی۔ یعنی یونس اور شافعی کے درمیاں انقطاع ہے، یہ سند منقطع ہے،

دوسرا اختلاف وہ ہے جو مستدرک حاکم میں مذکور ہے، امام حاکم بیان فرماتے ہیں:...... ''صامت بن معاذ نے کہا کہ میں جند (یمن میں ایک مقام کا نام) ایک محدث کے پاس گیا ان کے پاس حدیث مذکور کی سند یوں لکھی پائی:......

محمد بن خالدالجندی عن ابان بن ابی عیاش عن الحسن عن النبی ﷺ''

امام بیہقی امام حاکم کا یہ کلام ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: اس کا معنی یہ ہے کہ اس حدیث کا مدار محمد بن خالد پر ہے اور وہ مجہول ہے، اور اس کے شیخ ابان بن

ابن ابی عیاش ہیں اور وہ متروک ہیں''۔امام بیہقی کا یہ کلام حافظ ابن القیم نے "المنار المنیف" (ص ۱۴۲) میں اور حافظ ذہبی نے میزان اور عتدال میں حدیث مذکور کی تضعیف کی تائید میں نقل فرمایا ہے، خلاصہ یہ کہ حدیث مضطرب اور ضعیف ہے،

ج:— یہ حدیث ان احادیث صحیحہ کثیرہ کے خلاف ہے، جن میں مہدی آخرالزماں کے نان ونسب، اوصاف واحوال اوران کی اقتداء میں عیسی علیہ السلام کے نماز ادا کرنے کوصراحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، ان احادیث متواترہ سے صراحت وقطعیت کے ساتھ یہ ثابت ہے کہ مہدی آخرالزماں عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ ہیں اس لئے یہ حدیث زیر بحث شائستہ قبول واعتبار نہیں اوراس کی بناپر عیسی بن مریم کومہدی موعودآخرالزماں سمجھنا قطعی غلط ہے۔

د- حافظ ابن القیم بیان فرماتے ہیں : اگر اس حدیث کو بالفرض صحیح تسلیم کرلیا جائے تو بھی اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کومہدی موعود سمجھنے کے لئے کوئی حجت نہیں ہے، کیونکہ احادیث صحیحہ کی روشنی میں اس حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ '' مہدی معصوم نہیں ہیں مگر عیسی بن مریم'' اور یہ صحیح ہے کیونکہ مہدی موعود ومنتظر، مہدی وراشد تو ہیں'' مگر معصوم نہیں ہیں ،عصمت نبی ورسول کا خاصہ ہے ، اور عیسی علیہ السلام نبی ہیں اس لئے وہ مہدی بھی ہیں اور معصوم بھی ، پس یہ کہنا صحیح ہے " **لامهدی الاعیسی بن مریم** "اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہی مہدی موعود بھی ہیں ، نہ یہ لازم آتا کہ مہدی بس وہی ہیں ان کے علاوہ کوئی مہدی نہیں ہے جیسے کسی کی کمال مرادنگی کو بیان کرنے کے لئے کہا جاتا ہے کہ " **لارجل الافلان** " اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہوتا کہ اس کے علاوہ کوئی مرد نہیں۔

حافظ ابن کثیر، امام قرطبی اور دوسرے اہل علم نے بھی اس حدیث کا بفرض تسلیم صحت ، یہی معنی بیان فرمایا ہے، اس طرح یہ حدیث دیگر احادیث مہدی کے خلاف نہیں ہے۔

٦- امام مہدی موعود اور بنو عباس:

بعض حدیثوں کی بنا پر شبہ ہوسکتا ہے کہ مہدی موعود، فاطمی حسنی نہیں بلکہ عباسی ہوں گے، حضرت عباس عم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل سے ہوں گے، مگر یہ شبہ صحیح نہیں ہے کیونکہ وہ حدیثیں سب ضعیف و نامعتبر ہیں ذیل میں ان کا مختصر جائزہ پیش کیا جاتا ہے:

١- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث روایت کی جاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک روز عم محترم حضرت عباسؓ سے فرمایا "اے ابوالفضل! کیا تم کو بشارت نہ دوں؟ حضرت عباس نے کہا کیوں نہیں ضرور دیجئے! تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ نے مجھ سے دین کو شروع کیا اور تمہاری ذریت پر اس کو ختم کرے گا" (ابو نعیم فی الحلیة (١/٣١٥)

حضرت ابو ہریرہ کی ایک اور روایت میں یوں وارد ہے:

قال لعمه العباس یاعم ان الله ابتدأ الاسلام بی ویختمه بغلام من ولدک وهو الذی یتقدم عیسی بن مریم (کنز العمال ١٨٨/٧، حلیة الاولیاء)

مگر یہ دونوں روایتیں نا قابل اعتبار ہیں، پہلی روایت کی سند میں ایک راوی "لاهز بن جعفر تمیمی مجہول ہے، ثقات سے منکر روایتیں کیا کرتا تھا (میزان الاعتدال (٣/٢٧٩) ایک دوسرے راوی علی بن زید بن جدعان ہیں وہ بھی متکلم فیہ ہیں، (تقریب التهذیب میں هے" ضعیف من الرابعه")

دوسری حدیث کے بارے میں شیخ ابوغدہ نے لکھا ہے کہ یہ موضوع ہے یا موضوع کے حکم میں ہے (تعلیق علی التصریح للکشمیری ص: ٢١٥)

٢- حدیث ابو ہریرہ کے مثل ایک حدیث عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی جاتی ہے (کنز العمال ١٨٨/٧، دارقطنی فی الافراد، خطیب بغدادی)

علامہ ابن عراق "تنزیہ الشریعہ" (۲۶) میں لکھتے ہیں کہ حدیث باطل ہے، امام ذہبی "میزان" (۱/۴۲) میں فرماتے ہیں "اس حدیث کی آفت احمد بن الحجاج الصلت الاسدی ہے، تعجب ہے کہ خطیب بغدادی نے تاریخ میں اس کو ذکر کیا اور اس کے ضعیف ہونے کو بیان نہیں کیا، شاید اس کا سبب یہ ہو کہ اس حدیث کا سوء حال واضح تھا" عیاں راچہ بیاں"

۳- حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "المہدی من ولد عباس عمی" یعنی مہدی میرے چچا عباس کی اولاد سے ہوں گے، (دارقطنی فی الافراد)

امام دارقطنی فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے، محمد بن الولید مولی بنی ہاشم، اس کو روایت کرنے میں متفرد ہے (حجج الکرامہ ص: ۳۵۵) اور یہ شخص کذاب تھا جھوٹی حدیثیں روایت کیا کرتا تھا (میزان ۳/۱۴۵)

۴- عبداللہ بن عباس سے مرفوعاً روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے چچا کیا آپ کو معلوم نہیں، بیشک مہدی آپ کی اولاد سے ہوں گے، توفیق یافتہ، راضی اور مرضی ہوں گے" (کنز العمال (۷/۲۶۸)

یہ حدیث بھی موضوع ہے، اس کی سند میں ایک راوی ابوالعباس کدیمی ہے جو متروک ہے، متہم بالوضع اور کذاب ہے، (میزان ۳/۱۵۲، تذکرۃ الموضوعات ص: ۲۹۶)

۵- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ہی موقوفاً روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: "سفاح، منذر، منصور، اور مہدی ہم میں سے ہوں گے،"

(مستدرک حاکم (دلائل النبوۃ للبیہقی میں منذر کے بجائے قائم ہے، (حجج الکرامہ ۳۵۶)

اس روایت کو اگرچہ امام حاکم نے صحیح الاسناد کہا ہے، مگر یہ ضعیف ہے، یہ بطریق اسماعیل بن ابراہیم بن مہاجر عن ابیہ مروی ہے، اور اسماعیل ضعیف ہین

(تقریب) اوران کے والد ابراہیم بھی متکلم فیہ ہیں تقریب میں ہے، "صدوق لین الحفظ"

حاصل یہ کہ مہدی موعود کے بنوعباس سے ہونے کے متعلق کوئی حدیث دلیل وحجت کے لائق نہیں ہے۔ بلکہ سب واہی تباہی قسم کی ہے، اس کے برخلاف مہدی کے فاطمی حسنی ہونے کی بات صحیح حدیثوں سے ثابت ہے۔

امام مہدی اور خلیفہ مہدی عباسی:

حافظ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے " المنار المنیف " (ص: ۱۴۹) میں بیان فرمایا ہے کہ بعض لوگوں کا خیال یہ ہے کہ مہدی موعود آچکے اور وہ تھے مشہور عباسی خلیفہ مہدی جس نے ۱۵۸ء سے ۱۶۹ء تک بڑی شان وشوکت کے ساتھ حکومت کی اور اسلامی مملکت کو وسعت دی، وہ بڑا رحم دل اور مذہب میں پختہ اور ارباب علم کا بڑا قدرداں تھا۔

اس خیال کی درحقیقت بنیاد یہ تھی کہ مہدی موعود کے بارے میں بیان شدہ امور وعلامات میں سے بعض خلیفہ مہدی عباسی کے اندر بظاہر نظر آئیں، مثلاً اس کا نام محمد اور اس کے والد کا نام عبداللہ (ابوجعفور منصور) ہے اور صحیح حدیثوں میں مہدی موعود کا یہی نام بیان کیا گیا ہے اسی طرح اسے رایات سود (سیاہ جھنڈوں والے لشکر کی مشرق سے آمد) والی احادیث کا بھی مصداق سمجھا گیا، کیونکہ جیسا کہ تاریخ اسلامی کا ہر طالب علم یہ جانتا ہے کہ اموی حکومت کے خلاف بغاوت اور ۱۳۲ھ میں اس کے خاتمہ اور عباسی حکومت کے قیام میں سب سے اہم رول اہل مشرق یعنی ابومسلم خراسانی اور خراسان وملحقات کے لوگوں پر مشتمل لشکر ہی کا تھا جسے ابومسلم خراسانی نے منظّم کیا تھا، جس کی بنیاد عرب دشمنی اور عجمی عصبیت پر تھی، یہ ابومسلم پارسی نژادنو مسلم تھا اصفہان میں پیدا ہوا تھا اور اس کی نشو ونما عباسی داعیوں کے دامن میں ہوئی تھی۔

خلیفہ مہدی عباسی کو مہدی موعود سمجھنے والوں کے خیال میں بعض احادیث

میں مہدی موعود کی جو ایک شناخت اور علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ ان کی حمایت میں مشرق سے سیاہ جھنڈوں والی فوج آئے گی تو اس کا مصداق یہی خراسانی لشکر ہے اسی نے عباسی خلافت کے تخیل کو تاریخ میں واقعہ کی شکل دی، جس کا پہلا حکمراں ابوالعباس السفاح (۱۳۲ھ، ۱۳۶ھ) اور دوسرا حکمراں عبداللہ ابوجعفر منصور (۱۳۶ھ، ۱۵۸ھ) ہوا، اور یوں مہدی عباسی کے لئے خلافت کی راہ ہموار ہوئی اور وہ اپنے والد (ابوجعفر منصور) کے بعد ۱۵۸ھ میں منصب خلافت پر فائز ہوا۔

گویا مہدی موعود کی یہ علامت کہ ان کا نام محمد بن عبداللہ ہوگا، اور مشرق سے لوگ ان کی مدد میں آئیں گے، اور ان کے لئے خلافت کی راہ ہموار کریں گے، (۱) خلیفہ مہدی عباس کے اندر پائی گئی اس لئے بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی ہوگئی کہ وہ مہدی موعود تھا۔

خلیفہ مہدی عباسی کو مہدی موعود سمجھنا غلط ہے:

مگر یہ خیال قطعاً درست نہیں ہے، کیونکہ مہدی موعود کی دیگر بنیادی علامات وصفات جو صحیح حدیثوں میں وارد ہیں، مثلاً ان کا سلسلہ نسب اور خاندان کے اعتبار سے علوی فاطمی ہونا، ان کے زمانہ میں دجال کا خروج ہونا، عیسی بن مریم کا آسمان سے نازل ہونا اور ان کی اقتدا میں نماز پڑھنا، مہدی موعود کا بار خلافت سے بچنے کی کوشش کرنا اور چھپ کر مدینہ سے مکہ چلے جانا، رکن حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان ان کے ہاتھ پر بیعت ہونا وغیرہ وغیرہ ان صفات وعلامات میں سے ایک بھی خلیفہ مہدی عباسی کے اندر نہیں پائی گئی، اس لئے محض ایک نام کی مطابقت کی بنا پر اس کو یا کسی کو مہدی موعود سمجھ بیٹھنا بہت بڑی غلطی اور بڑی جسارت کی بات ہے۔

---

(۱) سنن ابن ماجہ میں ایک مرفوع روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اہل مشرق سے کچھ لوگ آئیں گے جو مہدی کیلئے حکمرانی کی راہ ہموار کریں گے۔ مگر یہ روایت سخت ضعیف ہے اس کی سند میں ابن لھیعہ ضعیف ہے، اور عمر بن جابر حضرمی کذاب ہے، (مجمع الزوائد ج ۷ ص ۳۱۸)

رہی مشرق سے آمدہ رایات سود اور خراسانی لشکر والی نشانی تو خلیفہ مہدی اس کا بھی ہرگز مصداق نہیں ہے، کیونکہ ابو مسلم خراسانی اور اس کا گروہ وہ مقدس لشکر ہو ہی نہیں سکتا جس کے مہدی موعود آخرالزماں کی مدد کے لئے آنے کا بعض روایتوں میں ذکر ہے،

اس کی دلیل یہ ہے کہ جو احادیث اس سلسلہ میں وارد ہیں ان میں مسلمانوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تاکید پائی جاتی ہے کہ تم اس لشکر میں جس طرح ممکن ہو شامل ہونا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لشکر انتہائی مقدس اور حق پرست مجاہدین پر مشتمل ہوگا، وہ جاہلانہ خاندانی و نسلی عصبیت اور کسی نسل سے انتقامی جذبہ کے تحت امام مہدی موعود کا حامی و ناصر بن کر نہیں آئے گا، بلکہ خالص دینی جذبہ اس کے اندر کارفرما ہوگا، اس کے برخلاف ابو مسلم خراسانی اور اس کا گروہ اس پاکیزہ وصف سے بالکل عاری تھا، اس کے اندر جس جذبہ کی کارفرمائی تھی وہ تھی عجمی عصبیت، عرب دشمنی اور عربوں سے، ایرانی حکومت (ایران امپائر) کے زوال کا انتقام لینے کا جذبہ، اس لئے یہ خراسانی فتنہ انگیز گروہ، اس پاکیزہ خراسانی لشکر کا مصداق نہیں ہے جس کے امیر مہدی کے لئے مشرق سے آنے اور مسلمانوں کو اس میں شامل ہونے کی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی ہے، ظاہر ہے جس گروہ کی اساس نسلی عصبیت جیسی مذموم اور گھناؤنی چیز پر ہو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ناپاک گروہ میں شامل ہونے کی اور ایسے لوگوں کا ساتھ دینے کی تاکید فرمائیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اس سے سختی سے منع فرمایا ہے اور اسے گھناؤنی چیز قرار دیا ہے، فرمایا: دعوھا انھا منتنۃ۔

حاصل یہ کہ مہدی آخرالزماں کی وہ بنیادی علامات وصفات جو حدیثوں میں بیان کی گئی ہیں خلیفہ مہدی عباسی میں قطعاً موجود نہیں تھیں، اس لئے وہ احادیث مہدی کا قطعاً مصداق نہیں ہے اور اسے مہدی موعود سمجھنا بالکل غلط ہے۔

فائدہ:

حافظ ابن القیم فرماتے ہیں: جس طرح دجال اکبر سے پہلے بہت سے دجال ہوں گے اور دجل وفریب اور گمراہی پھیلائیں گے، اسی طرح مہدی اکبر سے پہلے بھی بہت مہدی ہوں گے، اس بنا پر خلیفہ مہدی عباسی بھی اپنی دینداری اور خوبیوں کے اعتبار سے ایک مہدی (خلیفہ راشد وہدایت یاب) مہدی من المہدیین'' ہوسکتے ہیں، جیسا کہ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز بھی مہدی وراشد تھے بلکہ وہ اس لقب کے بجاطور پر زیادہ مستحق ہیں، لیکن مطلق مہدی ہونا اور بات ہے اور مہدی موعود ومہدی آخر الزماں ہونا اور بات ہے۔

پھر احادیث میں امام مہدی کے جو اوصاف بیان کئے گئے ہیں اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ سب امام مہدی کے ساتھ مختص اور مخصوص ہیں، ان میں کا کوئی ایک وصف بھی کسی دوسرے کے اندر نہیں پایا جاسکتا، چنانچہ بعض اوصاف مثلاً یہ کہ وہ عدل وانصاف کریں گے، کتاب وسنت پر عمل کریں گے، دوسرے کے اندر بھی موجود ہیں، لیکن جس کے اندر بھی اوصاف مہدی میں سے کسی ایک دووصف کے اندر مطابقت نظر آئے اسے مہدی موعود سمجھ لینا بڑی نادانی اور نامعقول بات ہے۔

۷- امام مہدی اور شیعہ:

شیعہ بھی مہدی منتظر کا عقیدہ رکھتے ہیں بلکہ یہ شیعیت کا بنیادی عقیدہ ہے مگر ان کے عقیدہ کی نوعیت اہل سنت وجماعت کے عقیدہ مہدی سے بالکل مختلف ہے اور تمام تر اتباع نفس اور توہمات پر مبنی ہے۔

اہل سنت وجماعت کے عقیدہ مہدی (جو احادیث متواترہ پر مبنی ہے) کا خلاصہ یہ ہے کہ ''امام مہدی آخر زمانہ میں جب اللہ کی مشیت ہوگی، پیدا ہوں گے، وہ مجدد، خلیفہ راشد وعادل ہوں گے، معصوم نہیں ہوں گے، انہی کے عہد میں دجال کا خروج اور عیسیٰ بن مریمؑ کا نزول ہوگا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی اقتداء میں نماز پڑھیں گے اور وہ حضرت عیسیٰؑ کی قتل دجال میں مساعدت فرمائیں گے۔

ان کے عہد میں اسلام اور اہل اسلام کو غلبہ وسر بلندی حاصل ہوگی ، ہر طرف امن وشانتی ہوگی..........

اس کے برخلاف شیعوں کے عقیدہ مہدی کی بنیاد ان کے ایک خود ساختہ باطل عقیدۃ ''رجعت'' پر ہے، اور یہی تمام شیعی فرقوں کے نظریہ امامت کا بنیادی عنصر اور سنگ اساس ہے، یعنی ہر شیعی فرقہ فوت شدہ ائمہ اہل بیت میں سے کسی ایک امام کے بارے میں (کوئی فرقہ کسی امام کے متعلق کوئی فرقہ کسی امام کے متعلق) یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ وہ زندہ اور کہیں غائب ومستور ہیں، اور آخر زمانہ میں پھر واپس آئیں گے اور ظاہر ہوں گے۔۔۔،(۱)

شیعیت کے خمیر میں یہ عنصر اور بدعقیدگی اس کے بانی اول عبداللہ بن سبا نے روز اول ہی داخل کردی تھی ، یہ شخص یہودی تھا ، ازراہ نفاق اپنے کو مسلمان کہتا تھا ، اور حضرت علی اور اہل بیت کے ساتھ غلو آمیز عقیدت ومحبت کا اظہار کرتا تھا ، اس پرکشش و پرفریب دام ہم رنگ زمیں میں سادہ مسلمانوں کو پھنساتا اور ان کو شرارت آمیز اور گمراہ کن اور باطل خیالات میں مبتلا کرتا تھا وہ کہا کرتا تھا:

''محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دوبارہ زندہ ہوکر دنیا میں تشریف لائیں گے، میں حیران ہوں کہ لوگ نزول عیسی کا عقیدہ رکھتے ہیں مگر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رجعت کو تسلیم نہیں کرتے''

خلیفہ ثانی حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد (جس میں اس یہودی کا بھی زبردست ہاتھ تھا) اس نے حضرت علی کی تعریف وتوصیف میں مبالغہ آمیزی شروع کردی کہا کرتا تھا:

''میں نے تورات میں دیکھا ہے کہ ہر نبی کا ایک وصی ہوتا ہے اور حضرت علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی ہیں''

---

(۱) العقیدۃ و الشریعۃ فی الاسلام صـ ۱۹۱ ، بحوالہ مجلہ جامعہ سلفیہ (۶/۱۲،۷)، الخطوط العریضہ تالیف العلامہ السید محب الدین الخطیب (صـ ۱۷)

پھر رفتہ رفتہ حضرت علی کی الوہیت کا پرچار کرنے لگا، اور کوفہ کے بہت سے لوگ اس دجال کے دجل وفریب کا شکار اور اس کے پیروکار بھی ہو گئے تھے حضرت علی رضی اللہ کو اس کا علم ہوا تو اس جماعت کے خلاف سخت کارروائی کی اور اسے نذر آتش کرا دیا، مگر عبداللہ بن سبا اس دار و گیر سے بچ نکلا۔

جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے شہادت پائی تو ابن سبا نے لوگوں کے جذبۂ حب علی سے پھرنا جائز فائدہ اٹھانے اور ضلالت وگمراہی پھیلانے کی مہم شروع کی اور جناب امیر کی عدم موجودگی کو نہایت المناک انداز میں پیش کرنے لگا، آپ کی موت کے بارے میں طرح طرح کی افسانہ طرازیاں شروع کر دیں کہنے لگا:

> ''حضرت علی قتل نہیں ہوئے ہیں، بلکہ مقتول شیطان تھا جو آپ کی صورت میں متشکل تھا، حضرت علی حضرت عیسی بن مریم کی طرح آسمان پر چڑھ گئے ہیں، آخر زمانہ میں پھر اس دنیا میں ان کی ''رجعت'' اور واپسی ہوگی۔ (۱)

اس خبیث یہودی کا مقصود مسلمانوں کے اندر فکری واعتقادی ژولیدگی پیدا کر کے ان کی جمعیت میں رخنہ ڈالنا اور ان کو کمزور کرنا تھا، الغرض یہ بات بالکل بدیہی ہے کہ شیعوں کے خودساختہ عقیدہ رجعت کی کوئی شرعی حقیقت نہیں ہے، اس کی نہ کوئی شرعی بنیاد ہے نہ عقلی، یہ قطعاً نامعقول فاسد اور باطل ہے، اس لئے اس پر مبنی شیعی عقیدہ مہدی بھی بالبداہۃ فاسد اور باطل ہے، اور محض اوہام وخرافات پر مبنی ہے، اعوذ باللہ من هذه الخرافات۔

---

(۱) تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو تاریخ المذاہب الاسلامیہ شیخ ابوزہرہ (اردو ترجمہ ص ۵۹،۶۰)، الفرق بین الفراق العبد القادر البغدادی (ص ۲۳۳، ۲۳۴)، انملل والخل للشهرستانیدعلی هامش الفصل لدین حزم (۲/۱۱)، تحفه اثناعشریه (ص ۵، ص ۲۵۴،) وغیره

شیعہ مذہب خلافت عثمانی کے اواخر میں معرض ظہور میں آیا، رفتہ رفتہ پروان چڑھا، پھولا، پھلا، اور امتداد زمانہ کے ساتھ اس میں بہت سے شاخیں اور بہت سے فرقے پیدا ہوتے گئے جن میں سے بہت سے ناپید ہو گئے، بہت سے موجود ہیں ذیل کی سطور میں موجود معروف فرقوں کے ''عقیدہ ظہور مہدی'' کا مختصر خاکہ پیش کیا گیا ہے۔

امامیہ اثنا عشریہ:

فرقہ امامیہ اثنا عشریہ سب سے بڑا شیعی فرقہ ہے، ایران وعراق کے شیعہ اثنا عشری ہیں، اس فرقہ کے لوگ شام ولبنان، ہند و پاک اور دیگر بلاد اسلامیہ میں پھیلے ہوئے ہیں (۱) اثنا عشری بھی تمام شیعی فرقوں کی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کو افضل الصحابہ، اور نبی اکرم ﷺ کے بعد انہی کو امامت وخلافت کا مستحق سمجھتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی کو خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے متعین فرمادیا تھا اور ان کے امامت وخلافت کی وصیت فرمادی تھی، وہ کہتے ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت وصیت نبوی کے مطابق حضرت علی کا حق تھا پھر حضرت حسین کا پھر حضرت علی زین العابدین، پھر حضرت محمد باقر بن زین العابدین، پھر حضرت جعفر صادق بن باقر پھر ان کے فرزند موسی بن کاظم، پھر علی رضا، پھر علی نقی، پھر حسن عسکری پھر ان کے بیٹے محمد القائم، جو بارہویں امام تھے۔(۲)

اثنا عشری انہی محمد بن حسن عسکری کے امام مہدی ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں یہ کہتے ہیں کہ وہ دنیا میں موجود مگر نظروں سے غائب ومستور ہیں وہ سامرا (عراق) میں اپنے والد کے گھر کے ایک تہ خانہ میں داخل ہوئے پھر لوٹ کر نہیں آئے، اس بات میں ان کے اندر اختلاف ہے کہ اس وقت ان کی عمر کیا تھی، بعض کے نزدیک چار سال تھی، اور بعض آٹھ سال بتاتے ہیں، ان کا عقیدہ ہے کہ وہ

---

(۱) (۲) (۳) الفصل لابن حزم (۱۸۱/۴)، المنادالمنیف (ص ۱۵۲) تاریخ المذاهب الاسلامیه ص ۷۱، ۷۳

آخر زمانہ میں پھر ظاہر ہوں گے، اور دنیا کو عدل وانصاف سے معمور کریں گے یہ روافض آج تک ان کے ظہور کا انتظار کر رہے ہیں اور باب سامرہ پر جا کر زور زور سے چیختے ہیں کہ "اخرج یامولانا" مگر خائب وخاسر اور بے مراد واپس آتے ہیں (۳)

یہ روافض اپنے اس مہدی مزعوم کے بارے میں طرح طرح کی اکاذیب واباطیل اور خرافاتی باتیں گھڑے ہوئے ہیں، مثلاً وہ بزعم خویش کہتے ہیں کہ خلافت ہمارے ائمہ اثنا عشر کا حق تھا جس کو ابوبکر، عمر، وغیرہ وغیرہ نے غصب کرلیا، یہ سب مہدی کے لئے دنیا میں دوبارہ زندہ کئے جائیں گے اور وہ ان سے انتقام لیں گے، اور ان کو قتل کریں گے یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ مہدی مصحف فاطمہ کو نکالیں گے، یہ مصحف موجودہ مصحف قرآنی سے بالکل مختلف ہے اس میں اس مصحف کا ایک حرف بھی نہیں ہے، حالانکہ وہ اس کے سہ گنا سور وآیات پر مشتمل ہے،

کہتے ہیں کہ اس میں حلال وحرام کا کوئی حکم نہیں، بیان کیا گیا ہے بلکہ اس میں صرف ما یکون کا علم بیان کیا گیا ہے۔(الکافی للکلینی الشیعی)(۱)

غرض فرقہ اثنا عشریہ کا عقیدہ مہدی اسی قسم کی خرافات واضحوکات اور افسانوں پر مشتمل ہے جو عقل وانسانیت کے لئے ننگ ہے، **فالعیاذ باللہ من هذه الخرافات**.

امامیہ اسماعیلہ:

فرقہ اسماعیلیہ، امامیہ کی ایک شاخ ہے، یہ مختلف اسلامی ممالک میں پائے جاتے ہیں یہ کسی حد تک جنوبی ووسطی افریقہ، بلاد شام اور پاکستان میں اور زیادہ تر ہندوستان میں ہیں (ممبئی وغیرہ علاقوں میں آباد ہیں اور آغا خانی وبوہرہ سے مشہور ہیں) کسی زمانہ میں یہ برسر اقتدار بھی تھے، ملحد عبیدیہ وباطنیہ (معروف بہ فاطمیہ) جو

(۱) الخطوط العریضہ (ص ۱۴-۱۶-۱۷) واضح رہے کہ "الکافی" کا امامیہ کے یہاں وہی درجہ ہے جو اہل سنت کے یہاں "صحیح بخاری" کا ہے

مصروشام میں ۲۹۷ھ سے ۵۶۷ھ تک حکمراں رہے اسی شیعی فرقہ اسماعیلیہ سے تعلق رکھتے تھے، ملحد قرامطہ جو تاریخ اسلامی کے ایک دور میں تیسری چوتھی صدی ہجری میں بحرین پر اور چھٹی ساتویں صدی ہجری میں فارس وغیرہ، متعدد بلاد اسلامیہ پر قابض ہو گئے تھے، ان کا تعلق بھی اسی فرقہ اسماعیلیہ سے تھا۔

فرقہ اسماعیلیہ اپنے کو حضرت اسماعیل بن جعفر صادق کی طرف منسوب کرتا ہے جو اہل بیت کے ایک بزرگ امام گذرے ہیں، اسماعیلیہ امام جعفر صادق تک اثناعشریہ کے ساتھ متفق ہے، اس کے بعد دونوں میں اختلاف ہو جاتا ہے اثناعشریہ کے نزدیک امام جعفر صادق (متوفی ۱۴۸ھ) کے بعد ان کے بیٹے موسیٰ کاظم، امامت کے منصب پر فائز ہوئے، اس کے برخلاف اسماعیلیہ امام جعفر کے دوسرے بیٹے اسماعیل کو امام قرار دیتے ہیں حالانکہ وہ اپنے والد کی زندگی ہی میں وفات پا گئے تھے۔(۱)

فرقہ اسماعیلیہ کی ایک جماعت انہی اسماعیل بن جعفر صادق کو مہدی منتظر سمجھتی ہے اور ان کی رجعت کا اعتقاد رکھتی ہے، اس کا خود ساختہ عقیدہ ہے کہ ان کی وفات نہیں ہوئی ہے انھوں نے خلفاء عباسیہ کی دار و گیر کے خوف سے از راہ تقیہ اپنی موت کا اظہار کیا ورنہ درحقیقت وہ زندہ و مستور ہیں اور کسی مناسب وقت پر ظاہر ہوں گے۔(۲)

زیدیہ:

یہ شیعی فرقہ امام اہل بیت حضرت زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہم) کی طرف اپنا انتساب کرتا ہے، اس بنا پر زیدیہ کہلاتا ہے، یہ فرقہ آج بھی یمن میں موجود ہے۔(اس کے منتسبین ہندوپاک میں بھی پائے جاتے ہیں۔

---

(۱) تاریخ المذاهب الاسلامیه (صـ ۴۸)

(۳) الفرق بین الفرق (صـ ۶۳) الملل والنحل (۲/۲۷، ۲۸) تحفه اثناعشریه صـ ۱۹)

حضرت زید بن علی صاحب علم وفضل اور بہت بڑے فقیہ اور مجتہد تھے علم کلام میں ید طولیٰ رکھتے تھے، آپ نے فقہ میں ''کتاب المجموع'' تحریر کی ۱۲۰ھ یا ۱۲۲ھ میں بعمر بیالیس برس وفات پائی، آپ نے خلیفہ ہشام بن عبدالملک کے خلاف خروج کیا لیکن مقتول ہوکر کوفہ میں لٹکائے گئے۔

زیدی شیعہ: دوسرے تمام شیعی فرقوں کی بہ نسبت اہل سنت کے بظاہر بہت قریب ہیں اور نسبتاً معتدل ہیں مگر یہ بھی تمام شیعی فرقوں کی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کو افضل صحابہ اور خلافت کا اولین مستحق سمجھتے ہیں باایں ہمہ شیخین حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی خلافت کو بھی درست اور صحیح سمجھتے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک از راہ مصلحت مفضول کی امامت وخلافت بھی شرعاً جائز ہے۔ متاخرین زیدیہ بھی متقدمین زیدیہ سے بہت قریب ہیں قریب قریب وہی عقائد رکھتے ہیں۔(۱)

فرقہ زیدیہ کی تین بڑی شاخیں تھیں، جارودیہ (۲)، سلیمانیہ، بشریہ، مورخین نے اخیرین کے یہاں مہدی اور رجعت امام کے تصور کا کوئی ذکر نہیں کیا ہے، البتہ فرقہ جارودیہ کے یہاں مہدی منتظر کا تصور موجود ہے، مگر مہدی کی تعیین مین ان کے درمیان سخت اختلاف اور اضطراب پایا جاتا ہے، چنانچہ ایک جماعت امام اہل بیت محمد بن عبداللہ بن الحسن بن علی بن ابی طالب معروف بہ ''نفس زکیہ'' کے مہدی منتظر ہونے کا اعتقاد رکھتی ہے اور ان کے رجعت کی منتظر ہے۔

محمد نفس زکیہ فضل وکمال اور اثر ونفوذ کے لحاظ سے بنو ہاشم کے نہایت ممتاز بزرگ تھے، اور اپنے زہد وورع اور پاکیزگی نفس کی بنا پر ''نفس زکیہ'' سے مشہور ہوئے، آپ ۹۴ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۴۵ھ میں عباسیوں کے ہاتھوں مقتول ہوئے، خلیفہ

(۱) تاریخ المذاهب الاسلامیه (۲٦-۷۰) وغیرہ کتب تاریخ مذاہب۔

(۲) یہ ابو الجارود زیاد بن منذر کے متبعین ہیں، جو ایک غالی رافضی اور بہت بڑا دروغ گو اہل بیت کی منقبت اور دیگر صحابہ کی منقبت میں حدیثیں وضع کرتا تھا۔

ابوجعفر منصور عباسی کے خلاف آپ کے خروج اور معرکہ آرائی وخونریزی کا واقعہ کتب تاریخ، تاریخ طبری (ج ۱۰) تاریخ ابن الاثیر (جلدہ) وغیرہ میں شرح وبسط کے ساتھ منقول ہیں۔

چونکہ محمد نفس زکیہ نام ونسب سے بعض احادیث مہدی کے مصداق تھے، اس لئے جیسا کہ مورخ ابن کثیر نے لکھا ہے "آپ نے مہدی" کا لقب اس امید پر اختیار کیا کہ شاید وہ "مہدی موعود" ہوں (۱) (جن کا ذکر احادیث میں وارد ہے لیکن آپ نے کہیں مہدی ہونے کا دعوی نہیں کیا تھا) بہر حال یہ ایک تاریخی حقیقت ہے جس میں مورخین کے درمیان کوئی اختلاف نہیں کہ وہ عباسیوں کے ہاتھوں شکست سے دوچار ہوئے اور قتل کردیئے گئے، اوران کا سر کاٹ کر منصور کے پاس بھیج دیا گیا منصور نے پہلے کوفہ پھر اور مقامات میں اس کی تشہیر کرائی۔

جارودی شیعہ کی ایک دوسری جماعت حضرت محمد بن قاسم بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہم) کو مہدی منتظر سمجھتی ہے اوران کے رجعت کا اعتقاد رکھتی ہے کہتی ہے کہ یہ مرے نہیں ہیں، بلکہ زندہ ومستور ہین کسی وقت ظاہر ہوں گے۔(۲)

جناب محمد بن قاسم، اہل بیت کے ایک خاموش بزرگ تھے اور مسجد نبوی میں گوشہ گیر رہتے تھے، ایک فتنہ پرور خراسانی انھیں ورغلا کر میدان میں کھینچ لایا، اور خراسانی حجاج کو لاکر خفیہ ان سے بیعت کرانے لگا، بالآخر حکومت کو خبر ہوگئی ربیع الاول ۲۱۹ھ میں وہ گرفتار کر لئے گئے، خلیفہ معتصم کا زمانہ تھا اس نے اپنے خادم مسرور کے پاس قید کردیا، ساتھ آٹھ مہینے کے بعد ایک شب موقع پاکر نکل گئے۔

یہاں وہاں چھپتے رہے اوراسی حالت غربت میں فوت ہوئے، یہ بھی روایت ہے کہ وہ خلیفہ متوکل (۲۳۲ھ ۲۴۶ھ) کے زمانہ خلافت تک بقید حیات

---

(۱) البدایہ والنہایہ (ج ۱۰ صـ ۸۴)

(۲) تاریخ طبری (۱۰/۲۰۵) البدایہ والنہایہ (۱۰/۲۸۲) مروج الذہب (۳/۴۶۵)

تھے، متوکل نے ان کو دوبارہ گرفتار کر کے قید خانہ میں ڈال دیا اور اسی حالت میں ان کی وفات ہوئی (۱)

فرقہ جارودیہ کی ایک تیسری جماعت کا حضرت یحیی بن عمر بن یحیی بن الحسین بن زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہم) کے بارہ میں عقیدہ ہے کہ وہ مہدی موعود ہیں ان کا دعوی ہے کہ وہ فوت ہوئے ہیں نہ قتل کئے گئے ہین بلکہ زندہ اور غائب ومستور ہیں کسی وقت رجعت وظہور فرمائیں گے (۲)

حضرت یحیی اہل بیت سے ایک ممتاز بزرگ تھے انھوں نے ۲۵۰ھ میں کوفہ کے شیعان علی کو ساتھ لے کر خلیفہ مستعین باللہ کے خلاف خروج کیا تھا مگر ناکامی ہوئی ان کے اعوان وانصار کی بڑی تعداد قتل وگرفتار ہوئی خود یحیی بھی مارے گئے اور ان کا سر محمد بن عبداللہ بن طاہر کے پاس خراسان بھیجا گیا اس نے خلیفہ کے پاس بھیجوادیا (۳)

شیعی فرقوں کی تعداد بہت زیادہ رہی ہے، صرف امامیہ کے اندر ستر فرقے بیان کئے جاتے ہیں اوپر ذکر شدہ شیعی فرقوں کے ساتھ دیگر شیعی فرقوں اور ان کے تصور مہدی مزعوم کا ایک اجمالی نقشہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے جس سے اس مسئلہ میں شیعوں کے اختلاف واضطراب کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے اور بآسانی یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ ان کا تصور مہدی محض اختراعی اور افسانوی ہے، اس کی کوئی عقلی وشرعی بنیاد نہیں ہے۔

۱- اثناعشریہ	محمد بن حسن عسکری	............آل حسین
۲-اسماعیلیہ	اسماعیل بن جعفر صادق	.... "
۳-الباقریہ	محمد الباقر بن علی زین العابدین	"
۴-کاظمیہ موسویہ	موسی کاظم بن جعفر صادق	"
۵-مبارکیہ	محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق	"

(۱) و (۳) ایضاً (۲) الفضل لابن حزم (۱۷۹/۴) الفرق بین الفرق (۳۲)

۶-شمیطیہ	لاعلی التعین یکے از اولاد جعفر صادق
۷-کاملیہ	علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
۸-محمدیہ	محمد بن عبداللہ نفس زکیہ
۹-جارودیہ زیدیہ	محمد بن عبداللہ نفس زکیہ
۱۰-جارودیہ۲	محمد بن قاسم بن علی بن حسین بن علی (رضی اللہ عنہما)
۱۱-جارودیہ۳	یحیی بن عمر بن یحیی بن حسین بن زید......(آل حسین)
۱۲-کیسانیہ	محمد بن علی بن ابی طالب، معروف بہ ابن الحنفیہ
۱۳-باطنیہ (فاطمیہ)	ابو محمد عبید اللہ (بانی دولت باطنیہ/ فاطمیہ
۱۴-قرامطہ	محمد بن جعفر صادق..........(آل حسین)
۱۵-سبائیہ	علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
۱۶-نصیریہ	
۱۷-دروزیہ وحاکمیہ،	حاکم بامر اللہ فاطمی (؟)

ان شیعی فرقوں میں متعدد فرقے (بالخصوص ۱۲ تا ۱۷) ایسے ہیں جو فاسد عقیدۂ رجعت کے علاوہ بھی بہت سے دوسرے فاسد خیالات اور ملحدانہ عقائد رکھتے تھے اس لئے یہ سب درحقیقت اسلام سے خارج فرقے ہیں، آخرالذکر دونوں فرقے جو شام ولبنان میں آج بھی موجود ہیں انہی ملحد فرقوں میں سے ہیں شیعی فرقوں کی تاریخ اوران کے عقائد وخیالات کی تفصیل جاننے کے لئے مطولات کتب الملل والنحل للشهرستانی ،الفصل فی الملل والا هواء والنحل لابن حزم /الفرق بين الفرق لعبدالقاهر البغدادی اور تحفہ اثناعشریہ اور اسلامی مذاہب وغیرہ دیکھنی چاہئے۔

شیعی عقیدۂ مہدی منتظر کا ایک مختصر علمی جائزہ:

یہ تاریخ اسلامی کا نہایت افسوس ناک واقعہ ہے کہ شیعیت ، باطنیت اوراسی قسم کی اکثر گمراہ تحریکیں اہل بیت نبوی کی دعوت کے نام پر شروع ہوئیں،

مسلمانوں کو آل رسول سے جو محبت وعقیدت تھی اس کو نظر میں رکھتے ہوئے ان جماعتوں نے اپنی تحریکوں کو پر کشش اور مقاصد کو کامیاب بنانے کے لئے اسے بزرگان اہل بیت سے جوڑ دیا اور ان کی طرف ایسے عقائد وخیالات منسوب کر دیئے جن سے ان کا دور کا بھی کوئی واسطہ نہیں تھا انہی بے بنیاد اور فاسد و باطل عقائد میں سے ایک ''رجعت ائمہ'' کا عقیدہ بھی ہے جس کی تخم ریزی جیسا کہ اسی کتاب میں گذر چکا ہے، شیعیت کے بانی مدعی اسلام عبداللہ بن سبا یہودی خبیث نے کی تھی،

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد اہل بیت خود کو خلافت کا زیادہ مستحق سمجھتے تھے، مگر اس پر یکے بعد دیگرے بنوامیہ اور بنوعباس کا قبضہ رہا جسے اہل بیت اپنی حق تلفی سمجھتے تھے اس لئے اموی اور عباسی خلفاء سے ناراض اور ان کے خلاف وقتاً فوقتاً خروج اور جدوجہد کرتے رہے آل بیت کی اس جدوجہد اور تحریک میں خود غرض ابنائے وقت اپنی اغراض کے حصول کے لئے شریک ہو جاتے، اور اپنا اثر ورسوخ بڑھانے کے لئے ان کے حق میں انتہائی سرگرمی وجانبازی کا مظاہرہ کرتے، ان کی حمایت کے نام پر مسلمانوں کو پرزور دعوت دیتے اور اپنے گرد جمع کر لیتے، ان میں جوش وخروش پیدا کرنے اور کامیابی کا یقین دلانے کی خاطر معاصر قائد وامام اہل بیت کے بارے میں درپردہ یہ پروپگنڈہ کرتے کہ یہی ''مہدی موعود'' ہیں (حالانکہ جناب امام کی جانب سے نہ اس کی کوئی ہدایت ہوئی تھی نہ وہ اس کے مدعی ہوتے تھے) یہ مفسد مفاد پرست اپنی جمعیت کے ساتھ حکومت کے خلاف جدوجہد اور خروج میں اہل بیت کے ساتھ نمایاں حصہ لیتے، لیکن جدوجہد کی ناکامی اور امام کے قتل ہو جانے یا فوت ہو جانے کی صورت میں اپنے جھوٹ کو چھپانے کے لئے اور لوگوں کو اپنے گرد جمع رکھنے اور ان کے اندر جوش مقابلہ باقی رکھنے کے لئے ان کو فریب دیتے ہوئے یہ باور کراتے کہ جناب امیر قتل نہیں ہوئے ہیں نہ فوت ہوئے ہین وہ زندہ ہیں غائب ومستور ہو گئے ہیں، قیامت سے پہلے وہ پھر بہر حال آئیں گے اور ظلم وزیادتی کی بیخ کنی فرمائیں گے .... بہت سے سادہ مسلمان

اس فریب میں آجاتے اور جناب کے ''مہدی منتظر'' ہونے کا اعتقاد رکھنے اوران کی ''رجعت'' کے منتظر رہنے لگتے، یہ ہے شیعوں کے نظریہ ''رجعت'' اوران کے یہاں ''مہدیوں کی کثرت کا پس منظر، یعنی ان کے عقیدہ مہدی کی تمام تر بنیاد عیارانہ سیاست اور حرفت بازی پر ہے، اس کی نہ کوئی عقلی اساس ہے نہ شرعی دلیل، اس کی نامعقولیت اوراس کا فساد و بطلان خوداس کے محتویات سے ہویدا ہے، بیان کی چنداں ضرورت نہیں، عیاں راچہ بیاں، پھر بھی چند وجوہ بطلان کی طرف اشارہ کر دینا مفید ہوگا۔

۱- جیسا کہ بیان کیا گیا شیعی عقیدہ مہدی کی بنیاد ''نظریہ رجعت'' پر ہے اور یہ نظریہ بجائے خود بے اصل اور فاسد و باطل ہے اس لئے یہ بات بالکل بدیہی ہے کہ اس پر مبنی شیعی عقیدہ مہدی بھی باطل ہے۔

جن ائمہ سادات کے بارے میں یہ شیعی فرقے مہدی ہونے کا دعوی کرتے ہیں، ان میں سے یا تو بعض کی شخصیت ہی موہوم ہے (جیسے محمد بن حسن عسکری اثناعشری امامیہ جن کے مہدی ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں) یا پھر ان کی وفات یا ان کا مقتول ہونا ایک تاریخی حقیقت ہے جو معتبر کتب تاریخ میں ثبت ہے۔ اور جس کا اس دنیا سے انتقال ہو گیا وہ پھر قیامت سے پہلے نہیں اٹھایا جائے گا یہ تو ہر مسلمان جانتا اوراس پر ایمان رکھتا ہے قرآن حکیم میں صراحت ہے (ومن ورائهم برزخ الى يوم يبعثون) وغیرہ ذلک من الآیات و الاحادیث، ان حقائق کے علی الرغم خوامخواہ ان ائمہ کے زندہ و مستور ہونے اوران کی رجعت کا عقیدہ رکھنا محض خام خیالی، فریب نفس، اور شیطانی اغواء کے سوا کیا ہے۔

ابن جریر طبری وغیرہ مورخین نے یہ تصریح کی ہے کہ امام حسن عسکری کے کوئی اولاد نہیں تھی وہ لا ولد فوت ہوئے اسی واسطے ان کے ترکہ کے وارث ان کے بھائی جعفر ہوئے اس زمانہ میں علویوں کے پاس باقاعدہ ایک رجسٹر ہوتا تھا جس میں اہل بیت کے ہر نومولود کی تاریخ پیدائش اوراس کا نام وغیرہ اہتمام کے ساتھ

درج کیا جاتا تھا، لیکن حسن عسکری کے صاحب اولاد ہونے اوران کے کسی بیٹے کا اس رجسٹر میں کوئی ذکر نہیں تھا، حسن عسکری کے معاصر علوی بھی ان کے صاحب اولاد ہونے سے واقف نہیں، (الفصل لابن حزم ۴/۸۱ اوغیرہ) یہ اثنا عشری امامیہ حضرت حسن عسکری کے بعد امامت کے مسئلہ میں شدید اختلاف واضطراب کا شکار ہیں، علامہ شہرستانی نے ان کے کوئی گیارہ مختلف فرقوں کا ذکر کیا ہے جن میں متعدد اس بات کے قائل ہیں کہ حضرت حسن عسکری لاولد تھے، پھر کوئی حضرت حسن ہی کو قائم منتظر مانتا ہے کوئی کسی کو، کوئی کسی کو، تفصیل کے لئے دیکھئے

الملل والنحل (۲/۷،۸،۹)

۲- شیعوں کے یہاں مہدی موعود کی تعیین میں شدید اضطراب وتناقض بھی (جس کا سابقہ نقشہ میں ایک خاکہ موجود ہے) اس بات کا بین ثبوت ہے کہ ان کے یہاں عقیدۂ مہدی کا ماخذ احادیث وآثار نہیں ہیں، بلکہ اہل اھواء کی ہوسات نے اسے جنم دیا ہے، ورنہ یہ شدید تناقض واضطراب کہ جتنا منہ اتنے مہدی جیسی صورت نہ ہوتی، کیونکہ احادیث کے اندر مہدی موعود کے نام ونسب وغیرہ اوصاف کوایسی وضاحت کے ساتھ بیان کردیا گیا ہے کہ اگر وہ پیش نظر ہوں تو کوئی تشابہ واضطراب نہیں ہوسکتا، اسی لئے اہل سنت وجماعت کے درمیان اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے، کیونکہ ان کا ماخذ ومصدر احادیث نبویہ ہیں۔

۳- شیعوں کا خودساختہ عقیدۂ مہدی ان تمام احادیث کے خلاف ہے جو مہدی موعود کے باب میں وارد ہیں کیونکہ وہ جن بزرگان اہل بیت کے مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں ان میں سے کسی کے اندر بنیادی اوصاف وعلامات مہدی پائی نہیں گئی حتی کہ نام ونسب تک میں مطابقت مفقود ہے ثبوت کے لئے ص: ۹۰-91 پر درج شدہ نقشہ پر ایک نظر ڈال لینا کافی ہوگا، کسی کا نام موافق ہے، تو ولدیت اورنسب نہیں، نسب موافق ہے تو نام اور ولدیت نہیں یا ان امور میں سے کسی میں بھی مطابقت نہیں ہے، کسی ایک میں کوئی جزئی موافقت ہے تو پھر دیگر علامات (ان کے

زمانہ میں خروج دجال، نزول عیسی وغیرہ علامات) یقیناً مفقود ہیں۔

مہدی موعود کا تصور یا عقیدہ ظاہر ہے کہ احادیث نبویہ ہی سے ماخوذ ہے لیکن یہ عجیب مذاق ہے کہ یہ عقیدہ تو لے لیا جائے احادیث سے لیکن انہی احادیث کی ان تمام تصریحات کو جو اسی عقیدہ سے متعلق ہیں یعنی مہدی موعود کا نام ونسب اور دیگر اوصاف وعلامات ان سب کو یکسر نظر انداز کر دیا جائے اوران تصریحات کے علی الرغم اپنی طبیعت جس کو چاہے اسے مہدی باور کرانے پر اصرار کیا جائے۔

پھر پورے ذخیرۂ احادیث میں ایک حدیث بھی ایسی نہیں ہے جس میں حضرت مہدی آخرالزماں کی یہ علامت بھی بیان کی گئی ہو کہ وہ پیدا ہونے کے بعد، یا کسی حکمراں سے شکست کھا کر یا خوفزدہ ہوکر غائب ومستور ہوجائیں گے پھر عرصہ دراز کے بعد ظاہر ہوں گے اور غلبہ پائیں گے۔

تنبیہ:-

اگر محمد بن عبداللہ نفس الزکیہ کے بارے میں کوئی یہ کہے کہ وہ جب دنیا میں دوبارہ آئیں گے تو نام ونسب کے علاوہ باقی صفات مہدی بھی ان کے اندر پائی جائیں گی، تو یہ بھی غلط ہے اور بناء باطل علی الباطل ہے اور ''رجعت'' کے بے اصل واساس اور موہوم تصور پر مبنی ہے، معلوم ہے کہ موصوف نے خلیفہ عباسی ابوجعفر منصور کے خلاف خروج کیا تھا، مگر انھیں شکست ہوئی اور قتل کر دیئے گئے یہ ایک تاریخی حقیقت ہے جسے تاریخ کا ایک مبتدی بھی جانتا ہے اس کے باوجود کوئی انھیں خوانخواہ زندہ ومستور سمجھے تو اسے بوالعجبی اور خرد ماغی کے علاوہ کیا کہا جائے۔

تنبیہ:-

بیشک اللہ اس بات پر قادر ہے کہ وہ اپنے کسی بندے کو اپنی کائنات میں کہیں ہزار ہا برس زندہ رکھے اور جب چاہے دنیا میں واپس لے آئے لیکن کسی کے بارے میں اتنا بڑا دعویٰ جو درحقیقت امورغیب سے تعلق رکھتا ہے، قوی اور واضح شرعی دلیل کے بغیر قطعاً درخور اعتناء نہیں ہوسکتا، اس کے لئے قرآن وحدیث کی

مضبوط اور صریح نصوص کا ہونا ازبس ضروری وناگزیر ہے (۱) مگر ائمہ اہل بیت (نفس زکیہ وغیرہ) کسی کی غیبت ورجعت کا احادیث وآثار میں ادنیٰ اشارہ بھی نہیں ہے بلکہ یہ تصور محض جاہلانہ اور یہودی ذہن کا ساختہ وپرداختہ ہے۔

۴- شیعہ جن بزرگان اہل بیت کے مہدی ہونے کا گمان رکھتے ہیں وہ سب دوسری تیسری صدی ہجری میں پیدا ہو چکے ہیں، اوران کے خیال خام میں زندہ اور کہیں مستور ہیں، اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان کی عمریں ابھی ہزار برس سے زیادہ ہو چکی ہیں اور ظہور کے وقت نہ جانے ابھی کتنی صدیاں گذریں گی، حالانکہ احادیث میں یہ ہے کہ مہدی موعود کی عمر بوقت بیعت خلافت صرف چالیس برس یا کچھ کم وبیش ہوگی۔

حدیث مہدی میں شیعوں کی تاویلات اوران کے جوابات:

حاصل کلام یہ کہ شیعی تصور مہدی، احادیث صحیحہ متعلقہ مہدی کے مناقض ومعارض ہے اس لئے حق تو یہ تھا کہ شیعی فرقے ان احادیث صحیحہ کی روشنی میں اپنے تصور مہدی پر نظر ثانی کر کے اس کی اصلاح وتصحیح کر لیتے، لیکن برا ہو جمود وتعصب کا،

(۱) ٹھیک یہی معاملہ حضرت خضر کے زندہ وحیات ہونے کے زعم اور دعویٰ کا بھی ہے اس کا تعلق بھی ظاہر ہے امور غیب اور خوارق عادت سے ہے، اس کے لئے قوی اور صریح شرعی دلیل چاہئے لیکن قرآن وحدیث سے اس کی کوئی دلیل نہیں ہے، کسی آیت، کسی صحیح، معتبر حدیث میں اس کا ادنیٰ اشارہ بھی نہیں پایا جاتا، یہ محض بعض علماء کا وہم ہے، اور بیشتر صوفیاء کے شطحات، مقامات اور مکاشفات پر مبنی ہے جو ہرگز کوئی دلیل نہیں ہے، محققین اہل علم امام احمد بن حنبل، امام بخاری، امام ابوالحسین المنادی البغدادی، امام ابراہیم بن اسحٰق حربی، امام ابوطاہر بغدادی، امام ابویعلی حنبلی، امام ابن الجوزی، امام ابن تیمیہ، امام ابن القیم، امام ابوبکر بن العربی، حافظ ابن حجر عسقلانی وغیرہ کے نزدیک حق یہی ہے کہ خضر زندہ وحیات نہیں ہین، زندگی وموت کے عام دستور الٰہی اور قانون طبعی سے ان کا استثناء کسی دلیل سے ثابت نہیں ہے بلکہ معتبر عقلی نقلی دلیل ان کے خلاف ہے، تفصیل کے لئے دیکھئے حافظ ابن القیم کی کتاب ''المنار المنیف '' اور حافظ ابن حجر کی کتاب ''الزهر النضر في حال الخضر'' وغیرہ۔

انھوں نے ایسا کرنے کے بجائے حدیثوں ہی میں حسب منشا تراش خراش اور مضحکہ خیز تاویلات وتحریفات کرنی بلکہ جھوٹی حدیثیں وضع کرنی شروع کردیں۔

وہ مشہور حدیث جس میں مہدی موعود کے نام ونسب کو بیان کیا گیا ہے کہ ”**یواطئ اسمہ اسم ابیہ اسم ابی**“ یعنی آں حضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا” مہدی میرے ہمنام اوران کے والد میرے والد کے ہمنام ہوں گے“ (یعنی محمد بن عبداللہ) یہ حدیث کتب حدیث میں اسی طرح مروی ہے، جو اثنا عشری وغیرہ شیعی فرقوں کے مزعوم تصور مہدی کی واضح تردید کرتی ہے، اس لئے انھوں نے اس میں طرح طرح کی بیہودہ تاویلات سے کام لینے اوراس کو اپنے زعم ودعوی کے موافق بنانے کی ناکام کوشش کیں۔

چنانچہ بعض اثنا عشری علماء نے بلا دلیل یہ دعویٰ کیا کہ حدیث مذکور کا دوسرا جزء ثابت نہیں ہے یعنی ”**اسم ابیہ اسم ابی**“ والا فقرہ بعد کا اضافہ ہے، حدیث بس یہ ہے کہ ”**یواطئ اسمہ اسمی**“ مطلب یہ کہ حدیث میں صرف مہدی موعود کے نام کی تعیین وارد ہے یعنی ”محمد“ ان کے والد کے بارے میں کچھ وارد نہیں ہے، اور اثنا عشری جن کو مہدی منتظر سمجھتے ہیں ان کا نام ”محمد“ ہے یعنی محمد بن حسن عسکری، جو گویا حدیث کے (بعد از تاویل وتحریف) مطابق ہے (منہاج السنہ ۲/۱۳۲)

اسی طرح بعض شیعہ نے حدیث مسطورہ بالا میں خود تحریف کرتے ہوئے یہ دعویٰ کیا کہ اس میں لوگوں نے تحریف کردی ہے اس حدیث کا آخری فقرہ دراصل یوں تھا ”**اسم ابیہ اسم ابنی**“ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ....مہدی موعود کے والد کا نام میرے صاحبزادے (نواسے) کے نام کے موافق ہوگا، مگر اس تحریف سے بھی بات بنتی نظر نہیں آئی کیونکہ آنحضرت کے صاحبزادے حسن بھی تھے اور حسین بھی، اس لئے دعویٰ اول کی طرح بلا دلیل دعویٰ یہ کیا کہ ”ابنی“ سے مراد حسن ہیں اب حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ مہدی موعود

آنحضرت ﷺ کے ہمنام اوران کی ولدیت حسن ہوگی ،یعنی محمد بن حسن (الاشاعة فی ااشتراط الساعة ص: ۷حجج الکرامه ص: ۳۵۲)

جواب:- اس سلسلہ کی حدیثوں پرجس کی بھی نظر ہے وہ بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ یہ تاویلات بالکل بے جاہیں اوردرحقیقت یہ حدیث کے اندر تحریف ہے، کیونکہ شیعوں کے بیان کردہ لفظ میں یہ حدیث کسی معتبر کتاب میں وارد نہیں ہے بلکہ تمام مآخذ ابوداؤد ،ترمذی حاکم وغیرہ میں معروف الفاظ ہی میں مروی ہے ،یعنی ''یواطئ اسمه اسمی واسم ابیه اسم ابی ''

ایک اورشیعی عالم ابن طلحہ نے اوربھی مضحکہ خیز تاویل کی ہے وہ کہتے ہیں: حدیث''یواطئ اسمه اسمی واسم ابیه اسم ابی '' میں ''ابیه '' سےمراد ''جده'' ہے

حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا'' مہدی میرے ہم اسم ہوں گےاوران کے دادامیرے والد(عبداللہ) کے ہم اسم ہوں گے،مگراس بھونڈی تاویل سے بھی مقصود حاصل نہیں ہوا تو کہہ دیا کہ'' عبداللہ'' سے مراد ''ابوعبدالله '' ہےاب حدیث کامعنی یہ ہوا کہ'' مہدی موعودکا نام محمداوران کے دادا کا نام''ابوعبداللہ ہوگا''

چنانچہ محمد بن حسن عسکری کے جداعلیٰ ابوعبداللہ ہیں (یعنی حضرت حسین ، ابوعبداللہ آپ کی کنیت ہے)اس لئے وہ (محمد بن حسن عسکری) محمد بن ابی عبداللہ ہیں اس طرح آپ کا نام وولدیت حدیث کےمطابق ہے۔

جواب:- ایک ادنیٰ عقل رکھنے والا عامی بھی سمجھ سکتا ہے کہ یہ حدیث کی تاویل نہیں تحریف ہے ، ذراسوچئے کسی شخص کا نام محمد بن حسن ہواوروہ اس سے معروف بھی ہو اوراسی کے بہت اوپر جداعلیٰ کا نام حسین ہواوراسی نام سے وہ مشہور ہو ، اورکنیت ابوعبداللہ غیر معروف ہو ، ایک ایسے شخص کی تعریف وتشخیص اورتعیین کے لئے کوئی کہے کہ وہ ''محمد بن عبداللہ'' ہیں تو آخرکون اس سے''محمد بن

حسن'' سمجھے گا اور کیوں سمجھے گا اور آخر اس کا مطلب یہ کیسے کوئی لے سکتا ہے کہ یعنی نام محمد اور جد اعلیٰ کی کنیت ابو عبداللہ ہے اس لئے یہ شیعی توجیہ بالکل غلط اور بے معنی ہے بلکہ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اس بات کا الزام ہیکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دینی حکم بیان کرنے کے سلسلہ میں ایک بالکل مبہم اور ناقابل فہم تعبیر اختیار فرمائی، العیاذ باللہ۔

پھر آل امام حسین میں کئی ایک کا اسم گرامی محمد ہے اور سب حضرت امام کی نسبت سے ''محمد بن ابی عبداللہ'' ہوں گے اور حدیث مذکور کا (شیعی تاویل کے مطابق) مصداق ٹھہریں گے اس میں محمد بن حسن کی کیا خصوصیت ہے کہ انہی کو خاص کر حدیث مذکور کا مصداق قرار دیا جائے۔

خلاصہ کلام یہ کہ ارشاد نبوی ''یواطئ اسمه اسمی و اسم ابیه اسم ابی '' کا اس کے سوا اور کو معنی و مراد نہیں ہے کہ مہدی موعود کا نام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے مطابق ہوگا یعنی ''محمد'' اور ان کے والد کا نام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد کے نام کے موافق ہوگا یعنی ''عبداللہ'' اس لئے محمد بن حسن عسکری اس حدیث کا ہرگز مصداق نہیں ہیں، اور ان کو مہدی موعود تصور کرنا حدیث کے خلاف ہے۔ (منہاج السنہ ۲/۱۳۳)

❀❀❀

فصل ششم

مدعیان مہدیت

چونکہ حدیثوں میں امام مہدی کے متعلق یہ بھی خوشخبری دی گئی ہے کہ وہ قوت وغلبہ کا سرچشمہ اور اصلاح احوال امت کا ذریعہ ہوں گے اس لئے اسی کو پیش نظر رکھتے ہوئے بہت سے جاہ پسند اصحاب تہور، بعض مغرور صوفیاء اور بعض داعیان اصلاح نے خود مہدی بننے یا ازراہ پندار وخوش فہمی خود کو مہدی سمجھنے یا ازراہ مصلحت کوشی خود کو بطور مہدی پیش کرنے کا حوصلہ کیا، تا کہ مسلمانوں کے لئے ان کی شخصیت پر کشش محور بن جائے اور لوگ انھیں اپنے بہتر مستقبل کی ضمانت سمجھ کر ان پر پروانہ وار نثار اور ان کے لئے ہر قسم کی قربانیاں دینے کے لئے تیار ہو جائیں اور انھیں اپنے مقاصد کو بروئے کار لانے میں سہولت اور کامیابی وکامرانی حاصل ہو۔

چنانچہ اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں بہت سے لوگوں نے ''مہدی موعود'' ہونے کا دعویٰ کیا اور اس کے لئے قسمت آزمائیاں کیں، شیخ الاسلام ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

''نام نہاد مہدیوں کی تعداد بہت زیادہ ہے بس اللہ ہی ان کی تعداد کو جانتا ہے'' (منهاج السنه ٤/٢١١)

مگر مجموعی طور پر امت اسلامیہ میں ان مدعیان مہدیت کو پذیرائی نصیب نہیں ہوئی، یہی وجہ ہے کہ اس بڑی تعداد میں سے چند ہی مدعیان مہدیت کے نام تاریخوں میں باقی رہ گئے ہیں ورنہ ان میں سے اکثر ایسا بے نام ونشان ہو گئے کہ تاریخ کے صفحات میں بھی ان کا کوئی نام اور ذکر مذکور نہیں ہے۔

مدعیان مہدیت کی اس غلط روش کے جہاں بہت سے برے نتائج امت

کو جھیلنے پڑے ان میں سے ایک بہت برا نتیجہ یہ بھی ہوا کہ عقیدۂ مہدی کی صحت مجروح ہوئی، اور بہت سے متاخرین معاصرین اس عقیدہ کو نامعقول غیر شرعی اور بعد کی اختراع وابتداع سمجھنے لگے، اور احادیث مہدی کو یک قلم ساقط الاعتبار ٹھہرانے کی سعی نامسعود میں لگ گئے مگر حقیقت میں یہ ان کی کمزوری ہے، معقول اور مضبوط موقف یہ ہے کہ عقیدۂ مہدی کی صحیح شکل اور امام مہدی آخرالزماں کے واقعی احوال واوصاف کو جو احادیث معتبرہ سے ثابت ہیں واضح طور پر بیان کیا جائے اس کی روشنی میں مدعیان مہدیت کی حقیقت خود بخود آشکارا اور ان کی حیثیت ھباً منثورا ہو جائے گی رہا یہ کہ کسی امر حق کے غلط استعمال اور استحصال واستغلال کو دیکھ کر اس حق کو ہی ناحق سمجھ لیا جائے یہ کوئی صحیح معقول اور علمی طریقہ نہیں ہے۔

بہر حال اس فصل میں چند مدعیان مہدیت کا تذکرہ مقصود ہے جن میں بعض کے صرف نام اور بعض کے کچھ حالات تاریخوں میں موجود و مذکور ہیں، گذشتہ فصلوں میں ''مہدی صادق'' کے جو حالات واوصاف بیان ہوئے ہیں انھیں ذہن میں رکھئے تو نام نہاد مہدیوں کے ادعاء وافتراء کی حقیقت خود بخود واضح رہے گی اور کبھی کوئی دھوکا نہیں ہوگا۔

۱- حارث بن شریح:

مدعیان مہدیت یا خود ساختہ مہدیوں کے سلسلہ کا پہلا سراغ دوسری صدی ہجری میں ملتا ہے چنانچہ اموی خلیفہ ہشام بن عبدالملک کے عہد خلافت (۱۰۵ھ-۱۲۵ھ) میں ایک ممتاز شخص حارث بن شریح نے صاحب رایات سود (یعنی مہدی) ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔

یہ شخص بہ ظاہر دیندار تھا، کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی دعوت دیتا تھا، ہزاروں لوگ اس کے گرویدہ ہو گئے اور اس کے گرد ایک جمعیۃ اکٹھا ہو گئی تو اس کی مدد سے ۱۱۶ھ میں حارث نے خراسان میں علم بغاوت بلند کر کے بہت سے شہروں

پر قبضہ واقتدار حاصل کرلیا اور پھر خراسان کے پایۂ تخت مرو کی طرف قدم بڑھایا خراسان کے اموی گورنر عاصم بن عبداللہ ہلالی نے بڑھ کر اسے شکست دی لیکن اس نے دوبارہ قوت حاصل کرلی پھر اس کے اور خراسان کے دوسرے اموی گورنر اسد بن عبداللہ قسری کے درمیان مسلسل معرکہ آرائیاں ہوتی رہیں بڑی مشکل سے ۱۱۸ھ میں حارث کو شکست ہوئی اور اس کا زور ٹوٹا وہ خراسان سے بھاگ کر غیر مسلم ترکوں سے مل گیا اور مسلمانوں کے خلاف ان کی مدد کرتا رہا۔

۱۲۵ھ میں یزید بن الولید الناقص خلیفہ ہوا تو اس نے حارث کو معاف کردیا اور پروانہ امن لکھ دیا لیکن ۱۲۷ھ میں مروان ثالث کے تخت نشین ہونے کے بعد حارث نے پھر پر پرزے نکالے اور خراسان میں بڑی شورش پیدا کی، اس بار جہم بن صفوان بھی (جس کی طرف فرقۂ جہمیہ منسوب ہے) اس کے ساتھ ہوگیا اور اس کے لئے دعوت دینے لگا خراسان کے حاکم نصر بن سیار کے ساتھ اس کے کئی معرکے ہوئے اور حارث کے بے شمار ساتھی مارے گئے، جہم بن صفوان بھی گرفتار اور قتل ہوا اس کے بعد حارث نے خراسان کے ایک ممتاز رئیس جدیع بن علی معروف بہ کرمانی کے ساتھ مل کر متحدہ محاذ بنایا لیکن دونوں میں جلد ہی شدید اختلاف ہوگیا اور باہمی خونریز تصادم میں حارث شکست کھا گیا، اور بہت سے ساتھیوں کے ساتھ خود بھی مارا گیا، یہ ۱۲۸ھ کا واقعہ ہے اسی کے ساتھ حارث کی نام نہاد مہدیت اور اس کی برپا کردہ شورشوں کا بھی خاتمہ ہوگیا۔

(مزید تفصیل کے لئے دیکھئے کتب تاریخ تاریخ طبری (جلد ۹) تاریخ ابن الاثیر (جلد ۵) و تاریخ ابن خلدون وغیرہ)

۲- عبیداللہ بن میمون القداح

پہلی شیعی حکومت / معروف بہ دولت فاطمیہ (مگر بہ تعبیر صحیح دولت باطنیہ عبیدیہ) کا بانی اور اس کا پہلا حکمراں، یہ شام کے مشہور شہر حمص کے ایک مقام سلمیہ میں ۲۵۹ھ میں پیدا ہوا وہیں تعلیم وتربیت اور نشوونما ہوئی اور اپنے آباد کردہ شہر

مہدیہ (افریقہ) میں ۳۲۲ھ مطابق ۹۳۴ء میں وفات پائی۔

عبیداللہ اور فاطمی خلفاء کے اہل بیت کی طرف انتساب کی صحت میں مورخین کا سخت اختلاف ہے، بعض مورخین اس نسبت کو صحیح سمجھتے ہیں لیکن ان کے بیان کردہ نسب نامے آپس میں مختلف ہیں، مشہور نسب نامہ یہ ہے:

ابومحمد عبیداللہ بن محمد الحبیب بن جعفر مصدق بن محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق مگر علماء انساب کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ محمد بن اسماعیل صاحب اولاد نہیں تھے، اور اکثر مورخین اسلام مذکورہ انتساب کو صحیح قرار نہیں دیتے، ان کے نزدیک عبیداللہ کا صحیح نسب نامہ یہ ہے:

سعید (معروف بہ عبیداللہ) بن حسین بن محمد بن احمد بن عبداللہ بن میمون القداح، یہ مورخین نام سعید اور عبیداللہ لقب قرار دیتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ حسین بن محمد کا صلبی لڑکا نہیں ہے بلکہ حسین نے ایک یہودن بیوہ سے شادی کر لی تھی سعید عبیداللہ اسی کے پہلے شوہر کا لڑکا تھا، حسین خود لاولد تھا اس نے اسی یہودی زادے کو متبنی بنالیا تھا اور مرتے وقت اس کو اپنا جانشین بنا گیا، عبیداللہ نے جو درحقیقت یہودی زادہ ہے آگے چل کر لوگوں کو بھرمانے کے لئے اپنا نسب نامہ اہل بیت سے جوڑ دیا۔

جیسا کہ بیان کیا جاچکا ہے شیعی فرقوں میں ایک انتہائی بدباطن فرقہ اسماعیلیہ باطنیہ تھا اور ملحدانہ عقائد رکھتا تھا، عبیداللہ اسی فرقہ باطنیہ سے تعلق رکھتا تھا اس کے والد حسین اسی فرقہ کے امام تھے ان کی وفات کے بعد عبیداللہ اس کی امامت وامارت پر فائز ہوا اسی لئے آگے چل کر یہ فرقہ عبیداللہ کی نسبت سے عبیدی کہلایا۔

فرقہ باطنیہ کے دعاۃ ومبلغین مدتوں سے خفیہ طور پر حجاز، یمن، بحرین، شام، عراق اور خراسان وغیرہ بلاد اسلامیہ میں اپنی دعوت میں مشغول تھے اور ان مقامات میں ان کی دعوت کے اثرات پھیل رہے تھے، پھر انھوں نے مغرب کا رخ

کیا ان کے دعاۃ نے بربری قبائل کتامہ وغیرہ کو اپنی دعوت سے روشناس کیا اور گرویدہ بنالیا، حسن مشرقی رافضی اس دعوت کا سرغنہ تھا اس نے لوگوں کو منصوبہ بند سازش کے تحت یہ تعلیم دینی شروع کی کہ امام زماں مہدی کے یہاں آنے اور یہاں پر قیام کرنے کی نص موجود ہے، عنقریب وہ ہجرت کر کے یہاں چلے آئیں گے تھوڑے دنوں میں اہل کتامہ وغیرہ کا ایک گروہ کثیر حسن مشرقی کے پاس جمع ہو گیا بعض علماء بھی اس کے دام تزویر میں آ گئے۔

ان دنوں مغرب میں اغلبی خاندان حکمراں تھا انھوں نے حسن کے ظاہری زہد وورع سے دھوکہ کھا کر اس کی کوئی مزاحمت نہیں کی اور آہستہ آہستہ اس نے بڑی قوت حاصل کر لی۔

اسی زمانہ میں عبیداللہ کے والد حسین جو فرقہ باطنیہ کے امام تھے اور سلمیہ میں بیٹھ کر خفیہ مشرق ومغرب میں اپنی دعوت میں مشغول تھے ان کا انتقال ہو گیا، انھوں نے انتقال سے پہلے عبیداللہ کو اپنا جانشیں مقرر کیا اور مذکورہ منصوبہ بندی کے تحت کہا کہ ''تم ہی مہدی موعود ہو اور میرے بعد تم یہاں سے دور دراز ملک کی جانب ہجرت کرو گے اور بڑے بڑے مصائب کا تم کو سامنا ہوگا''۔

عبیداللہ کی جانشینی اور مذکورہ وصیت کی خبر باطنی دعاۃ ومبلغین نے مشرق ومغرب میں پھیلا دی، اس وقت تک مغرب کے بڑے حصہ میں باطنی دعوت پھیل چکی تھی، جس کا روح رواں حسن مشرقی تھا اس نے مذکورہ منصوبہ کو عملی شکل دینے کے لے ایک وفد عبیداللہ کے پاس سلیمہ (شام) بھیجا کہ ہم یہاں آپ کی تشریف آوری کا انتظار کر رہے ہیں:

چنانچہ عبیداللہ حسن مشرقی کے بھائی ابوالعباس کے ساتھ خفیہ طور پر شام سے مغرب روانہ ہوا یہاں اغلبی حکمراں زیادۃ اللہ کو اس منصوبہ کی خبر ہو گئی اور اس نے تمام حکام کے نام عبیداللہ کی گرفتاری کا حکم بھیج دیا اس لئے مغرب کے حدود میں داخل ہوتے ہی یہ دونوں گرفتار کر لئے گئے اور سلجماسہ کے حاکم یسع بن مدار کے یہاں خانہ قید کر دیئے گئے۔

مگر دوسری طرف حسن مشرقی نے اغلبی فوجوں کو پیہم شکستیں دے کر شمالی افریقہ کے بڑے حصہ کو زیرنگیں کرلیا تھا، اور یہاں کے بڑے بڑے بربری قبائل اس کے تابع ہو چکے تھے ۲۹۶ھ میں اغلبیوں سے آخری معرکہ ہوا، اغلبی فوجوں کو شکست ہوئی اور حسن نے اریس پر قبضہ کر کے کئی دن تک بری طرح قتل عام کیا، زیادۃ اللہ اغلبی اس وقت اپنے دارالسلطنت رقادۃ میں تھا، اس معرکہ کے بعد اس کی ہمت بالکل چھوٹ گئی اور وہ مایوس ہوکر مغرب سے مصر چلا گیا حسن نے جس کے پاس اب کئی لاکھ فوجیں تھیں پیش قدمی جاری رکھی، قیروان رقادہ اور پھر سلجماسہ کو بھی فتح کرلیا اور عبیداللہ کو قید سے نکالا اور اسے جلوس کے ساتھ خیمہ تک لایا، عبیداللہ سواری پر تھا، شیعی عمائد پاپیادہ تھے حسن اپنے منصوبہ کی کامیابی پر انتہائی خوش تھا، وہ بآواز بلند اعلان کرتا جاتا تھا کہ

''ہمارے آقا (مہدی موعود) یہی ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں اپنا وعدہ پورا فرمایا اوران کوغلبہ عطا فرمایا''

سلجماسہ میں چالیس دن قیام کے بعد عبیداللہ ربیع الاول ۲۹۷ھ میں دولاکھ فوج کے ساتھ دارالحکومت رقادہ آیا یہاں اس کی عام بیعت ہوئی اور افریقہ کے تمام منبروں پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا اس نے حسب منصوبہ وپروپگنڈہ بہ ادعاء مہدیت ''امیرالمومنین مہدی'' لقب اختیار کیا، یہ گویا اس امر کا اعلان تھا کہ یہ نئی حکومت نہ صرف سیاسی بلکہ دینی حیثیت میں بھی خلافت عباسیہ بغداد کی حریف ہے اس طرح خلافت بغداد سے بالکل آزاد ایک شیعی حکومت کا قیام عمل میں آیا۔

عبیداللہ نے اندرونی استحکام کے بعد توسیع مملکت کے لئے کوششیں شروع کردیں اور مغرب اقصی تک سلطنت کو وسیع کرلیا، مصر پر بھی کئی بار حملہ کیا، لیکن دیرپا کامیابی حاصل نہیں ہوئی اس نے ۳۰۳ھ میں قیروان کے قریب ایک شہر آباد کیا اس کا نام مہدیہ رکھا اور اس کو اپنا دارالسلطنت بنایا۔

جیسا کہ شروع میں بیان کیا گیا کہ عبیداللہ رافضی تھا اورشیعہ کے فرقہ باطنیہ سے تعلق رکھتا تھا (جس کے بارے میں علماء کا خیال ہے کہ وہ ظاہر میں شیعہ اور باطن میں زندیق تھے /تاریخ الخلفاء للسیوطی ص:۲۰۸) عبیداللہ نے توسیع سلطنت کے ساتھ شیعیت اور باطنیت کی ترویج واشاعت میں جبر وتشدد سے کام لیا شیعی رسوم وشعائر جارے کئے فجر کی اذان میں ''حی علی خیر العمل'' اوردرود شریف میں پنجتن کے نام شامل کئے گئے ،تراویح پر پابندی عائد کردی گئی غرض ہر شعبہ میں شیعیت کوفروغ دیا اوراس کو جبریہ پھیلانے کی کوشش کی علماء وفقہاء اسلام کو بے دریغ قتل کرایا تاکہ لوگوں کو گمراہ کرنا آسان ہوجائے ، یہ سلسلہ عبیداللہ کے بعد اس کے جانشینوں کے عہد میں بھی جاری رہا۔(۱)

عبیداللہ نے پچیس برس حکومت کی اور ۳۲۲ھ میں وفات پائی اس کا دعویٰ مہدیت میں جھوٹا اورمکار ہونا اس کے حالات سے ظاہر ہے اس کے مزید تفصیلی حالات کے لئے دیکھئے کتب تاریخ البیان المغرب تاریخ ابن خلدون ،تاریخ ابن خلکان ،تاریخ الخلفاء نیز اعلام زرکلی وغیرہ۔

---

(۱) سلاطین فاطمیہ یعنی باطنیہ عبیدیہ کی تعداد خلفاء بنی امیہ کے برابر ہے یعنی ۱۴ لیکن زمانہ انھوں نے سہ گنا پایا اور ۲۹۷ھ سے ۵۶۷ھ تک ۲۷۰ سال حکمرانی پر قابض رہے ، زمانہ عروج میں ان کا دائرہ حکومت وسلطنت مغرب میں بحر اخضر ،مشرق میں دریائے فرات شمال میں ایشیائے کوچک ، اورجنوب میں بلاد نوبیہ تک وسیع تھا ، بلاد مغرب مصر، شام اورحجاز سب باطنی قلمرو میں شامل تھے ، شیعیت ان کے اصل قوام میں داخل تھی جس میں یہ بہت غلو سے کام لیتے تھے ،بعض خلفاء نے تو''خدائی'' تک کا دعویٰ کیا ان رافضی باطنیوں کی تبرابازیوں اوران کے رات دن کے فتنوں جبر وتشدد امراء ووزراء اور علماء وفقہاء کے قتل وذبح خلفاء وسلاطین اسلام کے خلاف سازشوں کی وجہ سے امت مسلمہ سخت آزمائش میں مبتلا ہوگئی تھی ، ایک طویل عرصہ کے بعد ۵۶۷ھ میں خلیفہ راشد سلطان صلاح الدین ایوبی/ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں اس حکومت کا خاتمہ ہوا، اورامت کو اس کے جبر وتشدد سے نجات ملی .... سنی علماء قاضی ابوبکر باقلانی ، علامہ ابوشامہ ، حافظ ابوالقاسم وغیرہ نے خلفاء باطنیہ کے الحاد، فسق وفجور اورظلم وتعدی کے واقعات پر مفصل کتابیں لکھی ہیں ، عام کتب تاریخ میں بھی بہت کچھ تفصیلات موجود ہیں۔

۳- ابن تومرت مغربی

اس کا نام ابوعبداللہ محمد بن تومرت ہے یہ اصل میں مغربی افریقہ کے قبیلہ مصمودہ سے تھا لیکن مہدی کی پیشن گوئی چونکہ اہل بیت سے تعلق رکھتی تھی اس لئے دعویٰ مہدیت کے ساتھ اس نے اپنا نسب نامہ اہل بیت نبوی سے ملانے کی کوشش کی۔

یہ باختلاف روایت ۴۷۱ھ تا ۴۹۱ھ کے درمیان مغرب کے ایک گاؤں سوس میں پیدا ہوا، ابتدائی تعلیم قرطبہ میں حاصل کی پھر طلب علم میں اسکندریہ بغداد، حجاز اور دیگر بلاد اسلامیہ کا سفر کیا اور حدیث واصول حدیث وغیرہ دینی علوم کی تکمیل کی بہ ظاہر اتباع شریعت اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو زندگی کا مشن قرار دے کر ۵۱۱ھ میں افریقہ کی طرف مراجعت کی بلاد افریقہ میں دعوت وتبلیغ کا کام کرتا ہوا اپنے وطن پہونچا اس کے آمد کی خبر سن کر مصامدہ کے سردار اس کے پاس جمع ہو گئے اور اس کے وعظ وتبلیغ سے اس کے عقیدت مند وفدائی بن گئے۔

ابن تومرت نے ان میں سے چند معتمد علیہ اشخاص کو مغربی قبائل میں تبلیغ واشاعت کے لئے بھیجا یہ مبلغین امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی تبلیغ کے ساتھ ساتھ مہدی موعود کی حدیثیں بیان کر کے لوگوں کو مہدی کی آمد سے روشناس کرتے تھے، گویا ابن تومرت نے اول امر ہی سے بہ ادعاء مہدیت بہت کچھ حاصل کرنے کا منصوبہ بنا رکھا تھا۔

چنانچہ جب اس کے پیروکاروں کے دلوں میں یہ تصور راسخ ہو گیا اور مہدی موعود کی عظمت قائم ہو گئی اس وقت ابن تومرت نے اپنے منصوبہ کو عملی جامہ پہناتے ہوئے اپنے مہدی ہونے کا دعوی کیا زمین پہلے سے ہموار تھی اس لئے لوگوں نے بلا تامل اس دعوی کو مان لیا اور معتقد ہو گئے۔

ابن تومرت نے اپنے متبعین کا لقب مومنین اور موحدین رکھا اور ان کے دلوں میں یہ عقیدہ راسخ کر دیا کہ روئے زمین پر ان مومنین کی جیسی سچی اور ایمان دار جماعت دوسری نہیں ہے، اللہ تعالیٰ اس جماعت کے ذریعہ فارس وروم کو فتح

کرا کے دجال کو قتل کرائے گا اور قیامت تک یہ امر اسی جماعت میں رہے گا۔

مہدیت کے دعویٰ کے بعد بھی کچھ دنوں تک ابن تومرت کی تعلیم و تلقین اور تبلیغ واشاعت پر امن رہی پھر اس نے اپنے معتقد قبائل میں فدویت واطاعت شعاری کی ایسی روح پھونک دی کہ وہ اس کے اشارہ پر کسی کو بھی بے تامل قتل کردیتے تھے اس وقت اس نے اپنے متبعین کو تعلیم دی کہ آج کی تمام حکومتیں باطل کی پیرو ہیں ان سے قتال واجب ہے چنانچہ اس نے اپنے فدائین کی فوج تیار کی اور ۵۱۷ھ میں اپنے دست راست عبدالمومن کی ماتحتی میں حکومت مغرب جوان دنوں مرابطین کے ہاتھوں میں تھی کے مقابلہ کے لئے بھیجی، دونوں میں مقابلہ آرائی اور جدال وقتال کا سلسلہ برسوں جاری رہا، ابتداء مرابطین کا پلہ بھاری رہا لیکن بعد میں ان کی حالت زوال پذیر ہوتی گئی اور ابن تومرت کے پیروکاروں کی تعداد روز بروز بڑھتی گئی دونوں کی کشمکش کا سلسلہ جاری تھا کہ رمضان ۵۲۴ھ میں ابن تومرت کا انتقال ہوگیا۔(۱)

علامہ عبدالواحد مراکشی اور علامہ زرکشی کا بیان ہے کہ ابن تومرت سادگی پسند اور بڑا عابد و زاہد تھا دعویٰ مہدیت وعصمت کے علاوہ اس میں اور کوئی بدعت اور خرابی نہیں تھی۔(۲)

---

(۱) ابن تومرت نے اپنی زندگی ہی میں عبدالمومن کو اپنا جانشیں نامزد کردیا تھا، چنانچہ اس کی وفات کے بعد ''موحدین'' نے اس کو اپنا امیر بنایا، عبدالمومن کی شخصیت میں بڑی کشش تھی، ''صورۃ'' بھی حسین وجمیل تھا آواز نہایت بلند، گفتگو پر زور اور فصیح ہوتی تھی اسے دیکھ کر اور اس کی گفتگو سن کر لوگ اس کے گرویدہ ہوجاتے تھے، عبدالمومن اور مرابطین میں بڑے بڑے معرکے ہوئے بالآخر مرابطین کو شکست اور عبدالمومن کو فتح ہوئی، اور اس نے مغرب سے مرابطین کا خاتمہ کرکے اپنی حکومت قائم کرلی جو تاریخ میں ''دولت موحدین'' سے موسوم ومعروف ہے، یہ حکومت ۵۲۴ھ سے ۶۶۸ھ تک قائم رہی، ۶۶۸ھ) میں بنومرین کے ہاتھوں اس کا خاتمہ ہوا، اس میں کل گیارہ فرمانروا ہوئے۔

(۲) یہ تفصیلات تاریخ اسلام حصہ چہارم (از شاہ معین الدین ندوی) اور اعلام زرکلی سے ماخوذ ہیں۔

مگر بعض دوسرے اہل علم کی رائے اس سے بہت مختلف ہے چنانچہ علامہ حافظ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

''محمد بن تومرت کذاب، ظالم اور متغلب بالباطل تھا جبر وتشدد اور ریشہ دوانیوں کے ذریعہ حکومت پر قبضہ کیا، مسلمانوں کو بے دریغ قتل کیا، حریم مسلمین کو مباح ٹھہرالیا، ان کے بچوں کو غلام بنالیا، اور بڑی لوٹ مار مچائی، وہ ملت کے حق میں حجاج بن یوسف سے بھی بہت زیادہ بدتر تھا، اپنے ساتھیوں میں سے بھی بہت سے لوگوں کو زندہ درگور کردیا، وہ لوگوں سے اپنے کو ''مہدی موعود'' کہلواتا، اور پھر ان کو قبر میں زندہ دفن کردیتا کہ بعد میں کہیں یہ لوگ اس کی تکذیب نہ کرنے لگیں اس نے اپنے متبعین کا لقب (برعکس نام نہند زنگی کافور کے مصداق) ''موحدین'' رکھا تھا حالانکہ یہ عقائد کے لحاظ سے درحقیقت جہمیہ تھے باری تعالیٰ کی صفات اس کے کلام اس کے علو علی الخلق واستوا علی العرش اور قیامت کے روز اسکی رویت بالابصار وغیرہ عقائد حقہ کے منکر تھے ابن تومرت نے اپنا لقب مہدی معصوم رکھا تھا''

(المنار المنیف ص:۱۵۳)

۴۔ احمد بن ابراہیم

شیخ الاسلام ابن تیمیہ (متوفی ۷۲۸ھ) بیان فرماتے ہیں کہ:

''میں اپنے زمانہ کے بہت سے ایسے مشائخ وصوفیاء سے واقف ہوں جو اپنے کو مہدی گمان کرتے ہیں، (اور خود کو مہدی موعود کا مصداق ثابت کرنے کے لئے طرح طرح کی تاویلیں کرتے ہیں) ان میں سے ایک کا نام احمد بن ابراہیم ہے (جو مہدی موعود کے نام ونسب محمد عبداللہ حسنی کے موافق نہیں ہے) تو کہتے ہیں کہ محمد اور احمد میں کوئی فرق نہیں ہے یہ ایک ہی ہے اور ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام، آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جد اعلیٰ ہیں تو گویا احمد نام آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم شریف کے

اور والد کا نام آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد یعنی جد اعلیٰ کے موافق ہے (منہاج السنہ ۴/۲۱۱)

۵- عباس مغربی

مورخ ابن خلدون کا بیان ہے کہ ساتویں صدی ہجری کے اواخر میں عباس نامی ایک شخص نے مغربی افریقہ کے ایک گاؤں غمارہ میں یہ دعویٰ کیا کہ میں ہی فاطمی منتظر یعنی مہدی ہوں بہت سے مسلمان اس کے پیچھے گمراہ ہوگئے اس نے خاصی قوت حاصل کر لی تھی، شہر فاس پر قبضہ کر کے بازاروں میں آگ لگادی، پھر دوسرے شہر مزمہ کی جانب بڑھا اور تباہی مچانی چاہی مگر ناکام رہا اور وہاں قتل کر دیا گیا اس کے برپا کردہ فتنہ کا خاتمہ ہو گیا، (مقدمہ تاریخ ص: ۳۲۸)

۶- صوفی تویزری

اسی طرح ابن خلدون نے اپنے شیخ محمد بن ابراہیم ابلی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ اوائل آٹھویں صدی ہجری میں دولت بنی مروین کے حکمراں سلطان یوسف یعقوف ( ) کے عہد خلافت میں ایک نام نہاد صوفی تویزری (مقام توزر کے باشندہ) نے مغربی افریقہ میں فاطمی منتظر ہونے کا دعویٰ کیا تھا، شہر سوس کے بہت سے سادہ لوح مسلمان اس کے پیرو ہو گئے تھے، خطرہ تھا کہ اس کا معاملہ آگے بڑھ جائے لیکن وہ جلد ہی قتل کر دیا گیا اور اس کا تانا بانا بکھر گیا اور ملت اس کے فتنہ سے محفوظ رہی۔ (حوالہ مذکور)

۷- سید محمد جون پوری

برصغیر ہند بھی مدعیان مہدیت سے خالی نہیں ہے سید محمد جون پوری اس دیار میں مہدی موعود ہونے کا برملا دعوی کرنے والے اور اس کی طرف دعوت دینے والے شاید پہلے شخص ہیں ان کا نام ونسب محمد بن یوسف حسینی ہے، ۸۴۷ھ میں شیراز ہند جونپور میں پیدا ہوئے وہیں تعلیم وتربیت پائی، قرآن کریم حفظ کیا اور شیخ دانیال

بن حسن عمری بلخی (متوفی ۹۸۲) سے علوم دینیہ اور معرفت وسلوک کی تحصیل وتکمیل کی اور پندرہ برس کی ہی عمر میں ایک نمایاں مقام حاصل کرلیا، وہ بحث ومباحثہ اورامر بالمعروف ونہی عن المنکر میں بڑے جری اور بے باک تھے اسی واسطے ''اسد العلماء'' لقب سے ملقب تھے،

ایک مدت لوگوں کو درس وتدریس اوروعظ وارشاد کے ذریعہ مستفید کرتے رہے پھر ریاضت ومجاہدہ میں مشغول ہوگئے، کچھ عرصہ بعد اہل خاندان اوروطن کو خیر باد کہہ کر بیوی بچوں اورارادت مندوں کے ساتھ پہاڑی کی طرف نکل گئے اور بادیہ نوردی وخلوت نشینی اختیار کرلی کہا جاتا ہے کہ اسی دوران ان کے دل پر یہ وارادہ گذرا کہ ''انت المہدی'' کی صدا آرہی ہے مدتوں آپ کو توقف وتامل رہا اور جب پے در پے یہی معاملہ پیش آیا تو اپنے مہدی ہونے کا اظہار واعلان کیا۔

برسوں کی خلوت گزینی ودشت نوردی کے بعد پھر آبادی کا رخ کیا اور مالوہ دولت آباد، برہان پور، احمد نگر، گلبر گہ وغیرہ میں وعظ وتبلیغ اورامر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے رہے لیکن ان کے شدت احتساب اور معاصرین کی منافرت کی بنا پرانھیں کہیں استقرار حاصل نہ ہوسکا اور ہر جگہ سے شہر بدر کئے گئے۔

سنہ ۹۰۱ھ میں اپنے تین سو ساٹھ ساتھیوں کے ساتھ حج کے لئے مکہ معظمہ گئے حج سے فارغ ہونے کے بعد حرم کے اندر اعلان کیا کہ میں مہدی ہوں جو مجھ پر ایمان لائے گا وہ مومن ہے حج کے بعد ہندوستان واپس آکر گجرات میں قیام پذیر ہوئے ،اوروعظ وتبلیغ اوردعوت وارشاد میں منہمک ہوگئے بے شمار لوگوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی اوران کے حلقہ ارادت میں داخل ہوگئے، یہاں ۹۰۳ھ میں پھر انھوں نے مہدی ہونے کا دعویٰ واعلان کیا نتیجہ یہ ہوا کہ شہر بدر کے گئے یہاں سے نکلنے کے بعد مختلف شہروں کا چکر لگاتے ہوئے سندھ پہونچے۔

وہاں ایک سال قیام کے بعد خراسان کی طرف روانہ ہوئے، (خراسان جانے کا محرک یہ رہا ہوگا کہ وہاں بھی لوگوں کو دعوت دیجائے اور کچھ لوگ ان کی

مہدیت کو قبول کرلیں تو پھر ان کو ہمراہ لے کر خراسان سے سیاہ جھنڈوں کے ساتھ نمودار ہوں اور اس طرح صاحب رایات سود ہونے کی مہدی صادق کی علامت ان پر منطبق ہوجائے اور یوں ان کے مہدی ہونے کی تصدیق ہوجائے لیکن یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہوسکا) اور آپ قندھار سے آگے نہ جاسکے اور وہیں مقام فراہ میں بہ عارضہ تپ دق ۲۳/ اپریل ۱۵۰۴ء مطابق سنہ ۹۱۰ھ میں وفات پاگئے۔

صاحب خزینۃ الاصفیاء کا بیان ہے کہ سید محمد جونپوری نے مہدی ہونے کا دعویٰ غلبۂ حال وسکر میں کیا تھا اور پھر صحو وافاقہ اور ہوش میں آنے کے بعد اس سے تائب ہوگئے تھے لیکن ان کے جاہل پیروکاروں نے اس کا اعتبار نہیں کیا اور ان کے مہدی ہونے کے معتقد اور اس پر مصر رہے۔

مولانا ابوظفر ندوی کا خیال ہے کہ سید محمد جون پوری نے مہدی ہونے کا دعویٰ پہلی مرتبہ مقام برلی میں نہروالہ، پٹن کے قریب، یعنی زندگی کے آخری دور میں کیا اس سے پہلے دعووں کی روایات خلاف قیاس ہیں، لیکن مولانا ندوی کی یہ رائے اکثر مورخین کے بیان کے خلاف ہے۔(۱)

سید جون پوری کے ادعائے مہدیت کے بارے میں مولانا آزاد کی رائے یہ ہے کہ بہت ممکن ہے ان کے قلب پر جووارده گذرا ہو وہ صرف یہ ہو کہ "انت المهدی" اسی کا انھوں نے اظہار کیا ہو اور معتقدین نے شہرت عام کی بنا پر "مهدی آخر الزمان" سمجھ کر تمام علائم وآثار مرویہ کو ان پر چسپاں کرنا شروع کردیا ہو، یا خود سید صاحب سے غلطی ہوئی لفظ ''مہدی'' کو انھوں نے ''مہدی آخرالزماں'' سمجھ لیا کیونکہ شہرت وانتظار عام طور پر اسی مہدی کی نسبت ہے اور جب لفظ مہدی بولا جاتا ہے تو سب سے پہلے ذہن اسی طرف منتقل ہوتا ہے'' (تذکرہ ص: ۶۱)

بہر حال سید محمد جون پوری کے دعوی مہدیت کی کمزوری اور ضعیف بنیادی

---

(۱) یہ تمام تفصیلات نزهة الخواطر (۴/۳۲۵) اور شیخ محمد اکرم کی رودکوثر سے ماخوذ ہیں۔

ظاہر ہے اسی بنا پر آپ کے بکثرت معاصرین علماء آپ کے شدت سے مخالف تھے اس کی وجہ سے انھیں بہت کچھ سختیاں جھیلنی پڑیں۔لیکن آپ کے دوست اور دشمن سب آپ کے علم و فضل، زہد و پرہیزگاری توکل وتقشّف اور جرأت احتساب کی تعریف کرتے ہیں، آپ کی دعوت وتذکیر میں ایسی تاثیر تھی کہ تھوڑے ہی عرصہ میں ہزاروں ہزار لوگ حلقۂ ارادت میں داخل ہوگئے نہ صرف عوام بلکہ بہت سے خواص متعدد سلاطین وقت اور اہل علم بھی آپ سے وابستہ یا متاثر تھے آپ کی دعوت نے ایک تحریک کی شکل اختیار کرلی جس کا اثر آپ کی وفات کے بعد بھی برقرار رہا، آپ کا طریقہ طریقہ مہدویہ اور اس سے وابستہ لوگ مہدوی کہے جاتے ہیں جنوبی ہند کے بعض شہروں حیدرآباد وغیرہ میں اس طریقہ کے منتسبین اب بھی موجود ہیں۔

مولانا آزاد سید محمد جون پوری اور ان کی دعوت کے بارے میں لکھتے ہیں:

''نویں صدی کا وہ زمانہ جو اکبر سے پہلے گذرا ہے ہندوستان میں سخت بدامنی اور طوائف الملوکی کا زمانہ تھا کوئی مرکزی حکومت باقی نہیں رہی تھی جو احکام شرع کے اجراء وقیام کی ذمہ دار ہوتی، علمائے حقانی بہت کم تھے اور علمائے دنیا ہر طرف پھیلے ہوئے تھے، اور سب سے زیادہ یہ کہ جاہل صوفیوں کی بدعات ومنکرات نے ایک عالم کو گمراہ کر رکھا تھا یہ دیکھ کر سید موصوف نے احیاء شریعت قیام امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا غلغلہ بلند کیا، میرے خیال میں یہی اس دعوت کا مقصد اصلی تھا، سید موصوف اور ان کے پیرووں کی پہلی جماعت کے اکثر بزرگ بڑے پاک نفس اور خدا ترس لوگ تھے اس قسم کے معاملات ہمیشہ ابتداء میں کچھ ہوتے ہیں اور آگے چل کر کچھ اور بن جاتے ہیں، اور فتنہ غلو وتاویل پچھلی امتوں کی طرح اس امت کی ہر جماعت کے لئے ایک بڑا فتنہ رہا ہے، یہی حالت اس جماعت کو بھی پیش آئی اور رفتہ رفتہ اس کی بنیادی صداقت اخلاف کے غلو ومحدثات میں گم ہوگئی اور اس فرقہ کے عقائد میں بہت سی نئی نئی باتیں اور حد غلو سے بھی گذرے ہوئے اعتقادات شامل ہوگئے (تذکرہ ۴۷)

مگر حیدر آباد اور کراچی وغیرہ میں اس وقت جو مہدوی پائے جاتے ہیں گو وہ سید محمد کے مہدی ہونے کا اعتقاد رکھتے ہیں لیکن باقی عقائد واعمال میں عام مسلمانوں سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہیں۔

۸- محمد نور بخش

علامہ متقی ہندی متوفی ۹۷۵ھ نے اپنی کتاب ''البیان فی علامات مہدی آخر الزماں'' میں لکھا ہے کہ'' قرن اول سے اب تک بہت سے امراء ومشائخ نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے ان میں ایک محمد نور بخش بھی ہے'' یہ غالباً علامہ موصوف کے زمانہ کا کوئی شخص ہے مگر موصوف نے اس کے کچھ حالات نہیں لکھے ہیں،

۹- اویس رومی

علامہ موصوف ہی کا بیان ہے کہ سلطان بایزید ثانی کے عہد حکومت (۸۸۶ھ-۹۱۸ھ) میں روم کے اویس نامی ایک شخص نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تھا موصوف نے اس کا بھی کچھ حال بیان نہیں کیا ہے۔

۱۰- محمد ازمکی

گیارہویں صدی ہجری میں جبال شہرزور کے ایک علاقہ ازمک میں محمد نامی ایک شخص نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تھا اس علاقہ کے بہت سے لوگ اس کے ہمراہ ہو گئے تھے، مگر اس علاقہ کے امیر احمد خان کردی نے جلد ہی اس فتنہ کا سدباب کردیا، اور مدعی مہدیت کے خلاف سخت اقدام کر کے اس کی قوت توڑ دی وہ خود بھاگ گیا لیکن اس کا بھائی گرفتار ہو گیا، مدعی مہدی کے بارے میں علمائے وقت نے فتوی دیا کہ یہ شخص مرتد ہے اس سے توبہ کرائی جائے یا اسے قتل کردیا جائے آخر اس نے بظاہر توبہ کرلیا لیکن اس کے بعض قریبی ساتھی بیان کرتے تھے کہ اس نے اپنے دعویٰ سے حقیقت میں رجوع نہیں کیا تھا، (الاشاعة لاشراط الساعة للبرزنجی ص: ۱۲۱)

علامہ برزنجی مزید بیان کرتے ہیں کہ ۱۰۷۰ھ سے پہلے میں بھی اس کے پاس گیا تھا دیکھا بڑا زاہد و عابد اور کثیر المجاہدہ ہے کھانے پینے میں بڑا محتاط و متورع اور حرام سے اجتناب کرنے والا تھا، طریقہ خلوتیہ کے مطابق ہر وقت اوراد و وظائف میں مشغول رہتا تھا مگر اس کا بھائی جو اس کی وجہ سے گرفتار ہوا تھا اس کے طور طریقہ کی سخت مخالفت اور اس کی بڑی لعنت ملامت کرتا تھا۔

۱۱- محمد بن عبداللہ کردی

۱۰۷۶ھ سے کچھ پہلے، کرد قبائل کے علاقہ جبال عقر و عمادیہ میں ایک شخص عبداللہ کردی نے یہ دعوی کیا تھا کہ میں شریف حسینی ہوں اس نے اپنے ایک لڑکے کا جس کی عمر کم و بیش بارہ برس تھی نام محمد اور لقب مہدی رکھا، اور دعویٰ کیا کہ یہی مہدی موعود ہے بہت سے لوگ اس کے دام فریب میں گرفتار ہو گئے، اس نے اپنے متبعین کی مدد سے بعض علاقوں پر قبضہ کرلیا اور پھر موصل کی طرف بڑھا اس کے اور عثمانی فوج کے درمیاں خونریز معرکے ہوئے اور بڑی جانیں گئیں بالآخر اس مدعی کذاب کو شکست ہوئی وہ اور اس کا بیٹا دونوں گرفتار ہوئے اور سلطان محمد رابع کے پاس استنبول بھیج دیئے گئے سلطان نے انھیں معاف کردیا لیکن وطن واپسی کی اجازت نہیں دی، وہیں استنبول میں دونوں کی وفات ہوئی۔ (الاشاعۃ ص:۱۲۱-۱۲۲)

۱۲- محمد احمد معروف بہ مہدی سوڈانی

نام محمد احمد بن عبداللہ ۱۲۶۰ھ یا ۱۲۵۸ھ میں سوڈان کے ایک شہر دنقلہ میں پیدا ہوئے ان کا خاندان خانہ بدوشی کی حالت میں ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل ہوتا رہتا تھا آخر میں خرطوم میں اقامت اختیار کی، محمد احمد نے یہیں ابتدائی تعلیم کی تحصیل اور علوم اسلامیہ کی تکمیل کی، پھر طریقہ سمانیہ کے پیر و مرشد شیخ محمد شریف کے ہاتھ پر بیعت کی اور ان کے مریدوں میں شامل ہو گئے اور سلوک و طریقت کی منزلیں طے کیں اور دعوت و ارشاد میں مشغول رہے۔

تیرہویں صدی ہجری کا زمانہ اسلامی دنیا کے سیاسی وعسکری زوال اور مسلمانوں کے اخلاقی انحطاط کا زمانہ تھا، مغربی سامراج ایک طرف اپنی زبردست جدید فوجی طاقت کے ذریعہ ممالک اسلامیہ کو زیروزبر اوران پر یکے بعد دیگرے قبضہ کر رہا تھا، تو دوسری طرف مغربی تہذیب وثقافت اہل مشرق واہل اسلام کے مشرقی اخلاق اوراسلامی روح پر حملہ آور تھیں اوردل ودماغ کو مجروح ومغلوب کررہی تھیں، مصر، سوڈان وغیرہ برطانیہ کے زیرانتداب جاچکے تھے خلافت عثمانیہ نیم جاں ہوچکی تھی اوراس کے اندرتاب مقاومت باقی نہیں رہ گئی تھی الغرض حالات انتہائی پرآشوب اورنازک تھے۔

انہی پرآشوب حالات میں مہدی سوڈانی کی نشوونما ہوئی وہ ان حالات سے سخت متاثر ہوئے اورشاید ردعمل کے طور پران کے اندر یہ تحریک پیدا ہوئی کہ اصلاح اورانقلاب احوال کے لئے مسلمانوں کومنظم کرنا ضروری ہے لیکن اس کے لئے کسی مرکزی شخصیت کی ضرورت تھی جولوگوں کے لئے مرجع ومحور بن سکے، انھوں نے اپنے شیوخ سے سنا اور کتابوں میں پڑھا تھا کہ ''مہدی موعود'' قوت کا سرچشمہ ہوں گے اوران کے ذریعہ مسلمانوں کوان کی کھوئی ہوئی عظمت دوبارہ واپس مل جائے گی، غالباً اسی تناظر میں انھوں نے عقیدۂ مہدی کی لوگوں میں تبلیغ واشاعت کی اوراس بات کی کوشش کی کہ کسی ''مہدی'' کا ظہور ہو، جس کے گرد مسلمان جمع ہوکر داخلی وبیرونی حملوں کا مقابلہ اوردشمنوں کے خلاف جہاد کرسکیں۔

چنانچہ بیان کیا جاتا ہے کہ انھوں نے اپنے پیرومرشد شیخ محمد شریف سے ایک روز کہا کہ آپ ''مہدی'' ہیں، اپنے مہدی ہونے کا اعلان کیجئے لیکن شیخ اس کے لئے کسی طرح آمادہ نہیں ہوئے، توشاگرد نے ان کی بیعت توڑکر طریقہ سمانیہ ہی کے ایک دوسرے شیخ شیخ قرشی کے سلسلہ ارادت میں شامل ہوگئے، شیخ قرشی نے شاید محمد احمد کے رجحانات اورعزائم کو سمجھ لیا اوراس کے لئے زمین ہموار کی، چنانچہ انھوں نے اپنی وفات کے وقت یہ وصیت کی کہ:

''مہدی منتظر کے ظہور کا وقت آ گیا ہے جو میری قبر پر قبہ تعمیر کرے گا اور میری بیٹیوں سے اپنے بیٹوں کی شادی کرے گا، وہ مہدی منتظر ہوگا''

محمد احمد اشارہ سمجھ گیا، چنانچہ اس نے شیخ کی وفات کے بعد ان کی قبر پر قبہ کی تعمیر شروع کردی، دوران تعمیر ایک شعبدہ باز منجم عبداللہ تعایشی وہاں پہونچا اور محمد احمد کو دیکھتے ہی بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑا، کچھ دیر بعد جب ہوش میں آیا تو حاضرین نے اس سے حقیقت حال دریافت کی تو اس نے بتایا کہ:

''میں نے دیکھا کہ محمد کے چہرے پر مہدیت کے انوار درخشاں ہیں اس کی شدت تاثیر کی وجہ سے میں بے قابو ہوگیا''۔

شیخ قرشی کے منتسبین میں ان کے سلسلہ کے لوگوں کے لئے بڑی عصبیت پائی جاتی تھی اور محمد احمد خود بھی متقشف ومرتاض اور جفاکش وسادگی پسند تھے اس لئے شیخ کی وفات کے بعد وہی شیخ کے ارادتمندوں کا مرجع قرار پائے، اور انھوں نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا اور ۱۲۹۸ھ مطابق ۱۸۸۱ء میں اپنے ''مہدی'' ہونے کا اظہار اور اعلان کیا، زمین پہلے سے ہموار تھی لوگ بڑی تعداد میں ان کی مہدیت وامامت کے معتقد اور ان کے حلقہ بگوش ہوگئے انھوں نے اپنے متبعین کو سادگی وجفاکشی اور جہاد وجاں بازی کی تعلیم دی، اور حسب منصوبہ سلاطین وقت کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے پر انگیخت کیا وران کے اندر سرفروشی کی حیرت انگیز روح پھونک دی انھوں نے اعلان کیا کہ:

مجھ کو الہام ہوا ہے کہ میں مجدد دین اسلام ہوں، مجھ کو چاہئے کہ میں مذہب اسلام کو حالت اولی پر لے آؤں، نصاری کی قوت کو توڑ دوں، سلطان روم (ترک عثمانی حکمراں) اور خدیو مصر اگر اس امر میں کوشش اور تعاون کریں تو ان سے کچھ بحث نہیں، ورنہ ان سے بھی مقابلہ ہوگا''

محمد احمد (مہدی) نے علماء وفقہاء، مصر کے امراء وحکام سلطان عبدالحمید ملکہ برطانیہ وغیرہ کو خطوط بھیجے اور اپنی امامت وامارت قبول کرنے کی دعوت دی۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ محمد احمد مہدی سوڈانی کی دعوت وتحریک کو سوڈان میں واقعی زبردست مقبولت اور کامیابی حاصل ہوئی، سوڈان کے ایک بڑے علاقہ پر ان کو تسلط بھی حاصل ہو گیا، ان کے ساتھیوں میں جرأت وجانبازی کا ایسا حوصلہ اور ولولہ پیدا ہو گیا تھا کہ اپنی بے سروسامانی کے باوجود مقابل کی بڑی بڑی فوج کو شکست کھانے پر مجبور کر دیتے تھے ترکی ومصری فوجین ان کے مقابلہ سے عاجز تھیں، جدید ہتھیاروں سے مسلح برطانوی فوج بھی ان کی پیش قدمی نہ روک سکی تا آنکہ دارالسلطنت خرطوم پر بھی ان کا قبضہ ہو گیا۔

محمد مہدی نے اپنے زیر تسلط علاقوں میں بہت سی اصلاحات نافذ کیں امراء وحکام کی کم سے کم تنخواہین مقرر کیں شادی بیاہ کی تقریبات میں سادگی وکفایت شعاری کو ضروری قرار دیا ایک انگریز مورخ وزموند سٹیورات نے سوڈانی کی فتوحات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

> ''اس تحریک نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اسلام جدید ہتھیاروں کے بغیر بھی، ساتویں صدی عیسوی کی طرح اس انیسویں صدی میں بھی ایک ناقابل تسخیر قوت بن سکتا ہے''۔

معرکہ آرائیوں کا سلسلہ ابھی جاری ہی تھا کہ مہدی سوڈانی کا وقت آخر آ گیا اور وہ ۱۳۲۰ھ میں انتقال کر گئے، آپ کی وصیت کے مطابق عبداللہ تعایشی آپ کا جانشیں ہوا، اس نے پوری کوشش کی کہ موجودہ قوت اور سلسلہ فتوحات کو قائم رکھ سکے لیکن مختلف داخلی وبیرونی اسباب کی بنا پر برطانیہ کی زیر قیادت نبرد آزما مصری فوج کے سامنے وہ زیادہ دنوں تک نہ ٹک سکا، اور ایک معرکہ میں ۲۴ نومبر ۱۸۹۹ء میں قتل کر دیا گیا، اور پھر یہ تحریک کمزور پڑتی گئی اور رفتہ رفتہ ختم ہو گئی مگر اس تحریک نے سوڈان میں بیداری کا جو صور پھونکا تھا اس کے اثرات ختم نہیں ہوئے، اور اب بھی موجود ہیں۔

۱۳-مرزا علی باب شیرازی/ بہائی مذہب کا بانی ۱۸۲۰ء - ۱۸۵۰ء

۱۴- مرزا غلام احمد قادیانی ۱۸۴۰ء - ۱۹۰۸ء

ان دونوں میں اول الذکر شیعی رافضی تھا اور ثانی الذکر سنی حنفی تھا ان دونوں نے مغربی استعمار کی زیر سرپرستی تفریق بین المسلمین اور ضلالت وگمراہی اور الحاد وارتداد کی راہ اختیار کی، اور اسی راہ پر آگے بڑھتے گئے ان کے اور ان کی جماعت کے مرتد، اسلام سے خارج اور کافر ہونے پر پوری امت مسلمہ اور علمائے امت کا اتفاق واجماع ہے یہاں ان بدبختوں اور خبیثوں کو نام محض اس لئے ذکر کیا گیا ہے کہ ان دونوں نے اپنی ضلالت کے ابتدائی مرحلہ میں مہدی موعود ہونے کا بھی دعوی کیا تھا، اور آگے چل کر نبوت، رسالت، حلول اور خدائی تک کا دعویٰ کیا، ان کے باطل اور ملحدانہ وکافرانہ عقائد کی تفصیل اگر جاننی ہوتو فاتح قادیان شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری اور دیگر علمائے اسلام کی اس موضوع پر مستقل تصنیفات کا مطالعہ کیجئے۔

۱۵- محمد بن عبداللہ قحطانی

فرماں روائے سعودی عرب شاہ خالد بن عبدالعزیز کے زمانہ میں یکم محرم الحرام ۱۴۰۰ھ مطابق ۲۰ نومبر ۱۹۷۹ء کو مسجد حرام میں ایک انتہائی المناک سانحہ پیش آیا تھا جس نے دنیا بھر کے مسلمانوں کو مضطرب کردیا تھا اور خود سعودی حکومت کی نیند حرام ہوگئی تھی جیسا کہ بعد کی تحقیقات سے معلوم ہوا یہ دلدوز سانحہ سعودیہ ہی کے کچھ شورش پسند اصحاب تہور نوجوان محمد بن عبداللہ قحطانی اور اس کے ساتھیوں کے تہور دخروج کا نتیجہ تھا ان نوجوانوں نے جن کی تعداد کم وبیش تین سو تھی مذکورہ بالا تاریخ میں فجر کے وقت حرم شریف پر قبضہ کرلیا اور جیسا کہ بہت سے حجاج اور اخبارات کا بیان ہے ان نوجوانوں نے حاجیوں سے کہا کہ ''مہدی موعود'' کا ظہور ہو چکا ہے اور وہ یہی نوجوان ہے بعد ازاں محمد قحطانی نے حطیم کی چہار دیواری

پر چڑھ کر اپنے مہدی ہونے کا اظہار واعلان کیا اور لوگوں کو بیعت کی دعوت دی، باخبر ذرائع کے مطابق موجود حجاج کا عمومی ردعمل اس حرکت کے خلاف تھا اور کسی نے اس دعوت پر لبیک نہیں کہا، ان نوجوانوں نے حجاج سے کوئی تعرض نہیں کیا، حجاج صفاومروہ کی طرف جالیوں سے ایک ایک کر کے شام تک باہر نکل گئے۔

کوئی پندرہ سولہ روز تک حرم شریف ان کے قبضہ میں رہا اور اذان ونماز اور طواف کا سلسلہ بندرہا، بمشکل تمام کہیں ۴/ دسمبر ۱۹۷۹ء کو حرم محترم کو ان کے قبضہ سے نجات ملی ان میں سے اکثر بروقت پولیس کارروائی میں مارے گئے اور بہت سے اپنے سرغنہ محمد قحطانی کے ساتھ گرفتار ہوئے تحقیق وتفتیش اور عدالتی کارروائیوں کے بعد الحادفی الحرم، قتل اور بغاوت کے جرم میں انھیں سزائے موت دی گئی۔

بعض لوگوں کا گمان ہے کہ سعودی نوجوانوں کی یہ حرکت ناشائستہ اس بے چینی اور ناراضگی کا نتیجہ تھی جو سعودی حکومت کی مغرب نوازی اور جدیدیت ومغربیت کی طرف بڑھتے رجحان کے خلاف بہت سے سعودی مشائخ وشباب کے اندر پائی جاتی ہے، یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ان لوگوں کا منصوبہ یہ تھا کہ شاہ خالد کو جو پروگرام کے مطابق اس روز فجر کی نماز حرم میں ادا کرنے والے تھے یرغمال بنالیا جائے اور اس طرح حکومت کو اپنے مطالبات ماننے پر مجبور کیا جائے، لیکن اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ شاہ خالد کا پروگرام تبدیل ہوگیا وہ حرم نہیں آئے اور شورش پسندوں کو اپنے منصوبہ میں ناکامی ہوئی، ومکروامکر واللہ خیر الماکرین.

حادثہ حرم کی مزید تفصیل:

موضوع کے پیش نظر حادثہ حرم کے متعلق اگرچہ مذکورہ سطور کافی ہیں لیکن نامناسب نہ ہوگا اگر مزید تفصیلات بھی بیان کردی جائیں کہ یہ شورش پسند حرم میں اسلحوں کے ساتھ کیسے داخل ہوگئے ان کی سرکوبی میں اتنا زیادہ وقت کیوں لگا ان کو گرفت میں لینے اور حرم شریف کی رہائی کے لئے کیسے اور کیا کارروائی کی گئی وغیرہ۔

حادثہ حرم کے کوئی تین ماہ بعد ۵، ۶، ۷ ربیع الآخر ۱۴۰۰ھ مطابق

۲۲،۲۳،۲۴/فروری ۱۹۸۰ء کو پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق جامعہ سلفیہ (مرکزی دارالعلوم) بنارس میں تعلیمی وتبلیغی کانفرنس (موتمر الدعوۃ والتعلیم) منعقد ہوئی جس کے مہمان خصوصی حرم محترم کے امام فضیلۃ الشیخ العلامہ محمد عبداللہ السبیل حفظہ اللہ تھے اور انھوں نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے کانفرس کو مشرف فرمایا اس موقع پر امام محترم نے لوگوں کی خواہش ودرخواست پر حادثہ حرم کی مختصر روداد بیان فرمائی تھی، آئندہ تفصیلات موصوف کی بیان کردہ روداد، نیز اس وقت کی اخباری رپورٹوں اور بہت سے مئوی حاجیوں جن میں ہمارے استاذ محترم مفتی مولانا حبیب الرحمٰن فیضی صاحب/ حفظہ اللہ بھی تھے، (۱) کے بیانات کی مدد سے مرتب کی گئی ہے

(۱) حفظہ اللہ کے بجائے اب رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ تاریخ وفات ۳۰/نومبر ۱۹۹۶ء
مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ذیل میں مفتی صاحب مرحوم کا ایک مختصر سوانحی خاکہ پیش کردیا جائے تاکہ آئندہ کام آئے۔ یہ خاکہ تمام تر مؤلف کتاب مولانا فیضی/ حفظہ اللہ کے افادات اور تاثرات پر مبنی ہے جو انھوں نے استاذ محترم مفتی صاحب کی وفات پر بروقت اخبارات میں اشاعت کے لئے لکھا تھا، اور روزنامہ آواز ملک (بنارس) شمارہ یکم دسمبر ۱۹۹۶ء میں شائع ہوا تھا (ناشر)

نام ونسب : مفتی مولانا حبیب الرحمٰن فیضی بن مولوی احسان اللہ بن مولانا محمد احمد (معروف بہ بڑے مولوی صاحب) ابن حضرۃ العلام ملا حسام الدین...... رحمہم اللہ تعالیٰ۔

تاریخ ولادت :- ۱۳۳۵ھ مطابق ۱۹۱۶ء تخمیناً

تعلیم : پوری تعلیم ابتدا تا فراغت وتکمیل مدرسہ فیض عام مئو میں

اساتذہ : مولانا نور محمد کوٹھا، منشی عبدالکریم، جد امجد مولانا محمد احمد، مولانا عبدالرحمٰن نحوی، مولانا عبداللہ شائق، مولانا محمد شفیع، وغیرہ۔

فراغت ودستاربندی : ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۹۳۸ء دستار بندی بدست مبارک حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری/ رحمۃ اللہ علیہ۔

درس وتدریس : مادر علمی فیض عام ہی میں پوری زندگی تدریسی خدمات انجام دی، نہ پڑھنے کے لئے کہیں اور گئے نہ پڑھانے کے لئے یہاں وہاں جانے کی ضرورت پیش آئی، بعد فراغت طویل عرصہ تک یعنی ۱۹۳۹ء سے ۱۹۵۷ء تک اعزازی طور پر بلا تنخواہ پڑھاتے رہے، ۱۹۵۸ء سے مشاہرہ لینے لگے، ۱۹۶۶ء سے ۱۹۸۲ء تک بحیثیت صدر مدرس وشیخ الحدیث اور حضرت مولانا محمد احمد ناظم صاحب کی وفات (۲۴/فروری ۱۹۸۲ء) کے بعد سے تاحیات بحیثیت ناظم وشیخ الحدیث تدریسی سلسلہ جاری وساری رہا۔

= **فتویٰ نویسی:** درس وتدریس کے ساتھ آپ شروع ہی سے فتویٰ نویسی کی خدمت بھی انجام دیتے تھے، آپ کے تحقیقی فتاوے کے متعدد ضخیم رجسٹر موجود محفوظ ہیں۔

مدرسہ کی رکنیت اورنظامت: ۳۰/اپریل ۱۹۵۲ء میں مدرسہ فیض عام کی مجلس انتظامیہ کے رکن بنائے گئے ۷/مئی ۱۹۵۸ء میں نائب ناظم مقرر ہوئے، ۲۷/فروری ۱۹۸۲ء سے تاحیات مدرسہ فیض عام کے ناظم اور مسلم انٹر کالج کے منیجر رہے۔

تاریخ وفات: ۱۸/رجب ۱۴۱۷ھ مطابق ۳۰/نومبر ۱۹۹۶ء بروز شنبہ بوقت فجر

مولانا موصوف ممتاز عالم دین اور جماعت اہل حدیث کے مستند مفتی تھے، کامیاب مدرس، شیخ الحدیث اوراستاذ الاساتذہ تھے جامعہ فیض عام کے جملہ انتظامات وانصرام کے ساتھ تدریسی خدمات کا سلسلہ خاصا طویل ہے، جونصف صدی سے زیادہ کی مدت پر پھیلا ہوا ہے، ویسے تو آپ نے ہرفن کی کتابوں کا درس دیا ہے، لیکن فن حدیث شریف سے آپ کو اول روز سے زیادہ سے زیادہ مناسبت اور دلچسپی تھی، جامع ترمذی وغیرہ کتب حدیث کا درس بطور خاص بڑی تحقیق اور بسط وتفصیل سے دیتے تھے ۱۹۶۶ء سے جب تک صحت نے ساتھ دیا برابر صحیحین کا درس دیتے رہے، وفات سے دوتین سال پہلے سے صحت کی خرابی کے باعث مسند پر بیٹھنے اور درس دینے سے معذور ہو گئے تھے، لیکن ختم صحیحین کی مبارک علمی تقریب کے موقع پر جو جامعہ میں بڑے وقار واحتشام کے ساتھ منعقد ہوتی ہے۔ آخری حدیث کا درس حسب سابق آپ ہی دیتے تھے، اوراس موقع پر حسب روایت سابقہ صحیح بخاری وصحیح مسلم اور حدیث وسنت کی اہمیت وحجیت اور امام بخاری وامام مسلم کے حالات پر مفصل گھنٹہ دو گھنٹہ ایسی پر مغز تقریر فرماتے کہ رشک ہوتا تھا۔

آپ کے درس کی ایک بڑی خصوصیت یہ تھی کہ حسب ضرورت تفصیل سے کام لیتے تھے اور اکتاتے نہیں تھے اسی طرح طلبہ کے سوالات سے نہ جھنجھلاتے تھے نہ گھبراتے تھے بہر حال مطمئن کرنے کی کوشش کرتے تھے متعلقہ شروح ومعاون کتابیں نکلوا کر زیر بحث مقامات دکھاتے اور سمجھاتے تھے،

استفتاء اور مسائل کے استفسار کے لئے پورے ہندوستان سے لوگ آپ کی طرف رجوع کرتے تھے، اورآپ کتاب وسنت کی روشنی میں بڑی تحقیق وتدقیق کے ساتھ فتاوے لکھتے اورلوگوں کی رہنمائی فرماتے تھے، آپ جامع مسجد فیض عام کے خطیب بھی تھے، آپ کا خطبہ مختصر اور ضروری مسائل کے بیان پر مشتمل ہوتا تھا اور بہت پسند کیا جاتا تھا،

حدود حرم شریف جسے گہوارۂ امن وسلامتی قرار دیا گیا ہے جس کی عظمت وحرمت یہ ہیکہ اس میں شکار سے تعرض کرنا اس کے پودے وغیرہ کاٹنا بھی حرام ہے کا کچھ خیال نہ کیا اور مسجد حرام میں سخت خوف وہراس پیدا کیا اور قتل وقتال کر کے اس کی حرمت وغیرت کو پامال کیا، یہ شورش پسند جن کی مجموعی تعداد کم وبیش تین سو بیان کی جاتی ہے، جیسا کہ بیان کیا گیا یکم محرم الحرام ۱۴۰۰ھ مطابق ۲۰/نومبر ۱۹۷۹ء کو نماز فجر سے پہلے عام زائرین وحجاج کی طرح مسجد حرام میں داخل ہوئے، انھوں

=آپ نے اپنی زندگی جامعہ فیض عام کے لئے وقف کر رکھی تھی، جامعہ کی راہ میں ہر طرح کا سرد وگرم سنتے اور سہتے رہے، سوتے جاگتے، اٹھتے بیٹھتے ہمہ وقت جامعہ ہی کی تعمیر وترقی کا سودا سر میں سمایا رہتا، جامعہ میں بچیوں کی دینی وعصری تعلیم کے لئے شعبۂ نسواں کا قیام تمام تر آپ ہی کی فکر اور جدوجہد کا رہین منت ہے یہ شعبہ دو قسموں پر مشتمل ہے، مدرسہ فیض عام (برائے دینی وعربی تعلیم) اور فیض عام گرلس اسکول (برائے عصری تعلیم) دونوں نے بڑی ترقی ونیک نامی حاصل کی، ان میں معلمات کی مجموعی تعداد (مرحوم مفتی صاحب کے زمانہ ہی سے) تقریباً تیس اور طالبات کی مجموعی تعداد ایک ہزار سے زیادہ تھی جس میں برابر اضافہ ہورہا ہے۔ موصوف مولانا محمد احمد ناظم صاحب/رحمۃ اللہ علیہ کے ہمیشہ دست راست بنے رہے اور انھی کی طرح آپ نے بھی اپنی زندگی جامعہ پر قربان کردی اور ناظم صاحب ہی کی طرح جامعہ ہی کے ایک حجرہ میں جس میں آپ رہتے تھے جان جان آفرین کے حوالہ کردی، رحمہ اللہ وعفا عنہ وعافاہ واکرم مثواہ،

تلامذہ: آپ کے درس وتدریس کا سلسلہ چونکہ کافی دراز ہے، اس لئے آپ کے شاگردوں کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے جو ہند وبیرون ہند میں پھیلے ہوئے ہیں، چند تلامذہ کے نام درج ذیل ہیں:
مولانا عبدالرحمٰن رحمانی مبارکپوری، مولانا امان اللہ فیضی بہاری، مولانا ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہری، مولانا مظہر احسن ازہری، مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری، مولانا ڈاکٹر عبدالعلی ازہری، مولانا عبدالحمید رحمانی، مولانا عبدالحنان جھنڈانگری، مولانا عبدالاول فیضی بستوی، مولانا جمال الدین فیضی بستوی، مولانا عزیز الرب مدھوبنی، مولانا قرۃ العین املوی، مولانا نورالعین سلفی املوی، مولانا حافظ نصر اللہ جونپوری، مولانا حافظ نثار احمد فیضی، مولانا محفوظ الرحمٰن فیضی، مولانا محمد حنیف فیضی چمپارنی، مولانا قاری نجم الحسن فیضی مولانا شیخ عبدالباری وغیرہ وغیرہ۔ (از ناشر)

نے پیشگی منصوبہ کے تحت جنازہ کی شکل میں اسلحے (آٹو میٹک گن وغیرہ) جو وہ ٹرکوں پر بار کر کے لائے تھے حرم میں پہونچا دیئے وقت سے نماز فجر شروع ہوئی پہلی ہی رکعت میں **ولا الضالین** کے بعد جب بلند آواز سے آمین کہی گئی تو ان شورش پسندوں نے اپنے منصوبہ کے مطابق عین اسی وقت حرم شریف کے تمام دروازے بند کر دیئے اور سب نے مسلح ہو کر پوزیشن سنبھال لی اور پورے حرم کو اپنے قبضہ میں کرلیا اور امام کے سلام پھیرتے ہی نعرے بلند کرنے لگے کہ ''مہدی کا ظہور ہو گیا ہے آپ سب حضرات ان کے ہاتھوں پر بیعت کریں گے'' اس گروہ کا سرغنہ محمد بن عبداللہ قحطانی حطیم کی چہار دیواری پر چڑھ کر اپنے مہدی ہونے کا اعلان اور لوگوں کو بیعت کی دعوت دینے لگا، پھر اس نے بڑھ کر مائک پر قبضہ کرلیا اور مائک سے اعلان کرنا چاہا لیکن امام صاحب نے مزاحمت کی اور حرم کے نگراں نے بجلی کی لائن کاٹ دی جس سے لاوڈ اسپیکر کے ساتھ روشنی پانی کی سپلائی بھی بند ہوگئی اور ہر طرف تاریکی پھیل گئی۔

ان باغیوں نے حرم میں امن فورس کے کئی سپاہیوں کو جو غیر مسلح ہوتے ہیں قتل کر دیا اور حرم شریف کے دروازوں کی چوکھٹوں کی درازوں سے آٹو میٹک گنوں کے ذریعہ باہر فائرنگ شروع کر دی، لاکھوں حجاج حرم میں بطور یرغمال محبوس ہو گئے حیران و پریشان، نہ پائے ماندن نہ جائے رفتن، تاہم ان لوگوں نے اتنا کرم کیا کہ حجاج کو کوئی گزند پہونچانے کی کوشش نہیں کی نہ ان سے کوئی تعرض کیا، انھیں کسی طرح باہر نکل جانے دیا، چنانچہ حجاج صفا و مروہ کی طرف سے روشندانوں اور باہر کی جالیوں سے ایک ایک کر کے شام تک باہر نکل گئے اور اپنی اپنی قیام گاہ پر پہونچے امام حرم بھی جو عبا قبا اتار کر عام حاجیوں میں شامل ہو گئے تھے اسی راستے سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔

سعودی فوج نے بروقت پہونچ کر پورے حرم کو محاصرہ میں لے لیا اور ہوائی جہازوں اور ہیلی کاپٹروں کے ذریعہ برابر نگرانی کرتی رہی، باغی مسجد حرام

کے میناروں کی بالائی روزنوں سے باہر فائر کرتے تھے ،جس کی وجہ سے ان کا نقصان نہیں ہوتا تھا یہ مینارے سطح زمین سے کم وبیش ایک سوگز اونچے ہیں، جواب میں سعودی فوج کو بھی طاقت استعمال کرنی پڑی اور گولیاں چلانی پڑی جس سے بعض میناروں اور مسجد حرام کے بعض دوسرے حصوں کو بھی نقصان پہونچا۔

سعودی حکومت نے ان شورش پسندوں کے ساتھ ابتدأً نرم رویہ اختیار کیا حالانکہ حکومت کے پاس ایسے وسائل اور طاقت موجود تھی کہ چند گھنٹوں میں ان کا کام تمام کردیا جاتا،لیکن مندرجہ ذیل مصلحتوں کی بنا پر ایسا نہ کیا جاسکا،اور معاملہ کوئی پندرہ روز تک طول کھینچ گیا۔

سب سے بڑی مصلحت یہ تھی کہ حرم شریف میں طاقت کے استعمال سے حتی الامکان گریز کیا جائے اوراس کو اپنی طرف سے کسی بے حرمتی سے محفوظ رکھا جائے ،محاصرہ کوطول دے دیا جائے تاکہ رسد وغیرہ ختم ہوجانے کی وجہ سے یہ باغی خود سپر انداز ہوجائیں اوران کو زندہ گرفتار کیا جاسکے تاکہ ان سے دوسرے مجرموں اورسازش کا سراغ لگ سکے اور بہت سے وہ لوگ جو بے سوچے سمجھے ان کے ساتھ ہوگئے ہیں ان کوالگ کیا جاسکےفوراًبروقت سختی کرنے کی صورت میں خطرہ تھا کہ حجاج جوحرم میں موجود تھے وہ بھی زد میں آجائیں یاباغی انھیں قتل کرنے لگیں، شرارت پسندوں کے پاس کھجور کی کئی پیٹیاں تھیں جنھیں وہ تہ خانہ کی راہ سے پہلے ہی اندر پہونچاچکے تھے جوان کے رسد کا کام دیتی رہی ان چند وجوہ کی بنا پران سے نپٹنے میں اورحرم کوان سے پاک کرنے میں تاخیر ہوئی۔

یہ شورش پسند جب سپر انداز ہونے پر آمادہ نہیں ہوئے تو بدرجہ مجبوری سعودی حکومت نے علماء ومشائخ کے فتوے اورمشورے کے مطابق طاقت استعمال کرنے کا فیصلہ کیا، چنانچہ سعودی فوجیں مسجد حرام کے بعض بیرونی پھاٹکوں کوتوڑ کر اندر داخل ہوگئیں ، اورمسجد حرام کے اندر باغیوں سے باقاعدہ معرکہ آرائی ہوئی دونوں طرف بہت سے آدمی مارے گئے فائرنگ سے مسجد کے اندرونی حصے بھی

یہاں وہاں سے مجروح ہوئے، باغی مجبور ہو کر حرم کے تہہ خانہ میں پناہ گیر ہوئے اور مورچہ بنالیا (تو جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے کہ) تہ خانہ میں گیس بھر دی گئی جس میں گھٹ گھٹ کر بہت سے دم توڑ گئے ان کا سرغنہ محمد بن عبداللہ قحطانی اپنے کوئی *پچہتر ساتھیوں کے ساتھ زندہ گرفتار کرلیا گیا۔

اور خدا خدا کرکے ۴/ دسمبر ۱۹۷۹ء کو حرم شریف ان شرارت پسندوں اور ان کی شرارت وشورش سے پاک وصاف ہوا، سعودی وزیر خارجہ شہزادہ نائف بن عبداللہ نے ایک نشری بیان جاری کر کے لوگوں کو یہ خوشخبری سنائی اور اللہ کا شکر ادا کیا۔

اس کے بعد مسجد حرام کی صفائی کا کام بہت تیز رفتاری کے ساتھ انجام دیا گیا اور ۶ دسمبر ۱۹۷۹ء جمعرات کو ساڑھے پانچ بجے شام میں شاہ خالد حرم شریف میں تشریف لائے بیت اللہ کا طواف کیا اور نماز مغرب حرم ہی میں ادا کی اور یوں سولہ روز تک مسجد حرام میں اذان ونماز اور طواف بند رہنے کے بعد پھر اس مبارک سلسلہ کا آغاز ہوا۔ اقامها الله و ادامها .

گرفتار شدہ باغیوں قحطانی اور اس کے ساتھیوں سے ضروری تفتیش اور عدالتی کارروائیوں کی تکمیل کے بعد جیسا کہ بیان کیا گیا الحاد فی الحرم، فساد فی الارض اور قتل وغیرہ کے جرم میں ان سب کا سر قلم کر دیا گیا۔

ان شورش پسند نوجوانوں کو کسی بیرونی طاقت کی پشت پناہی حاصل تھی؟ کون کون لوگ اس سازش میں شریک تھے؟ تحقیق وتفتیش سے کیا سراغ ملا؟ یہ ساری باتیں سعودی حکومت نے صیغۂ راز میں رکھی ہیں ظاہر ہے، رموز مملکت خویش خسرواں دانند، ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فتنے اور حوادث سے محفوظ رکھے۔ آمین!

۱۶- امداد حسین پاکستانی

ہفتہ وار بلٹز، بمبئی، شمارہ ۱۷/ دسمبر ۱۹۸۳ء میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ ''احمد پارک موہنی روڈ (پاکستان) کے ایک شخص امداد حسین کو پولیس نے گرفتار کرلیا

ہے ……………وہ اپنے مہدی ہونے کی تبلیغ کرنے اپنے مریدوں کے پاس بادشاہ باغ پہونچا تو پولیس نے اسے حراست میں لے لیا، پولیس نے مختلف فرقہ کے علماء کو بلایا انھوں نے متفقہ طور پر اسے جعلساز اور جعلی مہدی قرار دیا، پولیس نے اسے گرفتار کرلیا ہے اور اس کے خلاف زیر دفعہ ۲۹۵ مقدمہ درج کرلیا ہے''

آگے کیا ہوا کچھ معلوم نہ ہوسکا، اس بارے میں اور کوئی خبر دیکھنے اور پڑھنے میں نہ آئی۔

محفوظ الرحمٰن فیضی
مئوناتھ بھنجن، یو۔ پی

۱۹۸۳ء

تمام شعبہ ہائے زندگی کے متعلق
قرآن و سنت کی تعلیمات

منہاج المسلم

اسلامی طرز زندگی

تالیف

فضیلۃ الشیخ ابوبکر جابر الجزائری حفظہ اللہ

ترجمہ

شیخ الحدیث مولانا محمد رفیق الاثری

صفحات: 800 قیمت: -/375

یہ اعمال اپنائیں

اور

حج کا ثواب پائیں

غلام مصطفی فاروق

صفحات: 178 قیمت: -/80

علامہ ابن تیمیہؒ کی معروف کتاب
شرح العقیدۃ الواسطیۃ کا اردو ترجمہ

شرح العقیدۃ الواسطیۃ کا اردو ترجمہ

صحیح اسلامی عقائد

تالیف

شیخ الاسلام احمد بن عبدالحلیم بن عبدالسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ

شارح

شارح شیخ محمد خلیل ہراس

مترجم
جاوید احمد عمری

مراجعہ
ساجد اسید ندوی

صفحات: 208 قیمت: -/100

قرض کے فضائل و مسائل

قرض اور اس کے متعلق جملہ مباحث پر دس ابواب میں تفصیلی، تحقیقی اور علمی بحث اردو زبان میں اپنی نوعیت کی منفرد اور بے مثال کتاب۔

تالیف

پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی - پاکستان

صفحات: 208 قیمت: -/85

منہج سلف صالحین کے فروغ کے لئے کوشاں

ہماری بعض اہم خوبصورت اور معیاری مطبوعات

PRINT ART Delhi- Ph. 23634222

MAKTABA AL-FAHEEM
Raihan Market, 1st Floor, Dhobia Imli Road
Sadar Chowk, Maunath Bhanjan - (U.P.) 275101
Ph.: (O) 0547-2222013, Mob. 9236761926, 9889123129, 9336010224
Email :faheembooks@gmail.com
WWW.faheembooks.com

MAKTABA AL-FAHEEM-MAU

₹ 70/-